THE BOOK WAS DRENCHED

18825

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

تحفۂ کرنیل ایبٹ

TOHFAH COLOHEL ABBOTT.

یعنی واسطے یادگار نام نامی جناب کرنیل ساؤنڈرس لکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کے

منشی نول کشور پریس مطبع نے مختصر کیفیات ہند و تواریخ اودھ تا عہد واجد علی شاہ مسمی بہ

تواریخ نادر العصر

مع حالات تعمیرات شاہی و نقشہ خاص شہر لکھنؤ مرتبہ کرنیل صاحب محتشم الیہ جس سے محلے محلے کے حدود اور بعد مسافت

سڑکوں اور عمارات کا باہم دریافت ہو بہ عجلت تمام واسطے پیشکش صاحب محتشم الیہ کے تالیف و ترتیب کیا

مقام لکھنؤ میں

کارگزاران مطبع منشی نول کشور مؤلف نسخۂ ہذا کے اہتمام سے چھپا

سنہ ۱۸۶۳ع

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ذکر حالات کرنیل صاحب ...	۳
۲	کرنیل صاحب کا ولایت جانا ...	۹
۳	شکریہ رؤسا و عمائد شہر	۱۰
۴	جواب شکریہ از جانب کمشنر صاحب ...	۱۲
۵	مضامین تمہید شکریہ و اوصاف صاحب موصوف	۱۵
۶	قصائد و اشعار ...	۱۶
۷	ابتداء	۱
۸	ہندوستان کے راجاؤنکا سلسلہ ...	״
۹	علم کا بیان	۴
۱۰	ہنود مذہب کا طریق ...	״
۱۱	ہند کا حال	۶
۱۲	ہند کے باشندونکا ذکر ...	״
۱۳	جدول معدنیات ہند ...	۷
۱۴	پادشاہان اسلام ...	۱۰
۱۵	تسلط سرکار کمپنی و مختصر حالات ہند اوسی زمانہ کا	۱۹

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶	غدر کا حال ...	۲۷
۱۷	ذکر عہد دولت ملکۂ معظمہ ..	۲۸
۱۸	رونق تازہ ..	۲۹
۱۹	جدول ریاست ہاے ہندوستانی ..	۳۰
۲۰	جغرافیۂ اودہ ..	۳۴
۲۱	اودہ کا بیان مع اسماے اضلاع ..	۳۶
۲۲	ریاست اودہ حال نواب سعادت خان برہان الملک	۵۲
۲۳	حال نواب صفدر جنگ ..	۵۴
	جنگ میر قاسم خان با انگریزان	۵۷
۲۴	ذکر نواب شجاع الدولہ ...	۶۱
	ریاست ہاے بندیل کھنڈ کی شورشین ...	۶۳
	وقایع احمد خان بنگش ...	۶۴
۲۵	ذکر نواب آصف الدولہ ...	۶۶
۲۶	ذکر مرزا وزیر علیخان ..	۷۳
۲۷	ذکر نواب سعادت علیخان ...	۷۵

فہرست مطالب تواریخ نادر العصر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	ذکر نواب غازی الدین حیدر پادشاہ ...	۸۳
۲۹	ذکر سلطنت نصیر الدین حیدر پادشاہ ...	۹۱
۳۰	ذکر مناجان ...	۱۰۳
۳۱	ذکر نصیر الدولہ محمد علی شاہ پادشاہ ...	۱۰۷
۳۲	ذکر امجد علی شاہ پادشاہ ...	۱۱۱
۳۳	ذکر سلطنت واجد علی شاہ ...	۱۲۰
۳۴	تذکرہ تعمیرات لکھنؤ و کوائف تعمیرات موجودہ ...	۱۳۷
۳۵	ذکر باشندگان لکھنؤ ...	۱۶۸
۳۶	خاتمہ ..	۱۷۴

ہو المستعان

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد
توقیع قبول روزریش باد

راقم الحروف ہیچمیرز نول کشور جامع اوراق ناظرین اولی الابصار کی
خدمت مین گزارش کرتا ہی کہ جب غدر ۱۸۵۷ء کے بعد یہ ہیچمدان
ملک پنجاب سے شہر اکبرآباد مین پونہچا بعد چندے یعنی اخیر ۱۸۵۸ء
لکھنو کا اتفاق ہوا یہان جناب فیضماب کرنیل ایمٹ صاحب بہادر کی
ملازمت کیمیا خاصیت سے جو ہوشیارپور متعلقۂ پنجاب کی ڈپٹی کمشنری
سے عہدۂ جلیلۂ کمشنری و سپرنٹنڈنٹی قسمت لکھنو متعلقۂ صوبۂ اودھ پر شریف
لائے تھے ساعت سعید مین عزت و امتیاز حاصل کی بسکہ پنجاب مین
مطبع متعلقۂ راقم کا حسن اہتمام قدردانی حکام سے مشہور تھا فرط عنایت
جناب صاحب ممدوح سے باوجود کم بضاعتی کے اسباب و آلات
کلکتے سے یہان لایا اوسوقت سے آج تک باوجود نشیب و فراز زمانہ
خاص خاوندی جناب محتشم الیہ کے سبب سے یوماً فیوماً ترقی رہی بلکہ
موقع احتمال ضرر مین برعکس فائدے حاصل ہوے اب کہ ۱۸۶۳ء مین
صاحب محتشم الیہ پانچ برس کے بعد آسایش و جانی و صحت بدنی کے
لیے پندرہ مہینے کی رخصت لیکر عازم ولایت ہونے لگے صاحب

موصوف کے احباب کیا صاحبان ذی رتبہ کیا روسا و عمائد شہر کو
جدائی اونکی بہت شاق گذری اس تقریب مین سپاس نامے پڑھے
گئے دعوتین ہوئین لہذا بقول آنکہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست حقیر نے
بھی موقع مناسب سمجھکر ہفتے عشرے کے اندر یہ عجالہ تالیفات قدیمہ
سے انتخاب کرکے اور کچھ اپنی یادداشت سے بڑھاکر اس بضاعت
مزجات کو پیشکش خدام عالیمقام کیا کہ تا تشریف آوری بطور یادگار نقوش
بازوی روزگار رہے اور اس نام نامی سے مجکو اور میرے مطبع کو
تبرک حاصل ہو۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ چنانچہ قبل اظہار مطلب
اولا حالات تشریف آوری صاحب محتشم الیہ کے ہندوستان مین اور
کارگزاریہای عظیمہ بعد اسکے ذکر سپاس نامونکا جو روسا و عمائد نے
جس عنوان کے ساتھ پیش کیے بگذارش حقیقت حال اور اخیر مین
قصائد و قطعات جو صاحب ممدوح کی مدح مین اس مطبع کے متوسلون نے
موزون کیے ہین لکھے اگرچہ یہ ہدیہ محقر استحاف کے قابل نتھا لیکن

کند ہر کس بقدر خویشتن منت گزاریہا
زیاران تحفہ دیگر زمظہر جانسپاریہا

کرنیل ایس ایم ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ



LIEUT.-COLE. S. A. ABBOTT,

COMMISSIONER, LUCKNOW DIVISION.

Health, long life and prosperity may attend his retirement now and ever.

حال ابتداے آمد جناب کرنیل ایس ای ایبٹ صاحب بہادر کا ہندوستان مین

۱۸۲۸ء مین کرنیل صاحب موصوف بعہدۂ نسائین ولایت سے داخل کلکتہ ہوے
دوسری سال اسی عہدے پر مقرر ہوکر ہمراہ ۴۲ رجمنٹ ہندوستانی بنیچ کو
بھیجے گئے چند روز کے بعد وہانسے تبدیل ہوکر ۵۱ رجمنٹ ہندوستانی مین مقرر ہوے
اور اسی فوج کے ساتہ ۱۸۳۴ء و ۱۸۳۵ء مین شیخاوائی کی لڑائی مین موجود
رہے جب سمبرلاهی گڑهی فتح کی گئی اوسوقت صاحب موصوف چند کمپنی کے
افسر تھے بعد اس لڑائی کے صاحب ممدوح رسالے مین پہلی رجمنٹ کے مترجم ہوے ۱۸۳۶ء
مین ماتحت کرنیل سرہنری لارنس صاحب مرحوم کہ اوسوقت مین کپتان تھے
محکمۂ پیمایش کے اسسٹنٹ مقرر ہوے چنانچہ اوسیوقت سے تا وفات کرنیل لارنس صاحب
دونون صاحبون مین دوستی چلی آئی صاحب موصوف نے جنکو عہدہ لفٹنٹ کا ملا
ضلع گورکھپور والہ آباد کی پیمایش کی ۱۸۳۸ء مین بندوبست کا محکمہ اونکے
تعلق ہوا اور اونھون نے ضلع کانپور و جونپور و کسیقدر ضلع بنارس و ضلع جالون
واقع بندیل کھنڈ کو پیمایش کیا اور جب ۱۸۴۲ء مین تخفیف مصارف کے
سبب سے گورنمنٹ نے کل پیمایش کی محکمی کی تخفیف کی صاحب موصوف نے اوسوقت
مین عہدۂ کپتان پایا تھا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہوکر میجر ٹی ہمراہ کمپ گورنر جنرل جو
واسطے ملنے اوس فوج کے جو کابل سے لوٹی آتی تھی فیروزپور کو جاتا تھا مقرر

* یہ عہدہ مفوض ہونے کا سبب معلوم ہوا ہے

ہوے سنہ ۱۸۴۳ع مین جب کمپ ٹوٹا صاحب موصوف بعہدۂ اڈیکانگ
یعنی مصاحب لارڈ ایلن برا صاحب گورنر جنرل کی مقرر ہوکے ہمراہ محتشم الیہ
کلکتی کو گئے ماہ اکتوبر سنہ مذکور مین صاحب موصوف ماتحت کرنیل
رچمنڈ صاحب بہادر سی بی اجنٹ گورنر جنرل اضلاع غربی وشمالی کے
اسسٹنٹ مقرر ہوی اور ماہ جون سنہ ۱۸۴۴ع تک ضلع لدھیانا وفیروزپور
اونکی تعلق رہا اس سنہ ۱۸۴۴ع مین اون سپاہی پلٹن نی جو سندہ کو جاتی
تھی بغاوت کی اور خوف اس بات کا ہوا کہ سکھونکا ارادہ حملہ کرنیکا
ہی دہنے کنارے دریاے ستلج کے ایک فوج خالصہ کی جاکر مقیم ہوئی
مگر چونکہ رات کیوقت اونکی سردار مارے گئے وی لوگ لاہور کو ارادۂ
بغاوت سی پھری ہوے واپس آئے چند روز بعد صاحب موصوف کو حکم
پیایش وبندوبست ضلع کیتھل کا ہوا مگر اختتام اسکا ہونہ سکا بوجہ
حملۂ ثانی سکھون کے کہ جو ماہ دسمبر سنہ ۱۸۴۵ع مین ہوا اوسوقت براڈفٹ
صاحب نے خاص چٹھی لکھکر صاحب موصوف کو طلب کیا کہ آکے
انصرام رسد فوج جو جمع ہورہی تھی کرین صاحب بہادر سب انتظام
اسکا کرکے پچاس کوس گھوڑے پر سوار ہوکے جناب گورنر جنرل بہادر
سے انبالے مین جاملے اوسوقت خبر پہونچی کہ سکھونکی فوج دریاے
ستلج کے پار اتر آئی ہے تب صاحب موصوف کو حکم ہوا کہ کسولی

پہاڑ پر جاکے فوراً ۲۹ رجمنٹ اور ایک نمبر فیوزیلیرس پلٹن لے آوین
اوسیوقت بہ تعمیل حکم صاحب موصوف گھوڑے پر سوار ہو سر شام
کسولی پہاڑ پر جو ۴۵ میل تھا پہونچے اور دوسری صبح فوج کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور تھوڑے عرصے مین کمپ گورنر جنرل
مین داخل ہوے اس بروقت مدد فوج سے ہارڈنگ صاحب بہادر
نے دشمن کا مقابلہ مقام فیروز پور مین کیا اور میجر براڈفٹ صاحب
وصاحب موصوف بھی لڑائی پر مصروف رہے مگر ایڈیکانک یعنی
مصاحب گورنر جنرل کہلایا کیے تبکی اور فیروز پور کی لڑائی مین
منجملہ ۱۳ افسر ۵ مصاحب گورنر جنرل کے جو لارڈ ہارڈنگ صاحب کے
ہمرکاب تھے کام آئے اور میجر براڈفٹ صاحب بھی اونمین سے
ایک مصاحب تھے جو مارے گئے اور ۵ مصاحب گھایل ہوے کہ منجملہ
اونکی صاحب موصوف بھی ایک زخم رسیدہ تھے یعنی صاحب موصوف
کی ایک گولی بائین ہاتہ سی ہوکر نکل گئی اور ایک کاندھی کی تلی سی پیٹ کی
پسلی مین جاگڑی چھ ہفتے تک صاحب موصوف اس درد و تکلیف
مین فیروز پور مین مقیم رہے جب صحت ہوئی تب حکم ملا کہ دیہات مین جاکر
تدبیر رسد کی کرین اس کارگزاری کی تعریف کی رپورٹ ولایت مین
ہوئی اور تب کپتان صاحب بہادر کو عہدہ پریوٹ میجر کا ملا صاحب موصوف کو لارڈ ہارڈنگ

گورنر جنرل نے ایک تمغہ اور لقب انزیری ایڈیکانگ یعنے
انزیری مصاحب کا عطا فرمایا اور وہ لقب آج تک سب صاحبان
گورنر نے جو بعد لارڈ ہارڈنگ مقرر ہوئے برقرار رکھا۔
اب بعد انصرام بندوبست ضلع کتہیل و لڈوایمجر صاحب ۱۸۴۷ء
مین ضلع انبالہ مین مقرر ہوئے جب سکھون کی دوسری لڑائی
ہوئی صاحب موصوف اسی ضلع مین مقرر تھے وہ بھی وقت
نہایت آزمایش و بیدار مغزی و بہادری کا تھا کہ ۱۸۴۹ء مین ہوشیارپور
کے عہدہ صاحب ضلع کیواسطے مقرر ہوئے اور اس ضلع مین عرصہ تک رہے
صاحب موصوف نے کمال رفاہ و آسایش رسانی خلائق سے
نئے انتظام انگریزی کو اوسی ضلع مین بٹھایا یہ صاحب ہی کا کام تھا
اور وہان سے تھوڑے دنون کے بعد بوجہ ناسازی مزاج
پندرہ مہینے کی رخصت لیکر ولایت کو تشریف لیگئے ماہ فروری
۱۸۵۶ء مین مراجعت فرمائی ۱۸۵۷ء مین بلوہ ہوا چنانچہ ۱۸۵۸ء
و ۱۸۵۹ء کی بابت صاحب ممدوح کی مفصل کارگزاریان پنجاب کی رپورٹ
مین مندرج ہین اوس ایام غدر کا انتظام ایسا عمدہ کیا کہ نہ آسایش
رعایا مین خلل آیا نہ دست تصرف باغیان سے اوس ضلع کو ضرر پہنچا
کمال بیدار مغزی و بہادرانہ طریق سے ضلع ہوشیارپور کا انتظام

برقرار رکھا کہ آنروے ستلج کے سب ضلعون مین آتش فساد
ونائرہ بلوہ مشتعل تھی اور گرد وپیش مین غدر کے نتیجے یعنے
لوٹ مار خون خرابے سے حشر بپا تھا مگر صاحب موصوف کے
انتظام واخلاق وغریب پروری سے جون تک نہ مری کرنیل
سر ہنری لارنس صاحب بہادر چونکہ چیف کمشنر اودہ تھے
میجر ایبٹ صاحب بہادر کو قائم مقام کمشنر لکھنؤ فرما کر تار برقی
خبر بھیجی تھی لیکن تار کو باغیون نے متصل شہر دہلی ہنگامۂ غدر
مین کاٹ ڈالا تھا اس سبب سے خبر نہ پونہچی جبکہ ۱۸۵۸ء مین
سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر چیف کمشنر ہوے اوسی
عہدۂ کمشنری لکھنؤ پر مستقل فرمایا اور ماہ اپریل مین لکھنؤ
تشریف لائے اب لکھنو مین تشریف لائے ہوے پورے
پانچ برس ہوے اور اسی جگہ عہدہ کرنیلی کا حاصل کیا
اُس زمانہ پر آشوب غدر مین اس عہدے پر لکھنو مین وتق افروز
ہوے تھے کہ شہر اوجاڑ پڑا تھا اکثر مقامات پر آدمیونکی
لاشون کی بو سے دماغ سڑتا تھا خلق اللہ رمیدہ تھی
اپ ڈر سے کانپتے تھے نواح مین باغیون کی لوٹ مار
غدر سے حشر برپا تھا اور آواز توپ وتفنگ سے افسر انگریزی

شب و روز مستعد بجنگ رہتے تھے چنانچہ خاص تدابیر صاحب
موصوف نے اس قسمت کی قسمت کو بیدار کیا رفاہ پسندی
اور آرام دہی سے رعایا کو تسکین دی اور آبادی مین توجہ
فرمائی غرض عدل و رحم صاحب موصوف کا بیان کی حد سے باہر
ہے نے خوف و خطر اپنے وطن کو آئے خانہ آباد دولت روز افزون
سے آبادی شہر ہوئی شہر کی لوٹ اور ڈاکہ اور چوریون کا انسداد
کیا گیا غرض پانچ برس رفاہ و آسودگی خلائق مین ایسی توجہ
کی کہ آج کے دن صاحب موصوف کے محامد اوصاف کو
یاد کر کے فرط جدائی کا قلق سہا نہین جاتا۔

غرض ابتدائے آمد ہندوستان مین اس سنہ ۱۸۶۳ء تک
۴۳ برس ہندوستان مین رہے خدا آسائش روحانی و جسمانی
نصیب کرے اب سن شریف صاحب محتشم الیہ کا ۵۲ برس کا ہے۔
اس بیان سے جانا چاہیے کہ صاحب محتشم الیہ نے کیسی کیسی ذمہ داریان
سہین ابتدائی آمد ہندوستان سے اہم کامون کی انجام دہی یادگار
اس ۴۳ برس مین جس جس مقام پر رہے رفاہ خلائق و کار سرکار کو
اپنی آسائش پر مقدم سمجھے اور خصوص اس پانچ برس کی کمشنری مین
لاکھہ آدمیونکو الطاف و رحم دلی و انصاف صاحب موصوف یادگار رہیگا نقطہ

کرنیل ایبٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کا رخصت پر ولایت کو تشریف لیجانا

ای خرم از فروغ رخت لالہ زار عمر بازا کہ رفت بی گل و بیت بہار عمر

مارچ کی ۲۴ تاریخ سہ شنبہ کو ۳ بجے چتر منزل مین بتقریب ادای سپاس
جناب معلی القاب کرنیل سانڈرس لکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ
کے مجلس شاہزادون نوابون امیرون و ساہوکارون اور نامی گرامی رئیسون
اور صاحبان جلیل القدر کی منعقد ہوئی مگر جو انعقاد مین عجلت ہوئی اسلیے
ہزارون امرا و روسا کو عدم صحت تحقیق روز کے سبب سے خبر نہ پونہچی کمال
حسرت ہی اسپر بھی سب صاحب قریب ایکہزار کے تشریف فرما تھے مکانکی
عالیشانی اور فضا اور سامان کے بیان کی یہان گنجایش نہین ہے
عقیدت و ارادت جناب محتشم الیہ سے شہر کے جملہ روسا و عمائد
و عوام الناس کا دل بکمال تمنا شاکر تھا صاحب محتشم الیہ کی آسایش دہی
و رفاہ رسانی و فراغ بخشی و عدالت نوشیروانی کا ہر متنفس مداح تھا
چنانچہ آرزومندون نے ذریعہ اس حصول ملازمت و ادای شکریہ کا
نواب محسن الدولہ بہادر کی تحریک سے پاکر اپنی اپنی تمنا پر کامیابی
حاصل کی اور جلسۂ عام مین سپاسنامہ مندرجۂ ذیل پڑہا گیا

نقل سپاس نامہ از جانب تمام اہلکاران ورؤسا و عمائد شہر لکھنؤ

سپاس نامہ بخدمت کرنیل ساندرس الکس ایبٹ صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ و انرری ایڈکان جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر و وایسرائے کشور ہند خلد اللہ ملکہ از طرف جملہ شاہزادگان و عزیزان خاندان شاہی و رئیسان و مہاجنان وغیرہ ساکنان شہر لکھنؤ خاص کے نواب محسن الدولہ بہادر نے پیش کیا ؛

چوکہ بعد فتح لکھنؤ و دفع باغیان و تسلط سرکار دولت مدار گورنمنٹ انگلشیہ در وزا جلاس فرمائی آپکے عہدۂ کمشنری لکھنؤ پر جو جو اخلاق و محبت و قدردانی و شرفا پروری و عدل گستری نسبت ہم لوگون کے آپ کی جانب سے ظہور مین آئین اوسے شکریہ مین اوسکے ہم لوگون کی زبان قاصر ہے آپکی بیدار مغزی و معاملہ فہمی کی نسبت تعریف و توصیف کرنے کی کیا حاجت انفصال مقدمات سے ظاہر ہے آپ کے انصاف و عدل سے کوئی شخص شاکی کسیطرحکی حق تلفی کا نہین ہے بلکہ مداح ہے بعد ایام غدر کے اس شہر تباہ و برباد کو اپنی عنایت سے اور ہم لوگونکی قدردانی و دلجوئی سے از سر نو آباد کیا ہر فرد بشر آپ کی محبت و اخلاق سے راضی

وشاکر ہے آپ کے عہد معدلت مہد مین ہر طرح کا چین وآرام رہا اس عہدہ
جلیلہ کا بخوبی بندوبست وانتظام رہا جایداد باشندگان شہر کو آپ نے قزاقی
وضبطی سے بچایا مظلومون کو ظالمون کے پنجے سے چھوڑایا حق سے
باطل کو جدا کیا عدل گستری ورعایا پروری سے ہر کہ ومہ کو مطمئن
ودلشاد کیا جس سے ہم سب آپ سے بدل راضی وممنون وشاکر ہین
ہم لوگون کو آپ کی مفارقت سے بوجہ تشریف بری ولایت کے
بتقریب رخصت کے جو کچھہ رنج وملال ہے زبان قلم تحریر مین اوسکے
لال ہے لیکن کچھہ اختیار نہین بجز اسکے کہ حق سبحانہ وتعالے ہمیشہ
آپ کو اپنے حفظ وامان مین رکھے وبخیر وعافیت تمام منزل مقصود کو
پونہچاوے اور جلد آپ کی ملاقات مسرت آیات برتی جاہ وحشم پھر ہم
لوگون کو مسرت اندوز کرے ترصد کہ تا زمان مفارقت بدستور مثل ہمیشہ
شفقت ومحبت وعنایت وعاطفت بہ نسبت ہم لوگون کے مرعی
ومبذول رہے فقط مرقوم ۴ ماہ مارچ سنہ ۱۸۶۳ء روز سہ شنبہ
اوسکو سماعت فرماکر جناب معلی القاب صاحب معزی الیہ نے موافق رسم مستمرہ استادہ
ہوکر جواب سپاسنامہ مین فصاحت مضامین سے حوالۂ زبان گوہر فشان کرکے
آویزۂ گوش ہوش اہل دربار فرمایا وہ بھی درج درج گوہر بار ہی بسکہ ہجوم خلائق سے حضار جلسہ کو
اوسکے سننے کی تنابل رہی اسواسطے حسب الایما صاحب محتشم الیہ پر پرائر مطبع آباد زینت نما

جواب سپاسنامہ از جانب کرنیل سانڈرس الگزنڈر اسٹ صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ مخاطب بنواب محسن الدولہ بہادر و شاہزادگان و امرایان و رئیسان شہر لکھنؤ

ای صاحبو پانچ برس کا عرصہ گذرا کہ راقم حسب الطلب صاحب نیک صفات سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر جنکی یاد یقین ہے کہ آپ سب صاحبون کو ہوگی بعہدۂ جلیلۂ کمشنری قسمت لکھنؤ کے پنجاب سے اس جگہہ آیا اسی عرصے مین شہر لکھنؤ باغیان سے صاف ہوا یہ باغیان ایسے نمکحرام تھے کہ سرکار گورنمنٹ سے جسنے سو برس تک انکی پرورش کی برخلاف ہوے اور تمام ملک ہندوستان مین علم بغاوت بلند کیا شہر لکھنؤ مین بکثرت مورچہ وناکہ بندیان و ویرانگی تھی رعایاے شہر فرار ہوگئی اور شہر بعد فتح فوج سرکاری کے ہاتہ بدمعاشان وڈکیتان سے غارت ہوتا رہا بلکہ یہ صورت عرصے تک رہی اور بعد واپسی رعایا بدقت و مشکل تمام امن و انتظام ہوا الا لوٹ دیر تک موقوف نہوئی اے صاحبان جو آپ نے نسبت ہمارے سپاسنامے مین تحریر فرمایا ہے کہ ہاتہ ظالمون سے بچایا اوس سے آپ کی یہی مراد ہے جو بالا لکہا گیا آپ شاہزادگان و امرایان و رعایای شہر لکھنؤ نے جو توصیف محنت راقم انتظام و انصاف گستری مین فرمائی ہے مین نہایت خوش ہوا اور اسے

جو آپ صاحبان فرماتے ہین کہ ہمنے راستی کو باطل سے علیحدہ کیا آمین
ہمارے فہم کی بہت زیادہ توصیف ہوئی یقین ہے آپ صاحبان کو کہ بہ
نہوے رعایاے راستباز کے انصاف گستری مین نقصان عظیم واقع ہے
علاج یہ ہے کہ ہر ایک آپ صاحبان مین سے اولاد خاص و عام کو ترغیب
تعلیم علوم دین و نیک راہی و شوق راست گفتاری مین کوشش و امداد فرماوین
اور بڑی امداد یہ ہے کہ آپ صاحبان خود بجاے کارندگان و مختاران کے
اپنے امورات و کاروبار مین اپنی اوقات و توجہ مبذول کرین اکثر آپ صاحبون
مین سے اہالیان کمیٹی صفائی ہین نہایت بہتر ہوگا اگر آپ سب صاحبان واسطے
فوائد مشترکہ عام کے توجہ بلیغ فرماوین اور تدابیر نیک واسطے صحت و آسایش
ورفاہ کے تجویز کرین کہ یہ امر منتج فوائد عظیم ہوگا و انتظام و انصاف دہی مین
بہی آپ کی امداد و کوشش سے فوائد و بہتری ہو سکتی ہے آپ صاحبان
اگر واسطے تقرر سیسری یا جوری وغیرہ کے طلب فرماے جاتے ہین تو
اوسکو تکلیف تصور کرتے ہین ہمارے راے مین یہ تجویز باعث بہتری آپ
صاحبان کا ہے کیونکہ اس وسیلے سے آپکو اپنی راے پر اعتماد و بہروسا
حاصل ہوگا اور ظاہر ہوگا کہ انتظام عدالت نہ صرف بطور ضابطہ ہے بلکہ
واسطے گواہی دینے خاص و عام کو کہ صاحبان مجسٹریٹ و جج بہادر انصاف
و راستی فرماتے ہین اور اسلیے کہ آپ اونکو تجویز منصفانہ مین امداد فرماوین کہ

یہ مفید ہر ایک صاحبون و خاص و عام کے ہوگا ہماری نہایت خوشی ہے
کہ آپ صاحبان مین سے جتنے صاحب آنریری مجسٹریٹ مقرر کیے جاوین
چند عرصہ گذرا کہ یہ امر تجویز ہوا تھا یقین ہے کہ آسواسطے ملتوی رہا کہ اسکا
انتظام پنجاب مین جہان اجرا ہوا امتحان دیکھا جاوے ہمکو یقین ہے
کہ پنجاب مین یہ انتظام بہت مفید ہوا ہوا امید ہے کہ ہمکو موقع مبارکباد
دینے کا درباب جلد بننے سڑک آہنی کے آپ صاحبون کو ملے کہ اس
سڑک سے شہر لکھنو و کانپور و دہلی و کلکتہ ایک ہوجاوینگے اور اس سڑک
سے آپ صاحبون کو نہایت فائدہ ہوگا کہ آپ قدر و منزلت زمانہ سمجھینگے
اور دور آرایش سامان مین بکوشش تمام پیش قدمی کرینگے اور پیچھے نہ رہینگے
اے شاہزادگان و نواب صاحبان و رئیسان لکھنو مین شکر دلی ادا کرتا ہون
کہ آپ نے اس طرز شائستہ سے مجھے دعای بہبودی دی اور میری
مراجعت کی آرزو فرمائی یقین رہے آپ صاحبان کو کہ ہمارا دل لکھنو مین
ہے اور ہم نہایت رنج سے واسطے گو نہ آرام لینے اپنے وطن کے
شہر سے جدائی کرتے ہین الا ہماری آرزو ہے کہ اگر زندہ رہے اور
اس عرصہ پندرہ یا بیس مہینے مین صحت حاصل ہوگئی تو ایک مرتبہ آپ
صاحبان کے پاس مراجعت کرینگے اور اس سپاسنامے مین جو آپنے
بیانات مہربانی آمیز تحریر فرمائے ہین انکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین

اور ہماری دعا ہے کہ آپ سب صاحبان تندرست و کامیاب ترقی دولت پر ہین فقط

از مولف

صاحب ممدوح کے محامد ذاتی و صفاتی عدل و قابلیت و خلق و حلم و قدردانی ہرگز محتاج بیان نہین +

چلتے چلتے اونکی توجہ بربیانہ اور رفاہ پسندی اور عنایت جو عائد حال خاص و عام رہی ثمہ اوسکا اونکے سپاسنامے سے آشکار ہے یعنی جو امور کہ مفید اور باعث انتظام و بہتری خاص و عام کے ہین اونکی یاد دہانی پند و نصائح مین دلائی جسپر عمل فرمانا منتج آسودگی و بہبود خاص و عام ہے + یہ سب دلسوزی اور توجہ اونکے عہدے سے برتر محض نیکذاتی خلقی کا موجب ہے سرکار کا کام ایسا کیا کہ انصاف مین نوشیروان پر سبقت لیگئے رعایا پروری ایسی کہ ماں باپ بھی نکرتے حفظ مراتب و سادہ کہ قیامت تک اونکو نہ بھولینگے +

ملک اودہ کے زہے طالع کہ یہان سب حکام عادل اور رعایا پرور اور نیکنام ہین حسن خلق مین یکتای روزگار ممدوح خاص و عام ہین دیکھو آسمان پر بہت ستارے منور ہین قدرت خالق سے ہر ایک کے فائدے مقرر ہین لیکن دن کو آفتاب کا جواب نہین رات کے وقت ثانی ماہتاب نہین شعاع مہر سے میدون مین بجلی آتی ہی چاندنی اثمار کا

رس بڑھاتی ہی اسطرح صاحب موصوف اپنے صفات مین انتخاب ہین
فیروزی کے آفتاب شب امید کے ماہتاب ہین۔
العرض بعد رسم سپاس کے صاحب والاشان سوار ہوے اور مجلس
برخاست ہوئی اوسوقت کے افسوس اور حسرت کا حال لوگون کے
دل سے پوچھنا چاہیے مگر ہان صاحب ممدوح الوصف کے امید
بازآمد سے البتہ تسکین قلق مہاجرت ہے۔
یوسف گم گشتہ بازاید بکنعان غم مخور کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور
۲۵ مارچ کو بتقریب رخصت صاحب ممدوح کی جناب فیضماب نواب
محسن الدولہ بہادر رئیس اعظم لکھنو نے روشنی و آتشبازی کے ساتھ
بڑی دھوم دھام سے دعوت کی سبحان اللہ نواب صاحب کا
کیا کہنا شہر کی ابرو ہین سرکار کے دولتخواہ حکام کے رضا جو ہین
الحاصل صاحب معزی الیہ کی جدائی کا قلق ایک زمانے کو ہے
اور سب دست بدعا ہین کہ مع الخیر والمراد بعد اتمام رخصت کے
پھر اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خطے کو غیرت ارم
اور دیدار فیض آثار سے منور فرماوین آمین۔
بسفر رفتنت مبارکباد سلامت روی و باز آئی

قطعہ حسب حال عقیدت مآل از نتائج طبع سلیم مرزا سلیم

ای فلک افسوس کیون کرتا ہی ہمسے امتحان
سوچ اتنا اوستمگر تو کہان او ہم کہان

کونسا احسان کیا تہا جسکی یہ پاداش ہے
اپنے محسن سے ہوئی لفظ رخصت بر زبان

واہی قسمت ہم یہ بھی تہی نہ چھوٹینگی قدم
ہائے ناکامی یہ کیا سامان نظر آیا یہان

جوش بیتابی یہ کہتا ہی کہ ہو غربت گزین
جب نہ آئی گل نظر یہ جا ہی سیر بوستان

ہار آزروا یہ کرتی ہی کہ چلیے سا تہ سا تہ
ورنہ لطف زندگی ہو جائیگا خواب گران

عالم ایجاد مثل گوشۂ تاریک ہے
رنج فرقت سی نظر مین دن ہی شام یکسان

وہ بکان جسمین مری محسن کی ذات پاک تہی
کس طرح دیکھون کہ جوش غم سی اوٹہتا ہی ہوا

یاد آتی ہین ہمین وہ روز آغاز ورود
جبکہ تہا ملک او ممنون احسان خزان

آدمی نایاب گھر تاراج ویران ملک دشت
ہر در و دیوار سی پیدا صدای الامان

واہ ری ہمت کہ آیا دیکھکر دلمین جو رحم
کر دیا اجڑی ہوئی بستی کو گلزار جنان

ہر غریب عاجز و محتاج پر بخشش ہوئی
بچ گئین جانین مری اور شاد خیل یکسان

ہر امیر و صاحب عسرت نی پایا اک عروج
خوش ہوی سینون مین دل آئین دعا مین ہر زبان

غل ہوا صاحب کمشنر کی زیادہ عمر ہو
یعنی وہ کرنیل ایبٹ رونق ہندوستان

مل گئی جاگیر جو جو یان تعلقدار تہا
فیصلہ ہونی لگی برسونکی جھگڑی ہر زمان

تہی جو ظالم اونکو پاداش عمل اپنی ملی
عاجزونکی شکر کرنی کو ہوئی گویا زبان

کثرت سامان احمت سی نہایہ وقت یاد
یعنی اکدن اس چمن پر آئی گی بادخزان

ہنتا شہرہ ہوا رخصت جلد صاحب ہوے
سنتی ہی جاتی رہی ہوش و خرد تاب و توان

آئی اشک چشم استقبال دامن کے لیے
لب ہوی اندوہ سی مصروف فریاد و فغان

ہر امیر و دوست آیا بہر استفسار حال
یون کہا صاحب نے تھا کسل مزاجی کچھ یہان

اس لیے چندی برائی سیر بینا عزم ہے
جلد آئین گی بشرط خیریت می مہربان

بسکہ تھا اک مین بھی مبذول غایت ہر گھڑی
دل ہوا مانند بسمل سوز فرقت سی تپان

بی تامل برزبان آئی یہ اشعار دعا
یا الٰہی تا کہ ہی بنیاد کاخ آسمان

یا الٰہی تا کہ ہی بنیاد ہستی کو بقا
یا الٰہی تا کہ ہی سر پر یہ نیلی سایبان

اقتدار و عزت و اقبال صاحبکار ہے
مدعی ہون زار و رسوا جسطرح ہو ننگ خزان

جلد پھر تشریف لائین تا یہ غم جاتا رہے
ای پھر پابوس کو کوسون سی خیل دوستان

لکھنؤ مین دھوم ہو ہر سو مبارکباد کی
ہو سلامی در پہ ہر ہر طفل و ہر پیر و جوان

مین قصیدہ مدح کا اکر پڑہون باطبع شاد
دیکھون ان آنکھون سی لطف بزم و خیل دوستان

ای قلم بس رنج فرقت سی نہین دلکو قرار
جوش غم کثرت پہ ہی کر اختصار داستان

ایضا

در یغا کہ یہ دور لیل و نہار
نہین ایک صورت پہ رکھتا بہار

کبھی کچھہ کبھی کچھہ کبھی کچھہ ہی رنگ
زمانہ نہین قابل اعتبار

اگر کبھی دن کو بلبل کے ہین
تو ہی شبکو شبنم کی چشم اشکبار

کوئی چشم تر یاد احسان ہی ہے
کسی چاہی غم عقد اشکبار

غرض تا کجا شکوۂ انقلاب
گذر اس سے اے خامہ کر اختصار

رقم کر مضامین رخصت بھی چند
کہ دل مثل سیماب ہے بیقرار

وہ محسن کہ جس سے ملین رحتین
وہ حاکم جو تھا عادل روزگار

وہ سردار جسکی کہ در سے کبھے
نہ محروم اوٹھا کوئی امیدوار

غریبون پہ احسان امیرون پہ لطف
اب ایسا کہان صاحب باوقار

اور وہ بعد تاراج اک دشت تھا
ہوا فیض سے اوسکے پھر نوبہار

وہ مجرم جو مایوس تھی زیست سے
قصور اونکے بخشے گئے بار بار

رہا کون باقی وہ صاحب غرض
نہین جسکے نخل تمنا مین بار

خدا اون پر اور اونکی الطاف پر
یہ کرنیل پلیٹ ہین جو نامدار

الٰہی رہے عمر و دولت سدا
یہ جب تک کہ ہے ہستی روزگار

بڑھی اور بھی اوج اقبال مین
ملی دشمنون کو دل داغدار

کہانتک بیان لطف اوصاف ہون
زیادہ ہی قید سخن سے شمار

مری پیدرش کا جو آیا خیال
ہوئی صورت مطمع نامدار

وہ احسان کسی جنکی کچھ حد نہین
کہانتک اوا شکر ہو بار بار

تمنا تو یہ تھی کہ تا زندگے
جدا سے کسی دم نہو آشکار

رہین یون ہی ممنون احسان سدا
مگر حیف اے گردش روزگار

وہ انگلین کہ جنسے یہ دیکھون ہون لطف
وہ سامان رخصت ہی ہون اشکبار

وہ دل جسمین لبریز تہا جوش سے
وہ جان تہی محبت سی جو تھی بیقرار

ادہین یہ نظر آئی شکل سفر
بجز آہ و افسوس کیا اختیار

الہی بس اب ہی سے آرزو
کہ جسدم چلین صاحب باوقار

ترا سایہ فضل اونپر رہے
تجھے سونپتا ہون مری دیگار

برآئین مرادین جو کچھ دلمین ہین
موافق رہے دور لیل و نہار

بہت جلد تشریف لائین یہان
کہ دل دوستون کی ہون پھر بہار

رئیس دمدمے کے پھر تندرست
سنین کوس شادی کی غل بار بار

قدم سے ملین آنکھین احباب و دوست
خوشی سی ملین صاحب نامدار

ٹھہرای قلم ختم مطلب ہوا
دعا لکھہ ہمیشہ رہے اقتدار

قصیدہ از نتایج طبع شاعر سحر بیان شیرین زبان منشی طوطا رام صاحب شایان

گلستان سی ہوتی ہی رخصت بہار
خزان نکہت گل سی کہاتی ہی خار

یہ کیفیت ہر گل کی رخصت ہی آج
کہ بلبل ہی گل کی روش دلفگار

گلون کو ہی کیا ای صبا بیکلے
دل عندلیب آج ہے داغدار

پریشان ہین قمریان باغ مین
رخ سرو سی ہی عیان انتشار

بنا عنکدہ گلشن لکھنؤ
اوتارا عروس چمن نی ہنگار

بہت تنگ ہی یوسف گل کا حال
گریبان و دامن ہین سب تار تار

مری غنچۂ دل کو تھی بستگی — یہ بول اوٹھا اک بلبل بیقرار
کہ شایان اوڑا کیون ہی چہرہ نگار — ہر اک دل پہ ہین آج صد مے ہزار
بیان کیا کرون حال نیرنگ چرخ — کہ ہی اسکی ہاتھون سی سینہ فگار
چمن کا تھا جو باعث رنگ و بو — ملا جسکے گلگشت سی افتخار
جسی دیکھکر نوعروسان باغ — سماتی نہ جامی مین تھی زینہار
کبھی موتیا کو لگایا جو ہاتھ — ملی اوسکو آب درشاہوار
حنا ہاتھ ملتی ہی اوسکی لیے — ولایت کو ہوتی ہین وہ اب سوار
طبیعت جو ہی اندنون کچھ علیل — اسی سی وہ رخصت کی ہین خواستگار
شفا بخش عالم اونہین دی شفا — عروسانہ صحت رہی ہمکنار
یہ سنکر کل افشانی عندلیب — مین کویا ہوا اوس سی بی اختیار
تمنا ہی آویزۂ گوش ہو — وہ نام مبارک جو ہی ذی وقار
یہ سنتی ہی بلبل ہوا نغمہ سنج — وہ کرنیل ایبٹ ہین عالی وقار
وہ عازم ہین لندن کی آگاہی غم — اونہین جلد پہرلائی پروردگار
یہ سنکر کہا مین نی ای مشت پر — تری گلفشانی پہ دل ہی نثار
مجھی بہی ہی فکر لائی یہان — نہین تجسی بہتر کوئی غمگسار
کہلی جب سی یہ لکھنؤ مین خبر — ان آنکھون نی اشکونکا باندہا ہی تار
زن و مرد ہین ہر طرف مدح خوان — یہ صاحب حقیقت مین ہین نامدار

دیا وہ ریاض عدالت کو رنگ — خلش کر سکا گل سے ہرگز نہ خار

دم عدل عیسائی اہل ہند — کسی مین تفاوت نہ تہا زینہار

رقم لوح دل پر ہین ساری علوم — ہنر سب طرح کی ہین اونپر نثار

ریاضی کو اونسی بہت رنگ و بو — ستارون کا ہی اوگلیون پر ثمار

بہلا کیا ہو وصف تکلم بیان — نفس رشک موج نسیم بہار

زمین پر ہی پیش نظر سیر چرخ — نظر کی ہین سیار و ثابت شکار

شرف اونسی حاصل ہی ہر علم کو — دبیر فلک عقل پر ہی نثار

عجب علم پیمایش اونکو ہی یاد — حساب زمین کیقلم آشکار

بنایا ہی نقشہ یہان کا عجیب — کہ آیینہ ہے حال آیینہ وار

کیی ہین قوانین نو اختراع — سند سی ہر اک قول ہی پایدار

سخاوت مین حاتم کا ہی ذکر کیا — لحد مین ہی قارون کا سینہ فگار

مروت مین دفتر شجاعت مین فرد — ملا اونسی دونون کو ہی اقتدار

دل افواج دشمن کا چو رنگ ہو — جو تلوار کھینچین دم کارزار

ہرن بنکی شیر فلک آی پیش — اگر عزم فرماوین بہر شکار

صفت اونکی گہوڑونکی اب ہو رقم — صبا ہر قدم پر ہی جنکی نثار

نہایت ہین شایستہ و خوش قدم — زمین پر چمکتی ہین وہ برق وار

ہوا سی ہین سرعت مین چالاک تر — نہ سایی کو پہونچی پری زینہار

نہین اونکی بگہی ہوا پر ہی تخت
سلیمان کا حاصل ہی عز و وقار

زبان لائق مدح شایان کہان
کرون اونکی تعریف کیا آشکار

خدا اونکو پہر لائی باعز و جاہ
دعا ہی یہی اپنی پروردگار

پہر آباد ہو گلشن لکھنؤ
پہر آئین ولایت سی ہنگل بہار

عجلم دی نہ مضمون فرقت کو طول
مناسب ہی یہ پر ہی اب اختصار

فلک سے پرے جبتک سبحا کا دور
زمین پر مہ و مہر ہین نور بار

یہ جب تک کہ قائم ہی ارض و سما
نمایان ہین دنیا مین لیل و نہار

یہ کرنیل ایبٹ بہادر مدام
رہین زندہ با دولت پایدار

قطعہ تاریخ

رخصت کرنیل ایبٹ صاحب بہادر
کمشنر لکھنؤ منکلام محمد مروان علیخان
رعنا اہلکار سرکار کپور تھلہ

ہین فخر فرنگ کرنیل ایبٹ صاحب
گلگشت وطن کو ہند سے پار کیا

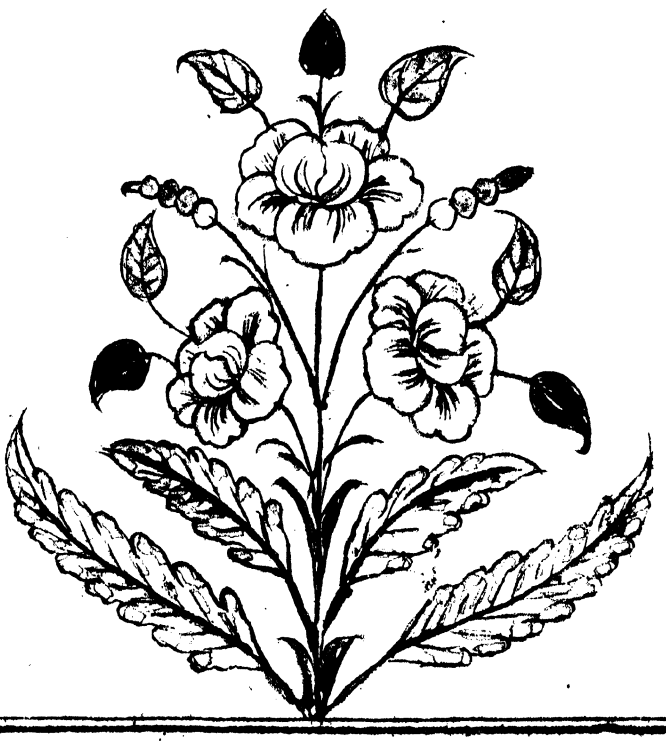
تھی قسمت لکھنؤ کے فرمان فرما
عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب

باندھی ہی ہوا عدل نے اونکی ایسی
مقدور نہین توڑ سکی ایک حباب

ایسی ہین وہ سیر چشم چشم بددور — حاتم کو رہا اونسی سدا چشم حجاب
خلقت مین ہی اونکی اسقدر خلق عمیم — مداح غریب ہے ہین لے تا نواب
اب اونکی فراقمین یہ اے مردم چشم — دریا کوزی مین ہے کہ ہی چشم پر آب
دلسوز مربی کی جدائی مین آج — دل آتش دوری سی ہی رنگ سیماب
اسدرجہ مشایعت ہوئی عالم گیر — قدسی بھی چلی آئی پئے حد الباب
جبتک ہی جہانمین رسم مدحہ آمین — فرماندہ خلق وہ رہین یا وہاب

رعنا کی دعائیہ ہے تاریخ سفر
بالخیر کہ لکھو مین وہ آئین شتاب

۱۸۶۴



ابتدای عالم

بقول اہل ہند خدای تعالی نے اول برہما کو ابو البشر پیدا کیا اور کل مخلوق برہما سے عالم ظہور مین آئے اور تمام عالم برہما سے شائع ہوے جن سے ہر چار بید مملو ہین تفصیل اوسکی اور کتابون مین بشرح موجود ہی

ہندوستان کے ہندو راجون کا سلسلہ

اس ملک کی سلطنت ہندو راجاؤن کی ہمیشہ سے سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤن کے خاندان مین رہی لیکن اگلے زمانے کے ہندو راجاؤن کا حال ٹھیک ٹھیک پتہ وار معلوم نہین ہوتا اور اونکے سال سمبت و مدت سلطنت کا کچھ پتہ نہین اور نہ کبھی کسی زمانے مین ہندو راجاؤن مین سے ایک خاندان ایسا رہا کہ کسی زمانے تک اقسام تحریری و کوائف پایا جاے اور ہند مین طوائف الملوکی ابتدا سے معلوم ہوتی ہی یہ بات ضرور مان سکتے ہین کہ ہر ایک راجا چھوٹی چھوٹی

حکومت پر دولت و حشمت ہند سے ممکن و قانع تھا اور کسی نوع کی
محتاجی نتھی — اگرچہ اس ملک کے رہنے والے عموماً ہندو کہلاتے رہے
اور کہلاتے ہین لیکن اختلاف طریقے مذہبی وعقائد سے صدہا مذہب
جدا جدا بن گئے اور اسی وجہ سے بھی ایک فریق نے تعصب سے
دوسرے فریق کے ذکر کو اپنی تصنیفات مین دخل ندیا بلکہ خلاف ہی
لکھتے رہے اس سبب سے بھی مغالطہ عظیم واقع ہوتا ہی علاوہ اسکے
بہت کچھ ذخیرے علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو کچھ کہین بنا بگڑا ملتا ہی
اوسکے سمجھنے کا علم دشوار اس ہندوستان مین دو بڑے مذہب نے
رواج پایا ایک مذہب برہمنون کا جو اسوقت مین ہندوستان مین
اوسکے اصول پر عموماً عقائد اور پابندی ہی دوسرا بدھ کا ان دونون
مذہب والون مین حد کے مرتبہ تعصب رہا بدھ کے مذہب والون نے
برہمنون کی کتابین خاک مین ملائین اور برہمنون نے بدھ والون کی
پوتھیان غارت کین یہان تک کہ مسلمانون نے دونون کو نیست و نابود
کر دیا مثل چھاپے کے آگے کوئی حکمت ایسی نتھی کہ ایک ایک سے ہزار ہزار
جلد باقی رہین اب کوئی حال ٹھیک نہین معلوم ہو سکتا مگر مختصر یہ
ہند کا پہلا دار السلطنت کونسل دیس یعنی اجودھیا عرف اودھ جہان
راجہ رام چندر اوتار فرمانروا تھے اونکا حال تصریح رامایں وغیرہ کتابون سے

مشہور ہی اونکے بعد اب تک ہند مین دو خاندان راجاؤن کے مشہور
اور معتبر ہین اول سورج بنسی دوم چندر بنسی سلسلہ ان دونون کا برہما جی
منتہی ہوتا ہی سورج بنسی مین برہما سے ایک طبقے کے ۸۰ راجہ اور دوسرے
طبقے کے ۳۵ راجہ ہوے اور چندر بنسی کا برہما سے مختلف سلسلے کے
۱۳۱ راجہ کا شمار ہی اور دار الحکومۃ ہر ایک کا اپنے اپنے زمانے مین مختلف
مقامات پر رہا راجگان دہلی یعنی اندر پرست ہستناپور کا خاندان راجہ پانڈ
سے ہی جنمین راجہ نامی اول جدشٹر ہوے اونکا کارنامہ مہابھارت مین
مشہور و موجود ہی اور زمانۂ راجہ جدشٹر کو تخمیناً پانچ ہزار برس گذرے راجہ
موصوف سے راجہ کھیمن تک ۸ پشت حکومت اس خاندان مین رہی
بسرو نام وزیر راجہ کھیمن کو قتل کرکے مالک سلطنت کا بنا ملک اجودھیا
سب اوسکے قبضۂ تصرف مین تھا پسر راجہ بسرو سے بکرماجیت تک مختلف
۴۲ راجاؤن نے راج کیا راجہ بکرماجیت فرمانروای ہند تھا تخمگاہ اوسکی
اوجین تھی عدل اور نیکنامی اور رعایا پروری اور بخشش مین ضرب المثل
اور سمبت اوسکا آج تک رائج ہی اس راجہ سے راجہ پتھورا تک ۴۷ راجہ
گذرے یہ راجہ پتھورا ہند کا اخیر راجہ تھا عہد راجہ جدشٹر سے زمانۂ راجہ پتھورا
تک پانچ ہزار چار سو آٹھ سال مین ایک سی بیس برس راجاؤن نے
حکمرانی کی اور راجہ پتھورا کے بعد علاء الدین غوری ہند پر متسلط ہوا فقط

راجہ رام چندرجی کے بعد راجہ جدشٹر داسی دور کلجگ مین بکرماجیت و بھوج ہندوستان کے راجاؤن مین یادگار ہین

علم کا بیان

سب مورخون کا اسپر اتفاق ہی کہ تمام علوم پہلے ہند مین موجود تھے اونسے اہل یونان و مصر نے اور اونسے اہل یورپ نے حاصل کیے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لیگیا تھا سب علم نادر اور طرح طرح کی حرفت اور صنعت پران اور بیدون مین بھری ہوئی تھی مگر زبان اونکی شنسکرت مشکل اور دقیق ہی فقط اور اس زمانے مین بھی اکثر علوم کا چرچہ بنارس اور کشمیر وسوای ریاست ہندوستانی مین قدیم سنسکرت کا استعمال ہی مگر تعلیم و معلم باقاعدہ کم

ہنود کے مذہب کا طریق

مدت دراز سے ایک ایک کا مذہب اور طریق اہل ہند کا چلا آتا ہی اور یہ اوسکے سخت پابند ہین ہندو اگر دوسرا مذہب اختیار کرے ہوسکتا ہی لیکن مذہب ہنود مین نہین آسکتا ہی اور دوسرا مذہب والا ہرگز ہندو نہین ہوتا ہی رسوم و عبادت ہزارون برس سے ایک طرح پر چلی جاتی ہی منجملہ اونکے

کئی باتین قابل ذکر کے ہین ۱ اس مذہب والے ایک شادی کے سوا
دوسری شادی جبتک کہ زوجہ اوسکی زندہ ہی نہین کرتے ہین ۲ کھانا
کسی کے ساتھ غیر برادری کے اور بے نہائے نہین کھاتے شراب اور
گوشت بکری کا کچھ ہندو کھاتے ہین اور کل گوشت کو تمام ہندو نہین کھاتے
۳ سوائے ہندو کے جو اپنے طریق کا ہوتا ہی غیر مذہب والے سے شادی
نہین کرتے ۴ مردے کو آگ مین جلاتے یا دریا مین بہاتے ہین ۵
ایک رشتہ یعنی زنار اکثر اور سر پر چوٹی کل ہندو رکھتے ہین ۶ شوہر کی لاش
کے ساتھ عورت خوشی خوشی ستی یعنی جل جاتی ہی مگر یہ رسم سرکار نے بالکل
موقوف کروادی غرض ایسی ایسی بہت سی خصوصیتین رسمی و مذہبی ہین جنکے
وہ ایک طور پر پابند ہین یہان عام اہل ہنود کا ذکر نہین اونمین بعضے ایسے
بھی ہین جو بے نہائے کھانا کھاتے ہین اور راجہ کئی کئی شادی بھی کرتے
ہین اگرچہ اڑھائی ہزار برس پیشتر ہند مین ایک مذہب بدہ کا تھا
مگر یہ بھی مذہب ہنود سے تھا اور اب اس مذہب بودھ سے چین اور برہما
کا ملک آباد ہی اور خال خال ہندوستان مین بھی ہین لیکن وہ بودھ
نہین سراوگی و چینی بودھ مذہب ہی کے پیرو ہین اور اس مذہب والے
معتقد ۱۲۴ اوتار کے ہین اس زمانے کے ۱۲ اوتار کے قائل ہین جسمین سے
ایک اوتار کا کلنکی کہ جسکا سنبھل مرادابادمین قرار دیتے ہین ظہور باقی ہی

مدت ناتمام اور دنیا کی عمر کرورون برس بتاتے ہین اور کسی نبی اور کتاب آسمانی اور طوفان نوح کے قائل ومقر نہین لیکن چارون بید کتاب آسمانی ہین فقط پرانے وقت کی رسم وراہ علم وہنر مذہب کی پابندی کے عہدے زیادہ تر میان دوآب یعنی گنگا وجمنا کے درمیان مین شمار ہوسکتے ہین

ہند کا حال

ہند دنیا کے ملک کا مجموعہ ہی پہاڑ سرد ہین میدان گرم ہی جانور چرند پرند ہند مین پیدا ہوتے ہین میوے نباتات اور معدنیات طرح طرح کے بکثرت ہین جنس غلہ ہر قسم کی پیدا ہوتی ہی اور ہر شی بہ نسبت اور ملکون کے ارزان ہوتی ہی موسم جاڑا گرمی برسات مقرری ہی مگر کوہستان مین جاڑا اور برسات بہت اور میدان مین خصوص دکھن مین پورب تک گرمی بشدت امراض وبائی اور فصلی بخار ولرزہ اور ہیضہ برسات مین اور بخار وغیرہ موسم گرما مین شائع ہوتا ہی مگر طبیب بھی ویسے ہی اور دوائین ہر قسم کی جابجا ملکون مین مہیا ہین سرکار کے دارالشفا بھی موجود فقط اور دریاؤن کی کثرت اور شادابی سے یہ سرزمین تمام دنیا مین باغ ہمیشہ بہار ہی

باشندہ

ہند کے باشندے ۱۴ کرور آرام طلب اور کاہل عیش دوست خود پسند

ہوتے ہین اوراس عادت کے سوائے یہ بھی صفت ہی کہ مہمان نواز خلیق صالح صاحب علم دبیر دستکار بھی اکثر ہوتے ہین مگر تمام ہند مین مدھ دیس جو بنارس سے دہلی اور ہمالہ سے آگرہ تک ہی اسلئے عمدہ مشہور ہی کہ بہ نسبت اور ملک کے یہان علم وہنر آدمیت رونق تکلفات زیادہ ہین عموماً باشندے ہند کے راہ ورسم ملاقات اور احسان سے جلد آشنا ہوجاتے ہین غربت اور انکسار بھی اونکی طبیعتون مین ہی یہان اون حرامزادون اور بدذاتون کا ذکر نہین ہی کہ جنھون نے غدر مین اپنا منہ کالا کیا ہی یا جو وحشی اور جنگل کے باشندے ہین اور ہند کے ہر خطے اور ملک کی وضع لباس اور زبان ایسی جدا ہی کہ ایک دوسرے کی بولی اکثر سمجھ نہین سکتے

جدول معدنیات ہند

نمبر شمار	جنس	تعداد	تفصیل مقامات
۱	آہن معہ فولاد	۲۳	آشام[۱] اسلام نگر[۲] اودے پور[۳] بیر بھوم[۴] بہار[۵] بندیلی کھنڈ[۶] نرمل علاقہ اندور دکن[۷] سندھ[۹] سلہٹ[۱۰] سکیت[۱۱] منڈی[۱۲] سیام

نمبر شمار	جنس	تعداد مقام	تفصیل مقامات
			کچھار[۱] کچھ[۱۴] کوٹ کھاری شملہ گوالیر[۱۶] محال[۱۷] باج گزار شرقی منی پور[۱۸] میسور[۱۹] مندراس[۲۰] ناگپور خرد[۲۱] ناگپور کلان[۲۲] نیپال[۲۳]
۲	ابرک	۳	بہار محال[۲] باج گزار شرقی ناگپور خرد[۳]
۳	بلور	۲	بہار[۱] کشمیر[۲]
۴	پھٹکری	۳	جی پور کالا باغ کچھ
۵	جست	۱	اودے پور
۶	رانگ	۲	سیام نیپال
۷	زبرجد	۲	نیپال ناگپور خرد
۸	سیسہ	۵	جودھپور سیام مارواڑ ناگپور خرد نیپال
۹	سرمہ	۲	گورنگی جہلم پنجاب ناگپور خرد
۱۰	شورہ	۴	اودے پور پٹیالہ ترہت سارن
۱۱	طلا	۹	آشام[۱] اٹک[۲] سیام[۳] کٹک[۴] کوہ کماون[۵] محال[۶] باج گزار شرقی ناگپور خرد[۷] ناگپور کلان[۸] نیپال[۹]
۱۲	عقیق	۳	بہار برودہ علاقہ جمو

نمبر شمار	جنس	تعداد مقامات	تفصیل مقامات
۱۳	کوئلہ سنگ	۶	بیربھوم رانی گنج بنگالہ کشمیر محال باج گزار شرقی نربدا ناگپور خرد
۱۴	گندک	۲	اودے پور نیپال
۱۵	مس	۸	اودے پور جے پور سیام کماؤن کشمیر مندراس نیپال نلور مندراس
۱۶	مروارید	۲	نوبیگوان مندراس سورت
۱۷	مومیائی		سننے مین آتا ہی کہ بعض لوگون نے دریای اٹک وجہلم مین خود زمین اور پہاڑ سے نکالی اور مفید پائی
۱۸	نمک	۴	جے پور پنڈ دادن خان پنجاب سکیت منڈی کالا باغ
۱۹	نیلم	۱	سیام
۲۰	ہرتال	۱	نیپال
۲۱	ہیرا	۶	بیراگڑہ سیام شاہ اباد بہار کنتور مندراس کرپ ایضاً ناگپور خرد
۲۲	یشب	۱	سیام۔
۲۳	یاقوت	۱	ایضاً

شاہان اسلام

ہند مین اول سکندر بادشاہ آیا پھر سنہ ۱۳ ہجری مین عمر خلیفہ دوم کا سردار
سندھ آکر پھر گیا اور بعضی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ فتح کرکے چلا گیا
سنہ ۹۳ ہجری مین حجاز کا سردار آیا سنہ ۱۰۰۰ع سے محمود غزنوی نے
پچیس سال مین ۱۲ مرتبہ ہندوستان پر یورش کیا اکثر شہرون کو
تباہ اور تاراج کیا سنہ ۱۱۹۱ع سے قطب الدین غلام شاہ علاء الدین
غوری ہند پر متسلط ہوا اوسی سے سلطنت شاہان اسلام کی ہند مین
مستقل ہوئی قطب الدین سے ابراہیم لودی تک ۲۸ بادشاہ مختلف
ہوے اور ناصر الدین بیسوان بادشاہ تھا اوسکے ایام سلطنت مین
سنہ ۱۳۹۸ع مین امیر تیمور دہلی کو فتح اور غارت کرکے صوبہ چھوڑکر پھر گیا
سنہ ۱۵۲۵ع مین بابر شاہ تیمور کے پروتے نے ابراہیم لودی پر فتحیاب
ہوکر ہند مین سلطنت کی بنیاد ڈالی فقط مسلمانون کی سلطنت مین یہ
خاندان تیموریہ سب سے پچھلا تھا امیر تیمور گورگان صاحب قران
ولد امیر طراغان نسل چنگیز خان سے تھے سنہ ۷۳۶ ہجری کو شہر
مرد ار ترکستان مین پیدا ہوے سنہ ۷۷۲ ہجری مین بمقام بلخ تخت پر
بیٹھے ۳۵ برس ۱۰ مہینے ۲۵ دن ایران و خراسان و ترکستان و
بخارا و روم و شام و تاتار و ہندوستان مین تنہا شہنشاہی کرکے

۷۲ سال کی عمر مین وفات پاکے سمرقند مین دفن ہوے بہادر شاہ ۲۳ پشت
مین ۲۱ سال برائے نام تخت نشین رہکر بالزام خدر ۹۹ برس کی عمر مین بمقام
جزیرۂ رنگون سرکار برطانیہ کی قید مین زندان ہستی سے نجات پائی
عاقل اور خدا شناس کو یہ مقام عبرت کا ہی امیر تیمور سے
بہادر شاہ تک ۲۳ پشت مین پورے پانچ سو برس سلطنت رہی
ہندو راجاؤن مین جیسا بکرماجیت راجہ باہمہ صفت موصوف ونیکنام
ہوا ہی ویسا ہی اس خاندان مین موافق زمانے کے اکبر بادشاہ بھی نہایت
نیک ونامی ہوا اس بادشاہ کے فیلخانے مین پانچ ہزار ہاتھی اور اصطبل
مین دس ہزار گھوڑے خاصے کے بندھتے تھے اور اوسکا دایرہ دوکسرا
کمخواب کے فرش اور موتی ٹکا ہوا پردون کا سفر کے وقت اڑھائی
کوس کے گھیرے مین کھڑا ہوتا تھا ہر سالگرہ کو سونے کا تلادان
کرتا اور اوسوقت سونے کا بادام اپنے دربار مین لٹاتا جسپر بھی وہ رعیت
کے ساتھ سیدھا سادہ تھا آٹھ پہر مین ایک وقت کھانا کھاتا
گوشت سے پرہیز کرتا کسی جاندار کے آزار کا روادار نہین تھا صرف نام
کو مسلمان تھا لیکن دل وجان سے وہ آفتاب کی پرستش کرتا تھا
اتوار کے روز اوسکی ساری عملداری مین جانور کی جان مارنے کی مناہی
تھی رعیت اوسکو اسقدر چاہتی تھی کہ لوگ جیتے جی اوسکی درگاہ مین تیتین

لاتے اور نذرین چڑھاتے تھے اُسکی سلطنت مین ایک من تیس سیر گیہون بکتا تھا
اور دو من چودہ سیر جواس ریاست کا آخر زمانہ بہادر شاہ ابوظفر پر خاتمہ ہوا

قطعات تاریخ بہادر شاہ از محمد مردان علیخان صاحب عنا اہلکار سرکار کپورتھلا

بپرس احوال این دنیا کہ چونست	چہ آغازش دگر ہم دیگر انجام
کجا اسکندر و جمشید و ضحاک	کجا اسفندیار و رستم و سام
مگر از نیک و بد باقیست نامی	تو خواہی نیکنامے شو کہ بدنام
بچرخ نیلگون رنگ وفا نیست	مگر معکوس و خالی صورت جام
غنیمت دان دو روز عمر نادان	بسر گردد گرت باعیش و آرام
شہ تیمور چنگیزے ز ترکان	شنیدستے کہ بودش بخت و دام
ہمہ در سایۂ صیت جلالش	ز چین و ہند و فارس روم و شام
ہنود ان ہند وش بودند و رامش	ہمہ ترسا و گبر و اہل اسلام
بترکستان سمند شاہے او	زدہ در ہفصد و ہفتاد و دو گام
ز تیمور ابتدا بر بوظفر ختم	بہندامد شمار بست و سہ نام
شمار سال عمر سلطنت گشت	ازین رو پنج صدای نیک فرجام
ز ابراہیم لودی باز چون کرد	ظہیر الدین بابر ہند را رام
ہزار و یا نصد و بست و شش از سال	چہ سال از سال عیسی بود ہنگام
غرض سہ صد و سی یکسال زین رو	شمار کامرانے گشت ایام

بعهد شاه عالم عهد شاهی — بعهد کمپنی چون کرد اوغام
هزار و یکصد و هفتاد و سه بود — ز هجر هادی هر خاص و هر عام
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم — نشان نام باقی با صد اکرام
مگر چون صد فزود آخر شد آخر — نشان شاهی هم از کمپنی نام
۱۲۷۳
عشد از آب جفا کشت غدر سبز — برنگ سبزهٔ بیگانه ناکام
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود — که گشته از بغاوت شاه بدنام
پس از یک سال شاه انگلستان — گرفت از کمپنی احکام حکام
هنوز آن شاه شاهان حکمرانست — که حکمش باد در هر ملک تا دام
بگیسر آمد بهادر شه چو در رزم — برنگون رفت اخر با صد آلام
دلا دیدی که شد شوریده در شور — شده آغاز شورش را چه انجام
گرت واگوش شنوا چشم بینا ست — شنو نظمم ببین احوال ناکام
شده طالع ز مغرب شد بمشرق — شد این روز شمے را زود تر شام
مقام ترس و عبرت خوف و بیم ست — که آغاز آن شود این را شد انجام
من و تو هر دو را کار از قضا هست — دگر خواب و خیال فکر و اوهام
مگر مخروش ای رعنا که آمد — بگوش از سحر شورم شور کهرام
چه دید نگون شه هیکس قضا کرد — بهادر شاه غازی بوظفر نام
۱۲۷۹

ایضاً

شاہ بیکس چو رفت از دنیا
بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دشت را خالی
گفت بشتافتہ غزال ارم
۱۲۷۹

ایضا

بہادر شاہ چون سوی ارم رفت
کہ بروی نام شاہی گشت اتمام
چنین رعنا رقم زد سال نوشش
بہادر شاہ غازی خلد خدام
۱۲۷۹

ایضا

چون ز دنیا رفت سوی خلد از حکم قضا
یادگار شاہ ترکان چغتا کج کلہ
کرد رعنا بہر تاریخ وفاتش این خطاب
بوظفر غازی بہادر شہ بہشت آرامگہ
۱۲۷۹

ایضا

رفت از دہلی سوئے نگون بخت شاہ بوظفر
شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون سوئے خلد برین
گفت رعنا سال نوشش بو مشرق با خلد
۱۲۷۹

ایضا

رہی بست و سہ سال تک بادشاہی
گروتھی کہ تھی وہ برات چغتہ
ہوا خاتمہ بوظفر پر تو گویا
ہوئی سلطنت سے نجات چغتہ
۱۸۶۲ع

ایضا

دار فانی مقام عبرت ہی
کیا کوئی اوس سے آہ دل کو لگائے
دیکھ رعنا سرای فانی سے
شاہ بیکس نے رخت باندھا ہے
۱۲۷۹

جدول حال اورنگ نشینان از عهد تیمور تا بهادر شاه ظفر

نام پادشاه	ولدیت	تاریخ ولادت	محل ولادت	مقام جلوس	تعداد عمر روز جلوس	تاریخ جلوس	مرض الموت	تاریخ وفات	محل دفن	مدت عمر	مدت سلطنت
امیر تیمور	ولد امیر طراغای اولاد چنگیز خان	۲۵ شعبان ۷۳۶ سه شنبه	شهر مردار خط کش نزد کوه	شهر بلخ	۳۵ سال ۲۷ یوم	۲۲ رمضان ۷۷۱ چهارشنبه	تب محرقه هفت روز بانده	۱۷ شعبان ۸۰۷ شب چارشنبه	سمرقند	۷۱ سال ۱۱ شهر ۲۰ یوم	۳۵ سال ۱۰ شهر ۲۵ یوم
جلال الدین میران شاه	ابن تیمور	۱۴ ربیع الآخر ۷۶۵ پنجشنبه	سمرقند	میان سمرقند و آذربایجان	۳۸ سال ۴ شهر ۳ یوم	۱۷ شعبان ۷۰۷	در جنگ مرزا	۱۴ ذیقعده ۸۱۰	تبریز	۴۱ سال ۷ شهر ۱ یوم	۳ سال ۳ شهر ۷ یوم
سلطان محمد مرزا	ابن میران شاه	۳ ذی حجه ۸۰۰	نامعلوم	سمرقند	۹ سال ۲ شهر ۲۴ یوم	۲۴ ذیقعده ۸۱۰	عارضه جسمانی	۳ ذیحجه ۸۵۵	خط کش	۵۵ سال	۴۵ سال ۱ شهر ۵ یوم
ابوسعید مرزا سلطان	ابن سلطان محمد مرزا	۱۳ رجب ۸۳۰	سمرقند	غزنین	۲۵ سال	۳ ذیحجه ۸۵۵	در جنگ حسن بیگ شهید شد	۱۲ رجب ۸۷۳ شنبه	نواح سمرقند	۴۳ سال	۱۷ سال ۲ شهر ۱۲ یوم
عمر شیخ مرزا	خلف چهارم سلطان ابوسعید	۳ ذیحجه ۸۶۰	سمرقند	ولایت اندجان و فرغانه	۱۲ سال ۶ شهر ۳ یوم	۱۲ رجب ۸۷۳ دوشنبه	از بام افتاد و مرد	۱۴ رمضان ۸۹۹ دوشنبه	سمرقند	۳۸ سال ۸ شهر ۴ یوم	۲۶ سال اشهر ۲۲ یوم

ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ	ابن سلطان عمر شیخ مرزا	۶ محرم ۸۸۸	ولایت فرغانہ	خطاکش	۱۱ سال ۸ شہر ۱۹ یوم	۲۵ رمضان ۸۹۰ سہ شنبہ	توپ	از بام افتاد	۶ جمادی الاولے ۹۳۷	کابل	۴۹ سال ۴ شہر	۴۷ سال ۷ شہر ۱۱ یوم
نصیر الدین محمد ہمایون	ابن بابر بادشاہ جنت آشیانی	۱۴ ذیقعدہ ۹۰۳	ارک شہر کابل	آگرہ	۲۳ سال ۶ شہر ۴ یوم	۶ جمادی الاولے ۹۳۷	از بام افتاد	در مقبرہ ہمایون	۱۳ ربیع الاول ۹۶۳		۴۹ سال ۴ شہر ۹ یوم	۲۵ سال ۱۰ شہر ۵ یوم
ابو النصر جلال الدین محمد اکبر شاہ	ابن محمد ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ یکشنبہ	در سہ امر کوٹ	کلانور	۱۳ سال ۸ شہر ۸ یوم	۳ ربیع الآخر ۹۶۳ جمعہ	عارضہ جسمانی	مقبرہ سکندرہ	۱۲ جمادی الاخر ۱۰۱۴		۶۴ سال ۱۱ شہر ۷ یوم	۵۱ سال ۲ شہر ۹ یوم
نور الدین محمد جہانگیر	ابن محمد اکبر شاہ	۷ ربیع الاول ۹۷۷ چہار شنبہ	فتح پور سیکری	اکبر آباد	۳۷ سال ۲ شہر ۲ یوم	۱۴ جمادی الاخری ۱۰۱۴ یکشنبہ	ضیق النفس	باغ نور جہان واقع لاہور	۲۸ صفر ۱۰۳۷ یکشنبہ		۵۹ سال ۱۱ شہر ۱۱ یوم	۲۲ سال ۸ شہر ۱۴ یوم
محمد شہاب الدین شاہجہان	ابن جہانگیر بادشاہ	سلخ ربیع الاول پنجشنبہ	لاہور	لاہور	۳۷ سال ۲ شہر ۲۲ یوم	۲۲ جمادی الاولے ۱۰۳۷ دوشنبہ	در دگردہ و تپ محرقہ	اکبر آباد روضہ تاج گنج	۲۶ رجب ۱۰۶۷ دوشنبہ		۶۷ سال ۴ شہر ۶ یوم	۷۰ سال ۲ شہر ۴ یوم
محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	بن شاہجہان	۲۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ یکشنبہ	صوبہ گجرات	نواح اکبر آباد	۳۹ سال ۶ شہر ۵ یوم	غرہ جمادی الاخری ۱۰۶۸	عارضہ جسمانی	مقبرہ زین الدین شاہ در اورنگ آباد	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ جمعہ		۹۰ سال ۳ یوم	۵۰ سال ۵ شہر ۲۸ یوم

اعظم شاہ	بن عالمگیر پادشاہ	۱۲ شعبان ۱۰۶۳	دکن	متصل اورنگ آباد	۵۵ سال ۳ شہر ۲۶ یوم	۴ ذیحجہ ۱۱۱۸	در جنگ بہادر شاہ و چاپہ مرد	۸ ربیع الاول ۱۱۱۹	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۵۵ سال ۷ شہر ۶ یوم	۳ شہر ۱۰ یوم
بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل	بن عالمگیر پادشاہ	سلخ رجب ۱۰۴۳	دکن	کابل	۷۵ سال ۶ شہر ۲ یوم	۱۰ محرم ۱۱۱۹	عارضہ سماقی	۱۸ محرم ۱۱۳۴	درگاہ خواجہ قطب الدین	۸۰ سال ۲ شہر ۱۸ یوم	۵ سال ۸ یوم
معز الدین جہاندار شاہ	بن بہادر شاہ	غرہ شوال ۱۰۷۲ چہارشنبہ	دکن	لاہور	۵۲ سال ۳ شہر ۱۰ یوم	۸ محرم ۱۱۲۴ جمعہ	فرخ سیر در قید کشت	۲۹ محرم ۱۱۲۵	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۵۲ سال ۳ شہر ۲۵ یوم	۱۱ شہر ۵ یوم
فرخ سیر پادشاہ	پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید	غرہ محرم ۱۰۹۸ پنجشنبہ	دکن	نواح اکبر آباد	۳۶ سال ۱۱ شہر ۲۳ یوم	۲۳ ذیحجہ ۱۱۲۴ جمعہ	سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۳۳ سال ۳ شہر ۹ یوم	۳ سال ۳ شہر ۶ یوم
ابو البرکات شمس الدین	پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رمضان ۱۰۸۳	دہلی	اکبر آباد	۴۷ سال ۶ شہر ۲۳ یوم	۹ ربیع الآخر ۱۱۳۱	تپ دق	۹ رجب ۱۱۳۱	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۴۷ سال ۱۰ شہر ۳ یوم	۳ شہر ۹۰ یوم
رفیع الدولہ	پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ	۲۰ رمضان ۱۰۸۳	نواح اکبر آباد	اکبر آباد	۴۷ سال ۲ شہر	۶ رجب ۱۱۳۱	غلبہ کوکنار	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱	ایضاً	۴۸ سال ۱ شہر ۲۲ یوم	۳ شہر ۲۸ یوم

روشن اختر محمد شاہ پادشاہ	بن جہاندار شاہ ابن بہادر شاہ	۲۴ ربیع الاول ۱۱۱۴	غزنین	کھراولی موضع اکبرآباد ہشت کروہ	۱۷ سال ۷ شہر ۲۴ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱	عارضہ جسمانی	۲۷ ربیع الآخر ۱۱۶۱	درگاہ حضرت نظام الدین	۴۷ سال ۱ شہر ۲ یوم	۲۹ سال ۵ شہر ۱ یوم
ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ	بن محمد شاہ بادشاہ	۱۷ ذیحجہ ۱۱۳۸	شاہجہان آباد	پانی پت	۲۲ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	غرہ جمادی الاولے ۱۱۰۶	بسبب کشیدن میل در چشم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷ روز سہ شنبہ	مقبرہ ہمایون پادشاہ	۲۸ سال ۲۳ یوم	۳۰ سال ۳ شہر ۱ یوم
محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی	بن معزالدین جہاندار شاہ	غرہ محرم ۱۰۹۹	صوبہ ملتان	دہلی	۶۸ سال ۷ شہر ۱۰ یوم	۱۰ شعبان ۱۱۶۷	از قلعہ فیروز آباد افتاد	۱۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳	ایضاً	۷۴ سال ۳ شہر ۱ یوم	۷۵ سال ۸ شہر ۸ یوم
علی گوہر شاہ عالم پادشاہ	بن عالمگیر ثانی	۲ جمادی الاولی ۱۱۳۱	دہلی	کہتو متصل عظیم آباد	۴۲ سال ۳ یوم	۴ جمادی الاولے ۱۱۷۳	عارضہ جسمانی	۷ رمضان	درگاہ خواجہ قطب الدین	۹۰ سال ۴ شہر ۶ یوم	۴۸ سال ۴ شہر ۳ یوم
ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ		۲۸ رجب ۱۱۷۳	ریمان مکن پور	دارالخلافہ شاہجہان آباد	۴۸ سال ۱ شہر ۹ یوم	۷ رمضان ۱۲۲۱	۱ سہال و درم	۲۷ جمادی الاخری ۱۲۵۳	ایضاً	۸۰ سال	۳۱ سال ۱ شہر ۲ یوم
ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ		۱۱۸۰	شاہجہان آباد	ایضاً	۶۳ سال	۱۲۵۳		۱۲۷۹	رنگون	۹۹ سال	۲۶ سال

خاتمہ بالخیر

تسلط سرکار کمپنی انگلسیہ کا بیان

زمانہ اکبر شاہ مین یوروپ سے اس ملک مین پہلے پہل پرتکالی اور فرانس بطریق سوداگری آتے جاتے تھے انگریزون نے جب دیکھا کہ پرتکال اور فرانسیس وغیرہ فرنگستانی آدمی ہندوستان مین جاتے ہین اور یہان کی تجارت سے بڑا فائدہ اوٹھاتے ہین تو پھر ان آفت کے پرکالون سے کب چپ چاپ رہا جاسکتا تھا ان لوگون نے بھی اپنے مال کے جہاز روانہ کیے اور ۱۵۹۹ء مین لندن شہر کے اندر بہت سے انگریزون نے آپس کے ساجھے مین روپیہ اکٹھا کرکے اس ملک مین سوداگری کرنے کیواسطے ایک کوٹھی مقرر کی اور دوسرے ہی سال وہان کے بادشاہ سے کئی شرطون پر اس بات کی اپنے نام سند لکھوالی کہ سوائے ہم ساجھیون کے دوسرا کوئی انگریز ہندوستان مین جاکر سوداگری نہ کرنے پاوے لیکن جب اس ملک مین ان لوگون نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا تب ۱۶۱۳ء مین انکو تجارت کرنے کی مناہی ہوئی بلکہ تجارت کا اذن عام ہوگیا روک ٹوک جاتی رہی اور یہ کمپنی ایک سرکار کہلانے لگی انگریزی زبان مین ساجھیون کو کمپنی کہتے ہین اسلیے ان ساجھی سوداگرون کا نام ہی ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا گیا

جب انگلستان مین یہ کمپنی کھڑی ہوئی تو اوسوقت یہان اکبر بادشاہ تخت
پر تھا ہندوستان مین پہلے پہل انگریزون کی کوٹھیان ۱۶۱۱ء
مین سورت احمد آباد کھمبھات اور گھوگھے مین جاری ہوئین اور ۱۶۵۲ء
مین بنگالے کے اندر بلیشور مین اور اوسکے دو برس کے بعد مندراج
مین بھی جاری ہوگئی ۱۶۶۴ء مین پرتگال کے بادشاہ سے بمبئی کا
ٹاپو لیا گیا اور ۱۶۸۰ء مین بنگالے کے صوبے دار نے کلکتہ گوبندپور
اور جھوٹانٹی یہ تینون گانو انگریزون کو دیدیے اور کلکتے مین ایک قلعہ
بھی جسکا نام اب فورٹ ولیم ہی بنانے کی اجازت ملی اُس زمانے مین
یہ کلکتہ کل ستر جھونپڑونکا ایک گانو تھا ۱۷۵۶ء مین بنگالے کے
صوبے دار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ انگریزون نے
ہمارے ایک آدمی کو جو ڈھاکے سے کچھ خزانہ لیکر بھاگا تھا پناہ دی
ناخوش ہوکر کلکتہ چھین لیا اور ایک سو چھیالیس انگریز کو جو اوسوقت
وہان موجود تھے ایسی ایک تنگ و تاریک کوٹھری مین جسکی وسعت
بیس فٹ مربع سے زیادہ نہین تھی اور جسکو اب تک یہ لوگ بلیک ہول
یعنی کالی بل پکارتے ہین بند کر دیا کہ دوسرے دن اُن مین سے کل
تیئیس ۲۳ جیتے نکلے تب آخر کو یہ خبر سنتے ہی کرنل کلائو صاحب مندراج
سے نو سو گورے اور پندرہ سو تلنگے لیکر کلکتے مین آئے کلکتہ بھی لیا

اور پھر مرشدآباد پر چڑھا کر دیا تب ۱۷۵۷ء کی ۲۳ جون کو مقام پلاسی
کی لڑائی مین سراج الدولہ کی فوج نے جو ستر ہزار سے کم نہین تھی
شکست کھائی نواب بھاگا اور اُسی روز گویا ہندوستان مین انگریزی
عملداری کی نیو جم گئی پھر تھوڑے دن پیچھے ۱۷۶۵ء مین شاہ عالم بادشاہ
نے جو اُسوقت دلی کے تخت پر تھا صوبہ بہار بنگالا اور اُڑیسہ ان تینون
صوبون کی استمراری دیوانی کا پروانہ کمپنی کے نام لکھدیا کہ جس سے دو
کرور روپیہ سال کی آمدنی کا ٹھکانا ہوگیا اور وزیر اصف الدولہ نے روہیلون
کی لڑائی مین مدد لینے کیواسطے ۱۷۷۵ء مین بنارس کا علاقہ بالکل انکے
حوالے کیا اُس زمانے مین ہندوستان کی بادشاہت کا عجب حال تھا
آپس کی پھوٹ اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث تیمور کا خاندان
تحس نحس ہو رہا تھا بادشاہ شطرنج کے مُہرے کیطرح لوگون کے ہاتھ
مین پڑکر مات ہوچکا تھا یہان تک کہ ۱۷۳۹ء مین ایران کے بادشاہ
نادرشاہ اور پھر تھوڑے روز بعد احمد شاہ درانی نے جو پہلے نادرشاہ کے
امیرون مین تھا ایسے ایسے سخت حملے اس ملک کے اوپر پے درپے کیے
کہ رہا سہا زور بھی دلی کے بادشاہ کا جاتا رہا سلطنت مین کچھ ذرہ دم نہین
باقی تھا صوبے داروں نے بادشاہ کی اطاعت بالکل چھوڑ دی سلطنت
اپنی سمجھی جسکے باپ دادا نے کبھی چپا بھر زمین پر دخل نہ پایا تھا اُسنے بھی

ہندوستان کی بادشاہت پر دل دوڑایا الغرض ادھر تو دکھن کے
صوبے دار نظام الملک نے حیدرآباد مین اپنی حکومت جمائی اور اُدھر
نواب وزیر نے اودھ کے صوبے کو اپنا ملک سمجھا آگرے تک مرہٹون
نے لوٹ مار مچا کر دھینگا دھینگی سے چوتھ لینا شروع کیا اور سکھون کا
حملہ سرہند تک ہونے لگا بھرتھ پور کے جاٹ بھی ہیکڑ بنے ہوے تھے
رہیلکھنڈ کے رہیلے جدا خود مختار ہو گئے تھے بادشاہ اگرچہ برای نام دلّی
کے قلعے مین پڑا تھا لیکن وہان بھی اُسے کوئی بیٹھا رہنے نہین دیتا تھا
یعنی اُسکی یہ نوبت تھی کہ آج ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا کل کسی دوسرے
نے اُسکا سر کاٹ کر سکہ خطبہ اپنے نام جاری کر لیا ابھی تلوار کا لہو نہین
سوکھنے پایا کہ تیسرے نے اُسکو بھی موت کا جامہ پہنایا اور تاج بادشاہی
اپنے سر پر رکھا کبھی بادشاہ مرہٹون کی قید مین پڑ جاتا تھا اور کبھی رہیلون
کے پنجے مین گرفتار رہتا غرض ۱۷۰۷ء تک کہ جب اکبر کے پوتے کا بیٹا
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مرا ۱۷۰۷ء تک یعنی شاہ عالم کے روز اول
جلوس تک ترپن ۵۳ برس کے اندر نادر شاہ اور احمد شاہ چھڑا کے چودہ بادشاہ
دلّی کی تخت پر بیٹھے اور اگر انمین سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس برس
نکال ڈالو تو صرف تیئیس برس مین تیرہ بادشاہ گذر گئے پس اب سوچنا
چاہیے کہ جہان برای نام تخت اور تاج کے لیے ایسی چھین جھپان اور

نوچ کھسوٹ مچے گی وہان کی سلطنت کسطرح قائم رہیگی اسلیے سدا سے یہ
دستور چلا آیا ہی کہ جب خالق رب العالمین دیکھتا ہی کہ اب بادشاہ میرے
بندون کی پرورش اور نگہبانی نہین کرسکتا اور جس کام کے لیے اسکو
مقرر کیا تھا اُسے چھوڑکر یہ عیش وعشرت اور ظلم و بدعت کرنے لگا تب
اوس بداقبال بادشاہ کو دفع کرکے جو کوئی اس کام کی لیاقت رکھتا ہی
اوسکو اپنی قدرت اور طاقت کے زور سے تخت کے اوپر بٹھا دیتا ہی اسمین
کچھ شک نہین کہ جو اس حالت مین انگریز لوگ ہندوستان کو نہ لیتے تو
فرانسیس یا فرنگستان کا کوئی دوسرا بادشاہ اس ملک کو اپنے قبضے مین
کرلیتا اور اگر شاید وہ بھی نہ لیتا تو پھر کوئی دوسری قوم سندھ پار سے
آکر اس ہندوستان کی بادشاہ بن جاتی اور اپنے خاندان کی نیو جماتی
تیمور کی اولاد سے بادشاہت نکل چکی تھی خدا کے فضل وکرم سے ہندوستانیون
کے دن اچھے تھے جو انگریز یہان آئے گویا سوکھے ہوے کھیت پھر
لہلہائے الغرض پہلے تو حیدر علی کے بیٹے ٹیپو نے ان انگریزون
کے ساتھ دشمنی پر کمر باندھی اور بیٹھے بٹھائے لڑائی اُٹھائی حیدر علی
میسور کے راجا کا نوکر تھا موقع پاکر اُسکا سارا ملک لے بیٹھا ٹیپو کا یہ ارادہ
ہوا کہ انگریزون کو دکھن سے نکال دیوے اور اُبھارا اُسکو فرانسیسون نے
تھا کئی برس کی لڑائی مین آخر کو ۱۷۹۹ء مین شری رنگ پٹن کے

حملے کے درمیان وہ انگریزی سپاہیون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملک
اُسکا بہت سا سرکار کے اختیار مین آیا اُنھین دنون مین سرکار کو مرہٹون
کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا فرانسیسون کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے تب لارڈ
ولزلی صاحب نے جو اُسوقت یہان کے گورنر جنرل تھے اُنکے پیشوا
باجی راو سے دوستی کرنا چاہا اُسنے اُسوقت تو دولت راو سیندھیا کے
بہکانے سے نمانا لیکن جب جسونت راو ہلکر نے اُسپر چڑھاو کیا تب سرکار
سے قول و قرار کر لیا اور بُندیل کھنڈ کا علاقہ بھی دے دیا یہ سُنکر سیندھیا
بگڑا اور اُسنے چاہا کہ ناگپور والے سے ملکر کچھ فساد اُٹھاوے لیکن اِدھر تو
لارڈ لیک صاحب نے ڈیگ اور لسواری اور دِلّی اور اُدھر جنرل ولزلی نے
اَسائی اور آرگانو کی لڑائیون مین ہلکر اور سیندھیا کے دانت ایسے کھٹے
کیے کہ آخر کو ۱۸۰۳ء مین ناگپور کے راجا نے تو کٹک کا ضلع اور سیندھیا نے
بالکل انتربید یعنی گنگا اور جمنا کے بیچ کا ملک انگریزون کو دیکے اپنا پیچھا
چھڑایا پھر تو اس نئے ملک کے ہاتھ لگنے سے انگریزون کی عملداری
دلی تک پہنچ گئی وہان اس زمانے مین شاہ عالم بادشاہ قلعے کے اندر سیندھیا
کی قید مین پڑا تھا لارڈ ولزلی نے اُسکو قید سے چھڑا کر گذارے کیواسطے
ایک لاکھ روپیہ مہینے سے کچھ اوپر اسکی تنخواہ مقرر کر دی پھر تھوڑے
روز بعد نپالیون نے اپنی حد سے قدم باہر نکالا اور بڑھتے بڑھتے

کانگڑے تک پہنچ گئے جب پہاڑ سے اُتر کر ترائی مین انگریزے رعیت کو
تنگ کرنے لگے تو سرکار نے اُنکو بھی نصیحت دینا مناسب سمجھا تب ۱۸۱۴ء
مین گمون کے قلعے پر اُنکی فوج کو شکست دیکے کالی ندی کے پچھم طرف
کے پہاڑ تو اپنے دخل مین کر لیے اور پورب طرف کے اُنکے پاس رہنے دیے
اگرچہ باجی راو نے اپنی مصیبت کے وقت مین انگریزون سے قول قرار
کر لیا تھا لیکن دل مین اُنکے ساتھ دغا کی نرد کھیلا چاہتا تھا یہان تک کہ
اُسنے تاریخ ۶ نومبر ۱۸۱۷ء کو پونا کے درمیان رزیڈنٹی مین آگ لگا دی
اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہان رہتے تھے اُنکا مقابلہ کیا
اور ادھر سے سیندھیا کا بھی ایک خط نیپال کے راجا کے نام ایسا
پکڑا گیا کہ جس سے اوسکی جانی دشمنی انگریز کے ساتھ ثابت ہو گئی
پٹھارون نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے اکٹھا ہو کر سارے ملک
مین لوٹ مار مچا رکھی تھی ہلکر کے کاردار بھی سرکار کے مخالفون کی
طرفداری کرتے تھے امیر خان ٹونک والا اپنے پٹھانون کے ساتھ
راجپوتانے کو تباہ کر رہا تھا یہان دیکھا چاہیے خدا کی قدرت اور مرضی
کو کہ اگرچہ اُسوقت مین ہر ایک طرف ہل چل پڑ گئی تھی اور سارے
ہندوستان مین فساد کی آگ بھڑکتی چلی تھی مگر لارڈ ہیسٹنگ صاحب
جو اُس زمانے مین گورنر جنرل تھے اُنھون نے اس ہوشیاری کے

ساتھ سبکا بندوبست کر لیا اور اپنی فوج کو چارون طرف اس ڈھب سے
دوڑا دیا کہ ادھر تو سیندھیا کو جو کچھ سرکار نے فرمایا سب مان کر لچھمن تا نے
سے اپنا اختیار بالکل اٹھا لینا پڑا اور اُدھر امیر خان نے اپنا توپخانہ
سرکار کے حوالے کر دیا باجی راو پیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لیکر بٹھور مین گنگا کو سینا اختیار کیا اور ہلکر کی فوج نے
مہیدپور مین شکست کھا کر سرکار کی اطاعت دل و جان سے قبول کی پھر تو
ناگپور کا راجا اپنے قصور کے ڈر کے مارے اپنا ہی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا
چنانچہ سرکار نے اُسکا کچھ تھوڑا سا ملک لیکر باقی اسکے وارثون کو دے ڈالا
پنڈارے اسقدر قتل ہوے کہ نام کو بھی باقی نرہے جو کچھ جتنے بچے وہ لوٹ مار
چھوڑ کر کھیتی باری کرنے لگے الغرض ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی لڑائی بالکل
فتح کے ساتھ ختم ہوگئی اور سب طرف سے امن چین کی راہ کھلی کابل کی لڑائی
کے وقت سندھ کے امیرون نے کراچی اور ٹھٹھا سرکار کو دے ڈالا تھا
اور سندھ ندی کی راہ سے محصول اٹھا لینے کا اقرار کئی باتون کے
ساتھ سرکار سے کیا تھا لیکن دغا کر کے اپنے قول قرار سے پھر گئے تب
۱۸۴۳ء مین سرکار نے انکو بھی اُس ملک سے خارج کر کے وہان بالکل اپنا
عمل دخل کر لیا بعد اسکے ۱۸۴۵ء کے اخیر مین سکھون نے ستلج پار اُتر کر
سرکار پر چڑھائی کر دی لیکن آخر کو جیسا کیا ویسا پھل پایا پہلے تو سرکار نے

سنہ ۱۸۴۶ء انکا صرف جالندھر دواب اور ستلج کے اس پار کا ملک ضبط کر لیا تھا اور قصور معاف کر کے دلیپ سنگھ کو لاہور کی گدی پر بحال رکھا لیکن پھر بھی جب یہ لوگ لڑائی بھڑائی سے باز نہین آئے اور بہت عرصے تک لڑتے رہے تب سنہ ۱۸۴۹ء مین سرکار نے بالکل انکا ملک ضبط کر کے اپنی عملداری مین شامل کر لیا اور دلیپ سنگھ کو پنجاب سے نکالکر گذارے کے لیے دس ہزار روپیہ مہینا اوسکا مقرر کر دیا اب اٹک دم اٹک سے کٹک تک بالکل انگریزی عملداری ہی اور ہمالیہ سے سمندر تک انھین کا ڈنکا جاری ہی بلکہ پورب اور پچھم مین ہندوستان کی اصلی سرحد سے بھی زیادہ انکی عملداری بڑھتی چلی

غدر کا حال

سبب برپا ہونے غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے بہت کچھ صاحبان انگریز بہادر لکھتے ہین اور خلاف آن باتفاق اُنکے اہل ہند نے بھی اسباب اسکے تحریر کیے ہین غرض تقدیر الٰہی ہونہار بات تھی جو ہوئی مگر غدر مین تین قسم کے لوگ تھے ۱ عام لوگ باغی غدر کے اور باغی سرکاری فوج کے تھے ۲ سرداران باغی مثل شاہ دہلی اور بیگم اودھ اور نانا پیشوا مع لواحقین وغیرہ کے جو اپنے اسلاف کے ملک و مملکت سے محروم اور اسکے مدعی تھے ۳ بیکار اور نوکری پیشہ اوراوباش اور وہ لوگ جنکا پیشہ رہزنی تھا فقط

لیکن سرکار کی قدرت اور نیت نے اس مواد فاسد کو جڑ سے ایسا
دفع کیا کہ اب ہندوستان مین اسکا اثر باقی نہین ہی

ذکر عہد دولت ملکہ معظمہ شہنشاہ انگلند و ہند خلد اللہ ملکہا

سنہ ۱۸۵۸ع مین ملکہ معظمہ یعنی کوئین وکٹوریا نے اس ملک کا انتظام کمپنی
سے لیکر اپنے ایک وزیر کے سپرد کر دیا اور اُنکے مدد کیواسطے بارہ صاحبان
جلیل الشان کی ایک کونسل بھی مقرر کر دی اسی وزیر کا لقب سکرٹری
اف اسٹیٹ فار انڈیا ہی سارا انتظام وزیر کے اختیار مین ہی وہی صاحبون
کو اس ملک کے عہدون پر مقرر کر کے وہان سے بھیجتا ہی اور یہان
پر گورنر جنرل کو باتفاق رای کونسل اختیار دے رکھا ہی گورنر جنرل کے
تحت مین مندراج ذیل بمبئی کے گورنر اپنی اپنی کونسل سمیت اور آگرہ اور
پنجاب کے لفٹنٹ گورنر اور بنگالے کے ڈپٹی گورنر اور اودھ اور ناگپور
کے چیف کمشنر مقرر ہین اور پھر سوائے پنجاب کے چارون گورنرون
کے زیر حکم چار چار صدر دیوانی اور صدر نظامت عدالت اور چار
بورڈ ریونیو اور انکے تابع ہر ایک ضلع مین کمشنر جج مجسٹریٹ کلکٹر وغیرہ
اپنا اپنا کام کرتے ہین پنجاب اور اودھ اور ناگپور مسیو مین صدر دیوانی و
نظامت کی جگہ جوڈیشل کمشنر اور بورڈ کی جگہ فنیانشل کا تقرر ہی

اور کمشنر کے نیچے اکثر ضلعون مین حاکم ضلع ڈپٹی کمشنر کہلاتے ہین کلکتہ
مندراج بمبئی مین انگریزون پر نالشات سننے کے واسطے عدالت
سپریم کورٹ مقرر ہی کلکتہ مندراج بمبئی ان تین احاطون کیواسطے کمانڈر انچیف
ولایت سے مقرر ہوکر آتے ہین لیکن کلکتہ والا کمانڈر انچیف دونون پر غالب
ہی اسوقت ہندوستان مین فوج گورہ اسّی ہزار سے کم نہین ہی فقط

رونق تانن

سرکار کے عمل سے جابجا سڑک اور ریل اور تار برقی اور چوکی تھانہ اور ضلعبندی
اور آمدرفت بلا مزاحمت اور اجراے کشتی وجہاز ونہر اور انتظام ملک
کے امین اور دارالشفا ومطابع اور اخبار اردو زبان اور انگریزی اور
مدرسہ اور ڈاک اور معافی محصولات اکثر اشیا سے اب ہند مین
رونق اور امن وآسایش بدرجہا زیادہ ہی زراعت کی بھی ترقی ہی مگر یہ
کیفیت سرکاری علاقون تک ہی رجواڑون کا حال کم کم بدلا ہی اور آپ
روز بروز بدلتا جاتا ہی چونکہ اکثر تجارت اہل یورپ کے ہاتھ مین ہی اور
اشیای ولایتی کے آگے اشیای ہند بیقدر ہوگئین سولے اسکے ہند
مین نوکری پیشہ بہت لوگ ہین جو اکثر بیکار ہین اسی وجہ سے تمام ہند
ہند کے صورت آسودگی کما حقہ نہین رکھتے مالدار اور امرا لوگ تن پروری

اور عیاشی کے سبب اپنے دخل و خرچ کا انتظام کم رکھتے ہین اس
وجہ سے جلد تباہ ہو جاتے ہین فقط

جدول ریاستہای ہندوستانی

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۱	اودیپور	۱۱۶۰۰	۱۲ لکھ ۵۰ ہزار	یہ ریاست قدیم ہی نوشیروان نے اپنی بیٹی کو دی واقع راجستان
۲	الور	۳۵۰۰	۱۸ لکھ	والی ریاست جوان سرکار سے اس سال مسند نشینی واختیار عطا ہوے واقع راجستان
۳	اندور	۸۰۰۰	۱۲ لکھ	انتظام اچھا والی ہوشیار
۴	اجی گڑھ	۰	۳ لکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۵	ارچھا	۰	۷ لکھ	ایضاً صدر ٹہری ہی
۶	بانسوارہ	۱۵۰	۲ لکھ	جنوب اودے پور
۷	برودھہ	۲۴۰۰۰	۷۰ لکھ	ملک زرخیز اور آباد والی عاقل و صاحب اثار
۸	بسہر	۰	۱ لکھ	
۹	بجاوہ	۰	۱۲ لکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۱۰	بوندی	۲۲۰۰	۱۰ لکھ	شہر لائق دیدہ زیب اور کٹاری یہانکی مشہور ہی
۱۱	بہاولپور	۲۰۰۰۰	۲۵ لکھ	انتظام خیریت والی حال بیدار مغز

نمبر شمار	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی بہ لاکھ	کیفیت
۱۲	بھوپال	۷۰۰۰	۲۵ لکھ	والیہ بڑی عاقل و ہوشیار انتظام قابل تعریف
۱۳	بھرت پور	۲۰۰۰	۲۰ لکھ	ملک آباد والی صغیر سن
۱۴	بیکانیر	۱۷۰۰۰	۲۰ لکھ	والی مہذب اور لائق و نام آور
۱۵	پٹیالا	۵۰۰۰	۲۵ لکھ	ملک آباد رعیت آسودہ اہلکار بڑے لائق والی شیار ہو
۱۶	پنا	۰	۴ لکھ	ہیرے کی عمدہ کان یہین ہی
۱۷	پرتاب گڑھ	۱۵۰۰	۲ لکھ	شجر کمیاب آب سراب
۱۸	ترلوانکوڑو	۵۰۰۰	۴ لکھ	ملک سیر حاصل زرریز ہی
۱۹	ٹونک	۱۸۰۰	۱۰ لکھ	حاکم حال بہت دیندار و متشرع
۲۰	جودھپور	۳۵۰۰۰	۱۷ لکھ	باشندے یہان کے افیونی اور والی شوقین خوش اوقات انتظام اہلکار رسمی
۲۱	جی پور	۱۵۰۰۰	۸۵ لکھ	والی عاقل بیدار مغز اہلکار لائق انتظام غنیمت
۲۲	جیسلمیر	۱۲۰۰۰	۱ لکھ	شہر اُجاڑ باشندے کم
۲۳	جیند	۰	۵ لکھ	والی مدبر و منتظم اہلکار اچھے
۲۴	چارکھاری	۰	۴ لکھ	عرف چرکھڑی والی صغیر سن
۲۵	چترپور	۰	۳ لکھ	
۲۶	چمبا سکیٹ مندی	۰	۵ لکھ	آب و ہوا صل علی

نمبر	نام ریاست	وسعت مربع میل	آمدنی سالانہ	کیفیت
۲۷	دتیا	۰	۱۰ لک	واقع بندیل کھنڈ
۲۸	دھارا	۱۰۰۰	۴ لکھ ۷۵ ہزار	دارالحکومت راجا بھوج و باجی راو پیشوا والی پونا
۲۹	دھول پور	۱۶۲۵	۷ لکھ	انتظام و اہلکار رسمی والی غافل و لیعہد قابل
۳۰	دیواس	۰	۴ لک	محلات قلعہ و مسجد و تالاب و مقبرہ حسین شاہ قابل دید ہی
۳۱	دونگر پور	۱۰۰۰	۴ لکھ	جھیل پر بند سنگ مرمر قابل دید
۳۲	ریوان	۱۰۰۰	۲۰ لکھ	انتظام غنیمت اہلکار کم والی عالی منش و جوانمرد
۳۳	رامپور	۷۰۰	۱۱ لکھ	ملک سیراب سیر حاصل انتظام چست والی قابل صاحب اختیار
۳۴	ساونت باڑی	۱۰۰۰	۲ لکھ	ملک کوہ و جنگل و بیٹھ تسلط سرکار راجا کو بعد منہائی صرف کے مابقی ملتا ہی
۳۵	سروہی	۳۷۰۰۰	۱ لکھ	سروہی کی تلوار مشہور ہی
۳۶	سمتھر	۰	۴ لکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۳۷	شکم	۱۶۰۰	۰	کوہ دار جنگ مشہور و مذہب بدھ آدمی بلا خبر
۳۸	فرید کوٹ	۰	۲ لکھ	قریب فیروز پور پنجاب ہی
۳۹	قرولی	۱۹۰۰	۵۰۰۰۰	والی صاحب حوصلہ
۴۰	کھلوار	۱۶۰۰	۱ لکھ	صدر بلاسپور ہمالہ پنجاب کوہ پر فضا دلکشا
۴۱	کپورتھلا	۰	۱۰ لکھ	ملک آباد رعیت شاد اہلکار خیر خواہ والی متین عاقل

نمبر	نام ریاست	وسعت میل مربع	آمدنی سالانہ	کیفیت
۴۲	کچھی	۲۰۰۰	۸ لکھ	جنگل وجھیل آب شور برسات عالم آب سیر عجیب نیرنگ نما
۴۳	کشمیر مع جمو	۲۵۰۰۰	۵۰ لکھ	والی عاقل اہلکار سرکار خیرخواہ ملک آباد رعایا شاد
۴۴	کشنگڑھ	۷۰۰	۳ لک	
۴۵	کوٹا	۶۵۰۰	۳۵ لکھ	ثلث اولاد ظالم سنگھ کو جسنے نابالغی اجا مین کام
		۳	۱۱	کیا سرکار نے دلادیا وہ جھالرا پاٹن مین ہین
۴۶	کوچی	۲۰۰۰	۵ لکھ	عرف کوچین اب تحت سرکار یہ شہر اور کوٹا کے محلات عمدہ
۴۷	کولاپور	۳۵۰۰	۵ لکھ	کوہستان مین لب دریا ہی
۴۸	گوالیر	۳۳۰۰۰	۸۰ لکھ	علاوہ جاگیرات کے مالوہ زیر رعایا آسودہ ملک آباد جنگل بھی ہی والی مدبر جرار شمس الامرا صاحب سپاہ فوج بمثل اہلکار لائق
۴۹	گھڑوال	۴۵۰۰	۱ لکھ	ملحقہ بسائر کوہستان
۵۰	مالیر کوٹھ		۲ لکھ	قدیم خاندان ہی
۵۱	منی پور	۷۵۰۰	۱ لکھ	باشندہ معتقد دیوی برہنہ وجنگلی کوہ کثیر تسلط سرکار
۵۲	میسور	۳۷۰۰۰	۷۰ لکھ	تسلط سرکار
۵۳	نابھہ	۵۵۰۰	۷ لکھ	والی عاقل یہ راج پنجاب مین ہی
۵۴	نیپال	۸۰۰۰	۳۲ لکھ	سرکار سے عہدنامہ وآشتی ہی

اودہ

تواریخہاے ہندو عموماً کتب سنسکرت سے مستنبط ہے کہ قدیمی نام اسکا اوتر کوشل ہے اور ابتداے آبادی منوجی موجد اصول دہرم شاستر سے بتاتی ہین اور دفتر شاہی اور انگریزی مین صوبہ اودہ لکہا جاتا ہے اور قدیم سے اودہ یعنی مقام اجودہیا دارالامارۃ وحاکم نشین رہا اور ہندو لوگ مولد و دارالسلطنت مہاراجہ رام چندر جی سے خاص اودہ اور اوسکے مضافات کو ایک مہاتیرت جانتے ہین عہد سلطنت مہاراجہ رام چندر مین اودہ کا دارالسلطنت اجودہیا تہا کہ جسکا طول ایک سو اٹہائیس کوس اور عرض چھبیس کوس تہا یہ ملک بسبب کثرت دریا اور ندیون کے ہندوستان کا گویا ایک باغ تہا کثرت آبادی و زراعت و مردم شماری و پیداواری و آمدنی مین ہندوستان کی اور بلاد سے جو اکثر مقابلہ ہوا سب باتون مین صوبہ اودہ کو ترجیح رہی پہاڑ بالکل نہین زمین ہموار اس ملک مین لاجورد کی کان ہے اور یہان کا لاجورد نہایت عمدہ اور صاف ہے۔

زراعت یہانکی نیشکر چاول افیون تو مشہور ہے باقی ہر قسم کی پیداوار اور پہول پہل فرون اور زائد اب انگریزی زمانے مین نیل روئی افیون کی زراعت کثرت سے ہو چلی ہے قبل تسلط اہل اسلام بطور خود یہانکے لوگ اپنا گذران قناعت سے کرتے تہے انقلاب عملداریون سے

کچھہ نکچھہ ہل چل ہوتی رہی علی الخصوص اخیر زمانہ تیموریہ مین بہت بڑا انتشیب و فراز
ہوا جو تواریخون سے خود معلوم ہوگا اب عہد انگریزی مین ہر ضلع تعلقہ داری
مین ایسا بندوبست ہوگیا ہے کہ سرکار کو اب کسی نوع کا دغدغہ نہین اور
ہمیشہ سے اس ملک مین معافی اور شکلپ بہی بہت ہے کہ اوس سے
گذارہ یہانکی خلائق کا ہوتا تہا دعاگو حاکم وقت رہتے تہے اور اپنی قسم
کے کمالات حاصل کرتے تہے اب اکثر معافیان اور جاگیرین حین حیات
ہین بڑے دریا و ندیان اس ملک کے یہ شمار کیے گئے ہین گنگا گہاگرا
گومتی راپتی سرجو وچوکا اور بہی بعض ندیان ہین جو بارہون مہینے روان
رہتی ہین مالگزاری کا بندوبست عہد شاہی مین اور اس زمانے مین
بہی نصفی کا ہے اور اب بندوبست پنجسالہ بہی کئی ضلعون مین ہوگیا تو بہی
قریب قریب ہے بندوبست بحال ہے رعایا اور ملک کی آبادی
اور بہتری ملائم بندوبست کے سبب سے متصور ہے۔ محاصل یہانکا
اگرچہ پنجسالہ ڈیڑہ کرور کا عہد شاہی مین مشہور ہے مگر کبہی ایک کرور بہی داخل
خزانہ نہوا اگر اب جو مالگزاری کا بندوبست سرسری کیا گیا ہے البتہ قریب
ایک کرور ۲ لاکھہ ہے سوائے لسکے اور آمدنی ملاکر کل مبلغ یک کرور ۲۹ لاکھہ
اسقدر ہین اس ملک مین اب سرکاری فوج بہی اکثر ہے اور پولس کے
بندوبست سے جنگی سپاہ کو زیادہ تر امداد اور کام کے دینے کی ضرورت

نہین ہوتی - اس زمانے مین دارالحکومت لکھنؤ کی حدود یہ ہین اوتر
کی طرف نیپال کی ترائی ہے اور دکن گنگا اور اودسپار کانپور کا ضلع جانب
شرق گورکھپور اور جونپور اور غرب فرخ آباد اور شاہجہان پور - اس ملک
مین قبل ۱۸۶۳ء چار کمشنری تہین اب صرف تین کمشنری رہ گئین لکھنؤ
خیرآباد فیض آباد ان تینون کمشنری کے ضلع ضلع کی مختصر یہہ کیفیت
ہے قسمت لکھنؤ کا پہلا ضلع

لکھنؤ

یہہ ضلع دارالحکومت اس صوبے کا ہے یہ شہر لب گومتی دکن رویہ
آباد ہے گومتی کی دونون طرف آبادی سے تخمیناً تین لاکھہ آدمی کی
بستی ہے ۲۶ درجہ ۵۱ دقیقے اونتر عرض ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول
مین دارالامارۃ کلکتے سے گوشۂ شمال اور مغرب کی طرف بسا ہوا ہے -
اصل نام اسکا لکھن نامی بتلاتے ہین - اور بعضے لوگ ایسا بھی کہتے
ہین کہ نیمشارن جہان بھوت جی ساٹھہ ہزار متیون یعنی زاہدون کے
ساتھہ جلسے مین پران سناتے تھے اسی مقام پر تہا اصلی نام اسکا لکھن
ناوتی ہے - اور بعضے لچھمن پور کہتے ہین اصل دونون کی ایک ہی ہے
یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا شہر لکھنؤ کی دارالحکومت
ہونیکا دعوی ہر چند جلوس نواب آصف الدولہ سے ہے جسکو عرصہ اسّی برس کا

ہوا ہے مگر مدت مدید سے یہ شہر از بس معظم اور مشہور شہر ہاے اودھ سے
تھا فی زماننا جہان شہر لکھنؤ آباد ہے اوس مقام پر ۶۴ دہات آباد تھے
جنکے نام اسماے محلات سے جو اونکی جگہہ آباد ہین معلوم ہوتے ہین
اور مابقی دہات کے نام و نشان مفقود ہو گئے ہین اور بجز کتب قدیمہ
اور کسی علامت سے اونکے نام دریافت ہو نہین سکتے تا ف شہر لکھنؤ وہ
بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے جہان ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب
موجود ہے اور جسکو بنام لچھمن ٹیلہ مشہور کرتے ہین اس جانب یعنی بجانب
ٹیلہ مذکور کے ایک گانون بنام لچھمن پور آباد تھا اور اوسی گانون کے
نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ شہر اجودہیا
جبکہ خاندان راجپوتان سورج بنسی اس شہر مین حکمران تھے ایسا بڑا
وسیع شہر تھا کہ آبادی شہر اجودہیا سے جواب آباد ہے شہر لکھنؤ تک
بلا فاصلہ آباد تھا۔ یہ روایت اس وجہ سے قرین قیاس ہو سکتی ہے
کہ لچھمن جی جو آباد کنندہ لچھمن پور کے تھے بھائی سری رام چندر کے تھے
جنھون نے اجودہیا کو آباد کیا تھا اور یہ دونون بھائی کبھی جدا نہوتے
تھے اس نظر سے ظن غالب ہے کہ دونون نے آبادی اپنے اپنے
شہر کی بھی متصل ایک دوسرے کی ہو غالب ہے کہ آبادی لچھمن پور
کی برہمنون کی تھی اور چند خاندان شیخ جو ۶۰ھ مین ہمراہ فوج سپہ سالار

غازی میان برادرزادۂ محمود غزنوی اونکو مغلوب کرکے خود اونکے ملک پر
متسلط ہوگئے تھے اوس وقت مین اہل اسلام اس ملک مین آکے تھے
گو اب ہر ایک خاندان اہل اسلام بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فوج سپہسالار کے
یہان آکے ظاہر ہوا اونکی آمد اور قیام اس ملک مین بتدریج ہوا ہوا اور غالب
کہ سنہ ۱۰۰۰ برس کے عرصے سے آبادی اونکی یہان قرار پائی ہو یہ خاندان شیخ
جو ہمراہ سپہسالار کے آیا تھا اونہون نے ملک مین بڑی عظمت و شان
پیدا کی یہانتک کہ فوج مین سے اونکے خاندان کے کئی شخص علاقہ صوبہ داری
پر ممتاز ہوگئے تھے اول اول لوگون نے تجویز تعمیر قلعے کی کری اور یہ
قلعہ استحکام مین بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اوس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہان اب
قلعہ مچھی بھون مشہور ہے ۔ اور روایت اسطرح پر مشہور ہے کہ اوسکی تعمیر ایک
اہیر کے ذمے تھے جسکا نام لکھنا تھا اس وجہ سے اوسکو قلعہ لکھنا کہتے
تھے اور جو کہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور کثرت اشخاص اوسمین
تھی اسلیے اوسکے گرد و پیش مین اکثر آبادی ہوگئی اور یہ دونون آبادی
کے نام یعنی بجمین پور اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہوکر لکھنو ہوگیا اب یہ امر
تحقیقاً معلوم نہین ہوتا کہ یہ نام لکھنو اس آبادی کا کب کہا گیا مگر اسمین شک
نہین کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر شاہ بنام لکھنو مشہور تھی شیخان لکھنو ایک قصہ
اثبات بزرگی اس شہر کا بیان کرتے ہین کہ جب سنہ ۹۴۰ ع مین ہمایون بادشاہ

واسطے جنگ شیر شاہ بادشاہ جونپور کے جو بعد ازان شہنشاہ دہلی ہو گیا رہا ہے
اور اثنائے راہ مین بمقام لکھنو چار گھنٹے استراحت فرمائی تھی باوجود اسکے کہ
فوج شکست خوردہ و دل شکستہ تھی اور ایسے وقت مین رعایا بھی فرمانبردار نہین
رہتی مگر تاہم اس عرصے قلیل مین فوج مذکور نے واسطے شہنشاہ کے دس ہزار
روپیہ اور پچاس راس اسپ بہم پہونچائے تھے اس قصے مین ہر چند مبالغہ ہو
مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اوس زمانے مین بھی شہر لکھنو آباد و مالدار تھا غرض کہ
زمانۂ آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی بڑھتی گئی بلکہ کسی زمانے
مین آدمیون کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت مین پانچ لاکھ سے زیادہ سکونت
بتاتے ہین اس شہر مین کتنی سرائین بہت سے کٹرے اور ٹولے اور
محلے آباد ہین جس محلے مین شیخ مینا صاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلہ بوسمار
ہو گیا لیکن درگاہ موجود ہے اکثر لوگ پنجشنبے کو فاتحہ کے واسطے وہان جاتی ہین
سوا اسکے اور بھی زیارت گاہ اہل ہنود و اہل اسلام کی ہین جنکی تفصیل طول ہے
— باغات اس شہر مین اکثر اور میوجات ہر قسم کے نہایت تحفہ انبہ و خربزہ
اور کوئے مشہور ہین — کوچے یہان کے تنگ اور غلیظ مگر اب صفائی
شہر کے لیے کمیٹی سے تدارک ہوتا جاتا ہے اور اب سڑکین بھی وسیع اور
فراخ نکلی ہین اور نکلتی جاتی ہین اور اب بھی اس ٹوٹی پھوٹی حالت پر شہر کو
کسی بلند مقام سے دیکھا جاے تو جہانتک نظر جاے وہانتک درخت

بلند مینار گنبد اور عالی شان مکانات اور بعض جگہہ چمکتی ہوئی سنہری کلسیان
نظر پڑتی ہین - حسین اباد اور چوک مین اچھی رونق ہوتی ہے - عہد
شاہی مین حجامون تک کے بدن پر دوشالے اور حلال خورون کے
پاؤن مین ٹاٹ بافی جوتی موجود تھی بھنگے گھر مین چولہے پر توا بھی نہ تھا وہ
بھی بازار مین سینے پہرتے تھے لفافہ تو اس شہر کا مشہور اور ابھی تک
یہان کے امرا اور رؤسا اور اہل وثائق سے شہر کی شان و شوکت کچھہ
مشتے نمونہ از خروارے باقی ہے - ہر قسم تجارت کی جنس موجود انگریزی
عملداری سے پہلے بادشاہی مکانات کے بڑی طیاریان رہتی تہین
قرینہ اور سجاوٹ دیکھکر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تھی جھاڑ کنول شیشہ
اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو قصر جمشیدی کی شان و شوکت اوس سے
عیان ہو فرح بخش مبارک منزل اندر اسن موتی محل شیش محل حسین اباد
کتب خانے لائق دید تھے اب بھی جو کچھہ مسماری و منہدمی سے محفوظ رہی
جسکا بیان آخر مین زیر کیفیت مکانات کے درج ہوگا قابل دید ہین
محرم یہان کا مشہور عالم ہے امام باڑے ایام محرم مین نور کے قبے نظر
آتے ہین خصوصاً حسین اباد - لوگ لکھنو کے تراش و خراش بول چال
مین اور شہرون کی زبان کو اپنے برابر نہین جانتے بلکہ عموماً اتفاق ہے
کہ جیسا یورپ مین فرنچ ویسا ہی ہند مین لکھنو ہے - میلے بھی بہت کثرت

سے ہوتے ہین مثل عیش باغ اُنھون کا میلہ سورج کنڈ نوچندی اور باقی حال
باشندون کا آخر مین لکھا جائیگا اس ضلع مین اگرچہ چھوٹے چھوٹے
قصبے بہت ہین مگر کاکوری کرسی ملیح آباد کاکوری کے مسلمان رئیس
بڑے نامور خدمات سرکاری پر اکثر جگہہ ممتاز اور عموماً اس قصبے کے
لوگ فارسی عربی مین مہارت کمال رکھتے ہین نواح شہر کی زمیداری مین
البتہ فائدہ آمدنی ترکاری وسبزی کی بہت زیادہ اور ہر موسم کی چیزین
فصل سے آگے اس شہر مین آکر فروخت ہوتی ہین دارالحکومت عمل
انگریزی مین بدستور لکھنو ہی قرار پایا صاحب چیف کمشنر بہادر ہمیشہ
جگہہ پر تشریف رکھتے ہین اس ضلع کے تعلقہ دار بھی اکثر شہر کی نزدیکی کے
سبب سے خوش وضع و پرتکلف ہین ـــــ زمین اس ضلع کی اوسط
درجے کی ہے ـ حضور تحصیل لکھنو کرسی موہن لال گنج ملیح آباد
یہ چار تحصیل ہین ـ

دوسرا ضلع دریا باد

اسکا صدر مقام لکھنؤ سے ۲۰ میل نواب گنج بارہ بنکی مین ہے یہ ایک قصبہ مختصر سا ہے اب ایک سرائے پختہ نئی زیر اہتمام اہلکاران سرکاری تعمیر ہوئی ہے آب وہوا اس ضلع کی بہت اچھی زراعت پر فلاحت ہے تعلقدار بھی اس ضلع کے نامی گرامی رعایا خوش اور اکثر تعلقہ دار اہل اسلام سے ہین جنگل کم ندیان اور جھیل سے سارا ضلع سیراب اور مقام ستر کھ مین ایک میلہ بھی ہر سال ہوتا ہے اور اب لکھنؤ سے نواب گنج ہوتے ہوے فیض آباد تک سڑک پختہ طیار ہوگئی ہے اور ایک اسکول بھی زیر اہتمام ضلع کے جاری ہے اور اس ضلع مین تحصیل ہاے مفصلۂ ذیل یہ ہین نواب گنج حضور تحصیل ردولی دریا باد رام نگر +

تیسرا ضلع راے بریلی

یہ مقام لکھنؤ سے ۴۵ میل جانب مشرق مائل جنوب واقع ہے قصبہ پرانا مکانات کہنہ اور یہ ضلع قبل از تجویز جدید مقام کنتوری بیواڑہ بھی رہا زمین عموماً اچھی اور ہر طرح کی قابلیت زراعت اور تعلقہ دار بڑے بڑے ہین اور آسودہ اور مرفہ الحال ہین لیکن ہندو خصوص

راجپوت کثرت سے ہین شاہزادہ سہدیو سنگہ خلف سردار شیر سنگہ
مہاراجہ پنجاب کو اس ضلع مین جاگیر عطا ہوئی ہے اسلیے وہ بھی
یہان رہتے ہین اور بعض بعض انگریز جو اس ضلع مین تعلقدار
ہین اونھون نے نیل اور پنبہ کی زراعت مین توجہ کی ہے
راے بریلی ولکھنؤ بہار حیدرگڑہ یہ چار تحصیل ہین +

چوتھا اونام

لکھنؤ سے ۴۰ میل جنوب اسکے گنگا اسکے پار کانپور ہے
صدر مقام اسکا اونام ہے بندوبست پختہ سے رفاہ رعایا برایا
ہوا ہے تعلقہ داری بہت کم ہندو مسلمانکی آبادی ہے برہمن اور
راجپوت زیادہ ہین عموماً اوسط درجہ کی زمین خاص مقام اونام
شیخون کا آباد کیا ہے شاید یہ پرانے خاندان شیخون سے ہین اور
اب بھی اونکے خاندان سے لوگ موجود ہین اس ضلع کا انتظام
بہت اچھا اور رعایا کمال خوش حضور تحصیل اونام نواب گنج
پورہوا صفی پور یہ چار تحصیل ہین +

قسمت خیرآباد

ضلع ہردوئی

مقام ضلع کا خاص ہردوئی لکھنؤ سے ۸۰ میل ہے یہ ضلع بہت وسیع ہے
حدود شمالی ملحق ہین فرخ آباد اور جنوبی حد گنگا سے ملتی ہے یہ ضلع
کی زمین متوسط آدمی بھی عموماً اچھے اور بانگر جہان کے چوز مشہور
ہین اسی ضلع مین واقع ہے اس ضلع مین اچھے اچھے قصبے
بلکہ بطور شہر آباد ہین سندیلہ بلگرام شاہ آباد گوپامو کٹیاری
لیکن ضلع کا دار الحکومتہ بہت خراب موقع پر آباد ہے اہل معاملہ
کو بوجہ نہونے گھرونکے تکلیف ہوتی ہے لیکن اب آباد ہوتا
جاتا ہے جنگل بھی اکثر واقع ہین اور بہت کچہ نیلام بھی ہوگئے
اور اونمین آبادی ہوتی جاتی ہے ہندو و مسلمان دونون مذہب
کے رئیس اعظم تعلقہ دار ہین چودہری حشمت علی رئیس سندیلہ
اور راجہ ہردیو بخش کٹیاری کے بڑے عالی نژاد اور نامور ہین
سوا انکے اَور اَور بھی رئیس تعلقہ دار خصوصاً اہل اسلام سے
زیادہ تر با وضع اور پر تکلف ہین اب اس ضلع مین مدرسہ
حاکم ضلع کے اہتمام سے اجرا ہے اور ترقی پر ہے ہیڈ ماسٹر
اور مدرسون کی لیاقت قابل تعریف ہردوئی حضور تحصیل
شاہ آباد سندیلہ بلگرام یہ چار تحصیل ہین +

دوسرا سیتاپور

مقام دارالحکومتہ کمشنری وضلع کا ہے خیرآباد سے جانب شمالی
۶ میل لکھنؤ سے ۶۰ میل ہے حکام کی نیک نیتی سے اس ضلع
مین یوماً فیوماً برکت ہے تعلقدار اور رئیس قدیمی ہے یہ ضلع
گلزار ہے زمین بہت اچھی گنجایشی کئی قصبہ نامی مثل خیرآباد
باڑی بسوان رامپور اور ضلع کے صدر مقام سے کچہ فاصلے
پر مصرکھ اور اوسکے قریب نیمسار مین یہ دونون مقام متبرک
اور پرانے ہین اور نیمسار ن وہ مقام ہے جہان سوت جی نے
پوران سنایا گومتی اوسکے تلے بہتی ہے اسکے نزدیک ایک حوض
برہادرت نام کا ہے اسکا پانی اندرہی اندر جوش کھاکر ایسا چکر
کھاتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہین کہ اوسمین غوطہ لگاسکے یہی
وہ مقام منہود کے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے جب بید
اور پوتھیان علوم وفنون کی جو ضائع ہوگئین تھین اس مقام
پر اونکی از سر نو ایجاد ہوئی اور حضرات رشیت کیش پاک باطنون
کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی سنسکرت کی پوتھیون کا ظہور
ہوگیا اوسکے قریب ایک سرچشمہ ہے کہ وہ گومتی مین ملتا ہے
ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے چاول

اوزہون کا سامان اوسمین چھوڑ رہتے ہین اوسکا نشان نہین ملتا
اور بھی اکثر عقائد مذہبی کی وجہ سے باتین مشہور ہین نمسارن
مصرکھہ کا ہر سال مین جب کوئی پرب ہوا میلہ ہوتا ہے اور
معمولی میلہ ہر سال بڑی دھوم سے ہوتا ہے کئی سال سے
حاکم ضلع اور صاحب کمشنر کی عنایت سے خیرآباد کے مقام پر ایک
میلہ ہوتا ہے اس مین گھوڑے اور مویشی کثرت سے بکنے کو
آتے ہین اور یہ قصبہ خیرآباد بہت قدیمی اور اکثر رئیس یہانکے
نامور اور سرکاری خدمتون پر مامور ہین مکا خیاط کا امام باڑہ
مشہور ہے نیشکر کی زراعت بہت اور کئی مقامون پر کھنڈ سال
بھی ہے بسوان مین قالین بنائے جاتے ہین اور تمباکو بھی اچھا
ہوتا ہے اور محمود آباد کی ریاست اس ضلع مین بڑی ہے یہ
چار تحصیل کے مقام ہین حضور تحصیل سیتا پور بسوان
باڑی مصرکھہ ٭

تمسیر الکھیم پور

لکھنؤ سے فاصلہ تخمیناً ۶۰ میل سیتا پور کے اوتر ۲۴ میل پر
دارالحکومتہ ضلع ہے شمال اور غرب مین بہت بڑی حدود اسکی
پیلی بھیت اور شاہجہان پور اور بریلی اور مشرق مین بہرایچ

اور دریا باد کا ضلع ہے تعلقدار اور راجہ پورانے پورانے ہین
زمین متوسط جنگل بکثرت اور شکاری جانور اس جنگل مین بہت
اور جانب شمالی ضلع مین بیماری ہمیشہ رہتی ہے اور گوکرن ناتھ
مہادیو کا مقام اس ضلع مین بہت متبرک گنا جاتا ہے دو میلے بھی ایک
سال مین ہوتے ہین اور معتقد مدہا کوس سے آتے ہین
حضور تحصیل لکھیم پور علی گنج محمدی یہ تین تحصیل ہین +

چوتھا بہرایچ

لکھنؤ سے بفاصلہ ۸۰ میل اوتر کی جانب ہے اس ضلع مین
بڑا علاقہ تعلقہ داری راجہ کپورتھلہ یعنی علاقہ بونڈی ودرگا پور
اور بھی بڑے بڑے تعلقدار ہین حدود شمالی اس ضلع کی نیپال سے
ملتی ہوئی ہین یہ ضلع گھاگھرا اور راپتی ندیون کی وجہ سے
بالکل سیراب جنگل کی کثرت و گرنٹ بھی بہت ہے اور پیداواری
سب قسم کی ہے لیکن دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے سرجو
اس ضلع کے تلے بہتی ہے سید سالار مسعود غازی کی درگاہ اور
رجب سالار کا مقبرہ اسی جگہ ہے سنتے ہین کہ رجب سالار
تعلق شادی کے بھائی تھے اور سید سالار مسعود غازی کے حال مین اختلاف
ہے صحیح قول یہ ہے کہ قوم کے سید لیکن سلطان محمود غزنوی سے

بھی قرابت رکھتے تھے اور بعض کا یہ قول ہے کہ پٹھان تھے لیکن شہید
ہوئے غرض درگاہ اونکی اہل عالم کی زیارت گاہ ہے سال مین ایک بار بڑا
میلا ہوتا ہے دور دور سے لوگ مینڈلی کے ہمراہ آتے ہین کتنے ہی
سیاح بیوپاری بھی آتے ہین اقوام ارزال لال لال نیزون کے ساتھ
ہزارون ڈفالی گاتے بجاتے ساتھ لیکر اپنی اپنی بستیون سے نکلتے
ہین غرض جیٹھ کا پہلا اتوار اس میلے کا دن ہے عقائد مذہبی وجہالت
سے معتقدین انواع واقسام کی حرکات سے اس میلے مین شریک
ہوتے ہین صدر تحصیل بہرائچ صاحب پور ماں ارہ یہ تین
مقام ہین ٭

تیسری کمشنری فیض آباد

پہلا گونڈہ

دارالحکومت ضلع کا ہے لکھنؤ سے فاصلہ ۶۰ میل فیض آباد سے
۲۴ میل شمالی ہے ۔ گھاگھرا کے کنارے کنارے یہ ضلع گورکھپور
تک آباد ہے پیداوار ہر قسم روئی ونیل کی زراعت کے لائق
زمین بہت ہے مہاراجہ دیبیجے سنگھ صاحب بہادر بلرام پور کا
تعلقہ اسی ضلع مین اور ایک حصہ تعلقداری مہاراجہ مانسنگھ صاحب
بہادر قائم خنگ یعنی علاقہ تلسی پور بھی ہے ۔ خنگا افتادہ بھی ہے

بڑے بڑے تعلقہ سوائے مہاراجہ بلرام پور و مہاراجہ مانسنگہ صاحب
بہادر کے بہت کم ہین آب و ہوا اچھی و مفرح ہے ۔ یہ مقامات
تحصیل ہین حضور تحصیل گونڈہ اوترولہ سعداللہ نگر طرابگنج

فیض آباد

لکھنؤ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ضلع کا دارالحکومتہ لب گھاگھرا
واقع ہے پرانا شہر دارالامارۃ اودہ مقام بنگلہ کے نام سے
۳ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے یہ مقام ہندؤن کے عقائد مین
بڑا متبرک ہے دیس دیس کے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے
ہین کیونکہ مولد و دارالحکومتہ مہاراجہ رام چندجی کا ہے مرتاضون
کی اب بھی کثرت ہے ہنومان گڑھی اسی مقام پر ہے اب سرکار
سے مذہبی امور مین مراعات ہین ہر سال رام نومی یعنی چیت
کی نومی کو بڑا ہی میلا ہوتا ہے مہاراجہ مانسنگہ صاحب بہادر قائم خنگ
اور اونکے خاندان سے اکثر مقامات گھاٹ اور دیوستھان
یادگار ہے اندنون بھی مہاراجہ صاحب کی اعانت سے اسکول
اور ایک مدرسہ آموزش مذہبی فرائض کا جاری ہے جسکا مصارف
ہزار روپیہ ماہواری مہاراجہ موصوف نے اپنی ہمت عالی پر کیا ہے
فیض آباد کے قریب دو بڑی قبرین ہین طول اونکا سات سات

آٹھ آٹھ گز سے کم نہین عوام اونکو حضرت شیثؑ اور حضرت نوحؑ سے منسوب کرتے ہین اور ہر پنجشنبہ کو اکثر لوگ وہان جاکر فاتحہ پڑہتے ہین ۔ اور بعضون کے نزدیک رتن پور مین کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سلطان سکندر لودی کے عہد مین تھا بنارس کے مقام مین عقائد ہنود مین عبادت کرتا رہا فقرا کے نزدیک موحد صاحب کمال تھا چنانچہ اوسکے طبعزاد اکثر دوہرے اہل مذاق کے ورد زبان ہین ۔ شجاع الدولہ کے عہد کی آبادی بہت بتاتے ہین اور اب لکھنؤ سے اوتر کر صوبہ اودہ مین یہ شہر ہے ملک سیراب اور ہر قسم کی پیداواری وزراعت ہوتی ہے مہاراجہ مان سنگہ بہادر کا صدر علاقہ اس ضلع مین ہے اور یہ چار مقامات تحصیل ہین فیض آباد اکبر پور دوست پور پرتہی پور +

سلطان پور

یہ ضلع شرقی وجنوبی حد فیض آباد سے بفاصلہ ۳۰ میل اور لکھنؤ سے بہ فاصلہ ۸۰ میل واقع ہے متوسط کیفیت ضلع ہے اور اشخاص ورعایا اچھے اور بڑے تعلقدار اس ضلع کے راجہ بادھو سنگہ صاحب بہادر گڑہ امیٹھی کے ہین زمین بہت اچھی قابلیت ہر قسم کی گومتی اور کئی ندیان اس ضلع مین ہین اور مقامات تحصیل

یہ ہین حضور تحصیل سلطان پور اینٹھی انھونا موہن گنج

پرتاپ گڑہ

یہ ضلع لکھنؤ سے بفاصلہ ۱۲ میل واقع ہے ضلع کا دار الحکومتہ بیلا گھاٹ ہے جنوب الہ آباد شرق جونپور حد ہین بلکہ صوبہ اودہ کی شرقی حد اس ضلع کی حدون پر ختم ہے یہ ضلع سب طرح سے اچھا رعایا آباد تعلقدار شریف وخوش اور بندوبست پختہ ہوتا جاتا ہے اور یہ مقامات تحصیل ہین حضور تحصیل بیلا گھاٹ پٹی بلکھر بہار سلون +

انتباہ

یہ کیفیت نہایت ہی مختصر ہے دوسری کتاب مفصل حالات ملک اودہ مین عنقریب طبع ہونے والی ہے اوس سے مشرح معلوم ہوگا ۔ عہد شاہی مین یہ انتظام اضلاع نتھا صرف سرسری طور پر نظامت کبھی چار کبھی پانچ اور اون کے نیچے کے چکلہ دار ہوتے رہے اور مالگزاری کا انتظام تو کبھی نتھا اب سرکاری عملداری مین ہر جگہ آبادی وزراعت کی کثرت اور فضل الٰہی سے تولید وتناسل حضرت بنی آدم کی بھی افزایش اللھم لو یا فیو مامزید +

نواب سعادت خان برہان الملک

صوبہ داران اودہ کی ریاست کا موروث اعلی یہہ نواب ہوتے کہتے ہین کہ اصلی نام اس
نواب کا میر محمد امین میانہ نیشاپوری زمانہ دولت بہادر شاہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ع شاہجہان آباد
مین آیا اور عہد دولت محمد شاہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۱۹ع مین جبکہ دہلی مین ہنگامہ نادر شاہی ہوا تھا
تو اسوقت مین اتفاقات و انقلابات وقت سے مقرب درگاہ بادشاہ ہوگیا بلکہ
خدمتین پسندیدہ اس سے ایسی وقوع مین آئین کہ مترصد عہدہ وزارت کا تھا
چنانچہ اوسوقت مین عملداری اودہ مین ہر مقام پر بے انتظامیان ہورہی تھین
واسطے انتظام صوبہ اودہ کے مامور ہوکر آئے اور عہدہ سابق بھی بدستور بحال
رہا اس صوبے مین اوسوقت پشتہا پشت سے خاندان شیخ نواب عبدالرحیم خان
جو عہد اکبر مین صوبہ دار تھے زمیدارانہ اس صوبے پر قابض و متصرف تھے
بلکہ اس صوبے کی آمدنی بالکل خورد و برد کرتے اور زمانہ کا رنگ دیکھکر در پردہ
سرکش ہورہے تھے جبکہ نواب برہان الملک اس صوبے مین پہونچا تو لکھنو
مین آکر ٹھہرا اور بوجہ سد راہ ہونے شیخ زادونکے کنارہ شہر مین بھی داخل
نہوسکا اور کئی مہینے تک لکھنو کے اکبری دروازے کی جنوبی جانب
خیمہ زن رہا اور کوئی تدبیر موافق حال نہوئی تو عیاری کو کام مین لایا شیخزادونسے
ربط اتحاد بڑہایا کہ خیال عداوت یکقلم مخالفون کے دل سے مٹایا بعد چندے

سعادت خان برہان الملک



ایک جشن مین شیخزادونکی دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ جمعیت کثیر سے ساتھ
ہزارآدمیون کے ضیافۃ مہمان ہوے یہ موقع اور قابو پاکر کمین گاہ سے معہ
افواج سوارون کے حملہ آور ہوا اور ساری جماعت کو مع اونکے سردارون کے
اوسی جگہہ ہلاک کرنے لگایا اور پھر سارے صوبے مین قابض ہوکر انتظام مہمات
مین نامور ہوا ۔ ایک روایت ہے کہ شیخون نے داب حکومت اور سیاست
دکھلانیکو واسطے محلہ مین دروازے پر شمشیر برہنہ لگادی تھی کہ جب بادشاہ
کا صوبہ دار یا حاکم صوبہ داری اودہ پر مختار و مامور ہوکر آتا تھا تو اپنی دلیری اور
شجاعت سے اوسکو تنگ کرتے تھے اور اوس سے اوس تلوار کا
سلام لیا کرتے تھے ۔

۔ جب برہان الملک کا قبضہ اور تصرف شہر مین کما حقہ ہوا فورا اوس تلوار
کو پھکوادیا اور بعد اوسکے بے کھٹکے اس صوبے پر متسلط رہا اوس زمانے
مین پچاس لاکھہ روپیہ محاصل صوبہ تھا اور عہد برہان الملک مین صوبے کی
یہہ حدین تھین ۔ دکھن گنگا ۔ شمال دریاے رپتی و ترائی نیپال
۔ شرقی محل عظیم اباد ۔ مغربی شاہ اباد محصہ فرخ اباد ۱۱۵۱ ہجری مین
شاہ جہان اباد پہونچکر بعد ہنگامہ نادرشاہ وفات پائی اور شاہجہان آباد
۔ بیچ محلہ یہہ مکان لکھنو مین شیخزادونکی حکومتگاہ تھی شاید مچھی بھون سے متصل
واقع تھا اب زنام سے نہ نشان ۔

مین دفن اور راجہ جی سنکہ اسکے زمانے مین کارپرداز تہا قطعہ تاریخ
ہوئی جسبدم کتاب امجد عمر ادیب مرگ کی ہاتہ شعر دبیر پر تاریخ کی جو فکر شایان
ہو سال اسمہی سے اوکی ظہر قلم نے دال ملفوظی کی اعداد کہی اسم سعادتخان سے باہر

مرزا محمد مقیم ملقب بلقب نواب صفدر جنگ

باپ اس نواب کا نواب جعفر علی خان داماد ہمشیرزادہ نواب برہان الملک کا تہا
نواب برہان الملک کی صوبہ داری نسبت اور صوبہ داروں کے اودہ مین زیادہ استحکام
سے رہی اسواسطے اونکے خاندان مین اس صوبے نے زیادہ ترقیام
پکڑا اور اپنا نقشہ جمالیا بعد انتقال برہان الملک کے ۱۱۵۱ ہجری مین
نواب صفدر جنگ قائم مقام برہان الملک کے حضور بہادر شاہ شاہجہان اباد
سے ہوا اور وزارت کا منصب بہی حاصل کیا یہ نواب بڑا ہی دلیر اور صاحب
تدبیر تہا اور مقرب بادشاہ دہلی رہا جب احمد خان ابدالی کی شورش ہندوستان
مین ہوئی اور مثل نادرشاہ کے ہندوستان مین آکر ایک تہلکہ ڈال دیا تہا
ہمراہ لشکر شاہی برفاقت شاہزادہ احمد صفدر جنگ نے وہ داد شجاعت دی
کہ اور بہی مقرب درگاہ ہوا اور بعد فتح پانیکے شاہزادہ موصوف معہ صفدر جنگ
دہلی کی جانب روانہ ہوا کہ اسیاثنا مین خبر وفات محمد شاہ کی معلوم ہوئی یہ خبر
اضافہ ہوئی تہی کہ صفدر جنگ نے چتر شاہی احمد شاہ کے سر پر پہرایا مع

نواب منصور علیخان صفدر جنگ



مع ارکین درگاہ جوہر کاب شاہزادہ تھے سبھون نے نذرین تخت وتاج کی دین
کہ اس جلدو مین عہدۂ وزارت حاصل ہو لیکن اکثر امراو ارکین سلطنت کہ جو
پشتہا پشت سے مقرب درگاہ تھے اس خدمت وزارت صفدر جنگ سے
ناخوش ہوے اور درپی استیصال صفدر جنگ تھے لیکن صفدر جنگ کا
عروج تھا کسی دشمن کی پیش نگئی بلکہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین کمال اولوالعزمی سے
مخالفان روہیلہ کو فریب سے قتل کرا اپنا قبضہ اور دخل کرلیا راجہ نولراے کو
اپنا نائب مقرر کرکے اس جگہ پر چھوڑکر خود صفدر جنگ روانہ شاہجہان اباد
ہوا چند روز کے بعد پٹھانون نے یورش کی اور راجہ نولراے اوسی
ہنگامے مین کام آئے اور یورش کی خبر پاتے ہی صفدر جنگ نے
باعانت سورج مل جاٹ راجہ بہرتپور و مرہٹہ وغیرہ کی جمعیت کثیر کے ساتھ
پھر مقابلہ پٹھانون کا کیا پٹھانون کے افسر احمد خان و رستم خان برادر
قائم جنگ کے تھے اس ہنگامے مین لاکھون آدمی کا کشت وخون ہوا
اور رستم خان مارا گیا اور صفدر جنگ سلمٹ کو جاکر شاہجہان اباد کو پھر گیا
اور بقیہ فوج مشکل سے جانبر ہوکر روانہ الہ اباد ہوئی پھر اودہ اور فرخ اباد ان
دونون صوبون مین روہیلہ گردی سے روز حشر نمودار تھا سارا ملک تاراج
ہوگیا شہر بنارس بچ گیا وہان کے مہاجنون نے شہر کی حفاظت
اور بچانیکے واسطے دو کرور روپیہ پیشکش کیا کہ روہیلون کی بدانتظامی اور

طمع نفس سے لکھنو کا انتظام جاتا رہا اور شیخ معزالدین نے اپنے قبضے اور تصرف مین کرلیا
ساکنان لکھنو اور نواح اوسکے نے آکر پٹھانون کو تہ تیغ کیا اور علاقجات پر بخوبی
مسلط ہوگئے اور صفدر جنگ کو اطلاع دی کہ یہہ وقت ہے کہ روہیلون سے
عوض لیجے چنانچہ صفدر جنگ نے باجی جی بہاو و مہاراو کہ بجمعیت کثیر اسی ہزار اٹاوہ
مین تھی اونکی معیت سے احمد خان وغیرہ روہیلون فرخ آباد کے اس پار گنگا پار اوتر کر
خوب ہی خبر لی اور مرہٹون نے کہ معاون صفدر جنگ تھے اور واسطے صلح کرادینے
احمد خان روہیلے کے صفدر جنگ سے دونون طرف سے دو کرور روپیے نقد پاسے اور
ملک کو لوٹ گئے اور الہ آباد اور اودہ کے صوبے کا انتظام و تسلط خاطر خواہ کرکے صفدر جنگ
پھر شاہجہان آباد کو لوٹ گیا بسکہ ارکین سلطنت امراے حضوری بادشاہ نے صفدر جنگ
کیطرف سے بادشاہ کو آشفتہ کر رکھا تھا صفدر جنگ تنگ ہوکر اپنے ملک مقبوضہ مین چلا آیا
اور دو برس تک اس صوبہ اودہ مقام فیض آباد دارالحکومت کی سیر کی ۱۷۵۹ء مین
وفات پائی اور فیض آباد مین لاش اوسکی سپرد زمین ہوئی اور وہان سے شاہجہان آباد مین قریب
درگاہ شیخ فریدالدین گنجشکر کے دفن کی گئی اور استخوان اوسکی کربلا بھجوائی گئی نائب لالہ تاریخ
وفات منصور علیخان آہ ای مدت ریاست بیس برس **تنبیہ** صفدر جنگ کے
زمانے مین سلطنت اسلام ہند کا زور ہر روز گھٹتا گیا ہر ایک صوبہ دار بجای خود حاکم
و نواب ہو بیٹھا مرہٹون اور جاٹون اور سکھون نے جدا جدا شورشین کین تمام ہندوستان
پامال اپنے تراجی ہوگیا اور مہین لاکھون بنی آدم کا کشت و خون ہوا قضا نے خوب رستخیز دکھائی تھی

بیان جنگ میر قاسم خان ناظم بنگالہ با انگریزان

نواب شجاع الدولہ بہادر کو جو سرکوبی سرکشان بندیل کھنڈ تلوون سے لگی ہوئی
تھی اس مرتبہ باحسن الوجوہ عمل مین آئی یعنی وہ سنہ کو پونہچے اوسوقت ناگاہ
میر قاسم خان ناظم بنگالہ نے کہ انگریز کے ہاتھون سے شکست پائی تھی اوسنے
نواب شجاع الدولہ بہادر کو اپنا مددگار اسطرح سے بنالیا کہ اگر آپ میری دستگیری
کرین لاکھہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دونگا اور بعد فتح کے یہہ مستر د عہد و پیمان
تھا کہ صوبہ عظیم اباد کہ ۹۰ لاکھہ کی جگہہ ہے مع ایک کرور روپیہ نقد تو اضع مین صف الدولہ
بہادر تمہارے فرزند کی نحوشی دونگا تو بصاحب بھی اس معاملے پر راضی ہوکر مستعد
و شریک حال ہوے حاصل مدعا تو در کنار تمامی سرمایہ اور جواہرات نقد و جنس کرورہا
روپیے کے نوابصاحب کے تصرف مین آئی اور میر محمد قاسم خان اونکی تہتون
سے یہانتک تنگ ہوے کہ حصول مدعا اور مال متاع سے دست بردار ہوے
اور بواسطہ فتح علیخان اپنی گلو خلاصی کرکے پریشان وزگار روہیلے کے ملک
مین چلے گئے نواب شجاع الدولہ نے اوسوقت چاہا کہ ملک بنگالہ اپنے قبضہ
تصرف مین آجاے فوج بھی کثیر ہمرکاب تھی شجاعت نے ہاتھہ پاون نکالے
انگریزون نے بصلاح وقت نواب ممدوح سے پیغام صلح کا دیا کہ عالیجاہ بنیاد
اویرنش و فساد کا تھا درمیان سے گیا تمہارے اور ہمارے درمیان خدا انخواستہ

کوئی امر کہ مبنی فساد یا عناد کا ہو نہین ہے اسصورت مین مناسب ہے کہ سلسلہ
رسم اتحاد و محبت کا جاری رہے قول و اقرار کی پاسداری رہے دوست و
دشمن جانبین کے طرفین مین دوست و دشمن سمجھے جائین اور صوبہ عظیم آباد
کا جو عالیجاہ نے نامزد صاحبزادہ عالی مرتبت کے کیا ہے اوس سے
ہمکو بھی کسیطرح دریغ و انکار نہین ہے چنانچہ راجہ مینی کے اسوقت مین کارپرداز و مدار المہام
اس سرکار کا تھا بنظر خیر خواہی طرح مصالحہ و رفع فساد کی ڈالی لیکن نواب سالار جنگ
و مرزا علیخان و میر نعیم خان وغیرہ کہ ہوا خواہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے تھے
برہم زن اس معاملہ اور مصالحہ کے ہوے نوبت توپ اور تفنگ کی آئی اور شعلہ
آتش جدال و قتال آسمان سے گذرا منظور خدا شکست تھی نواب صاحب نے
عین معرکے مین یہ چاہا کہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہون ہاتھی کو
فیلبان نے بٹھلایا فوج کو بلا تامل یہہ گمان ہوا کہ نواب ممدوح نے
زخم کاری کھایا قدم میدان سے ہٹایا اودھر راجہ مینی بہادر دل شکستہ نے پہلے تو
دس بارہ ہزار فوج ہمراہی اپنی سے خوب میدان کارزار گرم کیا مگر اوسوقت
یہہ خیال مین آیا کہ شجاعت مہانونکی دیکھا چاہیے کہ وہ اسوقت خاص مین
کیا کارنمایان کرتے ہین اور شجاعت دکھاتے ہین جنگ سے کنارہ کش
ہوا کہ فوج افغان وغیرہ نے عین وقت پر دغا دے آپ کو بے سردار سمجھکر
بھاگے اور اپنے ولی نعمت کا خزانہ بیوارث جانکر خوب لوٹا ع مال حرام بود بجای

حرام رفت ۔ آخر کار شکست فاش نصیب نواب ہوئی شجاعت اور تدبیر سب خراب
ہوئی پانچ سو اہمعان تھے کہ روانہ ملک و میلہ ہوئے اور انگریز مظفر و منصور
لکھنو میں آئے تاریخ اس معاملہ کی مرزا رفیع متخلص بسودا نے کیا خوب کہی ہے
کل مغل ہوئے ۱۱۷۷ القصہ نواب شجاع الدولہ بہادر ملک و میلہ میں جو آئے
سوائے حافظ رحمت خان کے کسیکو غمخوار نہ پایا وہان سے بمشورہ خان مذکور
فرخ آباد میں آئے احمد خان بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا استقبال کیا
اپنے گھر میں لایا تواضع اور مدارات موافق مزاج اور لائق مرتبہ ظہور میں آئی
اور بصلاح عماد الملک بہادر پینتالیس ہزار مرہٹہ واسطے کمک و امداد نواب
موصوف حسب الطلب آیا تھا چالیس ہزار کوچ اور بیس ہزار مقام روپیہ مقرر
تھا المختصر پھر کوڑہ جہان آباد میں انگریزوں سے نوبت صف آرائی کی
آئی بعد کشت و خون بسیار انجام کار وہی دن پیش آیا وہ زبردست رہے
یہہ زیر با شکست ہوئے ناچار نواب ممدوح بصلاح وقت دو انگریزوں کو
کہ پہلی لڑائی میں ہاتھ آگئے تھے اونکو قید سے آزاد کر کے بہت سے گھوڑے
ہاتھی اور جواہر گران بہا اور اشرفیان نقد دیگر احسانمند کیا اور بدرخواست
مصالحہ طرف لشکر مقابل کے روانہ کیا اور آپ بھی چند سوار سمیت جانب
لشکر انگریزی قدم زن ہوئے اونہوں نے جو خبر پائی کہ نواب صاحب
لشکر میں آتے ہیں باستقبال پیش آئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے

اسنے مقام پایا سے بصورت مصالحے کی قرار پائی کہ ایک روپے مین
چھ آنے حاصلات ملک سے داخل خزانۂ انگریزی ہوا کرین اور ملک پر اب
نوابصاحب بہادر بدستور قابض اور متصرف ہین القصہ نوابصاحب بہادر
راضی وخوشی کشتیان جواہرات وغیرہ بطریق توضع سرکار انگریزی سے لیکر
داخل لشکر ہوے اپنے قلمرو پر بدستور اختیار حاصل ہوا یہہ معاملہ ۱۲۹۰ھ
مین گذرا لیکن اس معرکے مین بہت مال نقد وجنس عماد الملک بہادر کا تلف
اور ضائع ہوا تہا اوسکی عوض مین نواب صاحب بہادر نے گیارہ لاکہہ کا
ملک اپنی قلمرو سے جدا کر کے سند اوسکی عماد الملک بہادر کو ارسال کی تہی
اونکی ہمت نے قبول نکیا پہیر دی اور بخوشی خاطر روانہ شاہجہان آباد کو
ہوے نوابصاحب بہادر ماغوا ے بعض مشیران ناعاقبت اندیش راجہ
بینی بہادر کی طرف سے دل مین ملال رکہنے لگے اور استیصال اوسکا
منظور نظر تہا چنانچہ بعد چندے لکہنو مین تشریف لاے اور بہانے سے
اوسکو اپنے ہمراہ لیا اور بصلاح ایلچ خان کاربرداز کہ اوس ریاست مین نہایت
ذی مرتبہ وصاحب اقتدار تہا بلکہ لکہنو مین آج تک ایلچ خان کا میدان ومسجد
مشہور ہے ۱۲۱۱ھ ہجری مین سلائی اوسکی آنکہو مین پہیری گئی تاریخ ضیاے
چشم واے اور اوسی سن مین شادی آصف الدولہ بہادر یحیی خان عرف مرزا جانی
کی ساتہہ شمس النسا بیگم دختر خانخانان خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کے

نواب شجاع الدولہ بہادر



ہوئی چوبیس لاکھ روپیہ اس شادی مین صرف ہوا تھا۔

نواب شجاع الدولہ بہادر

مخاطب جلال الدین محمد شجاع الدولہ بہادر ابو المنصور خان ابن جنگ فدوی احمد شاہ بادشاہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ۲۶ برس کی عمر مین مسند نشین صوبہ اودہ مقام فیض آباد مین ہوے مادہ تاریخ مسند نشینی — رونق مسند ماہ وزارت اسی نواب کے زمانے مین انگریزونکی قدرت و اقتدار نے ترقی پائی جوانی عمر و نشہ حکومت کے تقاضے سے ابتدا مین عیاشی و تن پروری مین مشغول تھا اور اسی سبب سے بعض عمائد و ارکین کی یہہ مشورت ٹھہری کہ اس نواب کو حکومت سے خارج کرکے ذوالمجد قلیخان برادر زادہ صفدر جنگ کو کہ الہ آباد مین مقیم تھا بلاکر مسند حکومت پر نصب کرین نواب بہو بیگم صاحبہ نے کہ اوسکا اقتدار بہت تھا اس ارادہ بیجا سے ارکین ریاست کو باز رکھا اور اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ نے آئین ریاست داری کو کار فرمایا اور پردہ غفلت کا گوش ہوش سے اوٹھایا اور اسی زمانے مین سلطنت دہلی مین فتور پر فتور برپا ہوتے جاتے تھے ملازمان درگاہ اور ارکین سلطنت نے نالائقی سے سلطنت کو ایک کھیل بنا رکھا تھا جسکا ذرا بھی قابو ہوا بادشاہ کو نچلے پہرے چنانچہ عماد الملک و دیگر وزراے سلطنت وغیرہ نے شاہزادہ علی گوہر شاہ عالم کو عداوت سے

خارج کرنا چاہا اور اس سبب سے شاہزادہ مذکور الہ آباد مین مقیم تھے کہ اس عرصے مین احمد شاہ درانی بادشاہ دہلی کی امداد کے لیے مرہٹہ بھاؤ راؤ وغیرہ کے مقابلے کیواسطے پھر ہندوستان مین پہنچا و اصبح ہو کہ ان مرہٹون نے بجمعیت کثیر و جمع غفیر قریب بیس پچیس لاکھ کے دہلی کو گھیرا تھا اور مرکوز خاطر تھا کہ دہلی کو فتح کر کے تخت و تاراج کرین کہ احمد شاہ درانی بارادہ کمک اور امداد شاہ دہلی کے آیا اور حسب ایما سے احمد شاہ درانی و پاس ناموس اسلام کے شجاع الدولہ و دیگر صوبہ داران شاہی احمد شاہ کے لشکر مین پہنچے اور باتفاق یکدیگر ان سب نے خوب ہی مرہٹون کا پانی پت کے مقام پر مقابلہ کیا آخر مرہٹونکی گھس پس سے کچھ نہو سکا اور جمع غفیر نے راہ فرار لی* اس فتح نمایان سے احمد شاہ درانی و شجاع الدولہ بہادر کی خدمت رئیس پسندیدہ ہوئی بلکہ سلطنت کو کچھہ استحکام ہو گیا۔ بعد اس ہنگامے کے بادشاہ سے رخصت ہو کر نواب مذکور اپنی دارالریاست صوبہ اودہ مین لوٹ آیا اور اس وقت سے داد گستری و معدلت پروری مین ہمعصران مین مشہور تھا یہ نواب تکاردو درست اور دلیر اور شجاعت مین اسم با مسمی تھا رفاہ خلائق مین حتی الوسع کوشش کرتا اور اس نواب کے عہد مین صوبہ اودہ بالکل خرخشے مخالفون سے پاک ہو گیا اور ریاست مالا استقلال سمجھی گئی اوس زمانے مین اقبال نواب سے

* مرہٹون کی لڑائی اور ہنگامہ و سرکشی کی کیفیت دیگر سوانح مین مفصل تحریر ہے

اس صوبے کی حد زیادہ بڑھ گئی غرب اٹاوہ و شرق مین مرزاپور اور الہ اباد کا صوبہ بھی شامل صوبۂ اودہ ہوگیا اس نواب کے عہد ریاست مین چند لڑائیان وقوعات تازہ برروی کار آئی جس سے ریاست مین روز بروز زوال و تنزل ہوتا گیا اور یہی سبب ہوا کہ ریاست جدید تھی جسقدر محفوظ رہی غنیمت سمجھتے رہے لیکن اسمین شک نہین کہ یہ نواب دلیر و باہمت اور اوس زمانے کا مدبر سمجھا گیا تھا

رسالہ ہای بندیل کھنڈ کی شورشین

اس صوبے کی چھوٹی چھوٹی ریاستین تھین زمانہ کا رنگ دیکھکر ہر ایک رئیس خودسر ہوگیا سارے صوبے مین غدر ہوگیا اور بعضے بعضے رئیسونسے خود لشکر نواب شجاع الدولہ سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہین سے فتح اور کہین شکست ہوئی لیکن انتظام قرار واقعی نہو سکا اس لیے راجہ ہمت بہادر* گوشاین کو مع سرداران دیگر اصلاح بغاوت بندیل کھند کیواسطے معین کیا بعد کشت وخون بسیار نواب کی فوج کو ہزیمت ہوئی اور بہت سے سردار کام مین آئے اور ہمت بہادر شکست کھاکر اودہ مین لوٹ آیا یہ معرکہ ۱۱۷۶ھ ہجری مین ہوا اور اس سے کسی قدر اقتدار نواب کا کم ہوتا گیا۔

* یہ شخص مشہور رئیسون اور ارکان شاہی سے تھا۔

وقائع احمد خان بنگش فرخ ابادی و نواب شجاع الدولہ

یہہ احمد خان وہی روہیلہ ہے جسنے نائب نولراے صفدر جنگ کو تیغ کرکے فرخ اباد مین اپنا عمل و تصرف کرلیا تہا جسکے استیصال کے واسطے نواب صفدر جنگ سنے بمعیت مرہٹون کے بہت ہی کوششون کے بعد کامیابی حاصل کی لیکن برای نام اطاعت قبول کرکے جھگڑا طی ہوا تہا مگر درحقیقت وہ اپنی ریاست پر قابض تہا - زمانہ صفدر جنگ سے تا عہد شجاع الدولہ رسم وراہ و اتحاد و اخلاص فیمابین سرکارین رہا جبکہ نواب شجاع الدولہ سے بعضے بعضے سردار اوسکے سرکش ہوگئے تو ایک سردار مسمی امراو گر گوشائین نواب سے منحرف ہوا احمد خان بنگش سنے اوسی سردار کو اپنے پاس جگہہ دی یہہ بات نواب شجاع الدولہ بہادر کو ناگوار گذری اونہونے امراو گر کے نکال دینے کو لکہا اوسنے درجواب اسکے لکہا کہ وہ طلبیدہ نہین آیا اوسکا دینا خلاف مروت و مردیت کے ہے نواب شجاع الدولہ نے لشکر کشی کی اور قنوج مین فوج کا جماو ہوتا گیا اودہر بھیتے کی سیاہ اور دوستون کی جمعیت سے دونون طرف کی جمعیت لاتعد تہی جا بجا تھے کہ آتش ہنگامہ مشتعل ہو کہ نواب نجیب الدولہ بہادر شجاع الدولہ کے

یہہ شخص وزیر شاہ دہلی تہا -

لشکر کا ممد و معاون ہوا اور اس غریمت جنگ اور رحمالت بیجا کو اسطرح
فرو کر دیا کہ امرو گڑھ فرخ آباد سے آگرے بھجوا دیا اور جو جو سردار افاغنہ رامپور
وغیرہ سے واسطے کمک احمد خان بنگش کی آئی تھی اونکو اپنی اپنی ریاست
پر رخصت کرا دیا اور لشکر نواب شجاع الدولہ خیریت سے اپنی دارالریاست
اودہ کو پہر آیا۔ ع رسیدہ بود بلائی ولی بخیر گذشت ایسے ایسے
بہت سے ہنگامہ ہوے اور کئی مرتبہ انگریزون سے بھی شکست
پائی آخر کو حسب قرارداد چھہ آنے انگریزون کو دیتے تھے اور باقی
نوابصاحب کا حصہ رہا اور روہیلون سے بھی ہمیشہ تا حین حیات نوابصاحب
کی نوک جھوک ہوتی رہی اور اکثر لڑائیون مین انگریزی سپاہ نے مدد
دی چنانچہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مشہور ہے ۱۱۸۸ھ ہجری مین
انگریزون کی مدد سے فتح پائی اور حافظ رحمت خان کا سر کاٹا گیا اور
اوسی سال مین غازی الدین حیدر تولد ہوے۔

اس نواب کے عہد حکومت مین سپاہ کا انتظام اچھا نہ تھا اور سرداری بھی
بعض بعض بیدل ہو گئے مگر ماتحت شاہ دہلی کے سارے صوبہ مین
مشہور تھا اور ہر ایک ارکین اور سردارون خود سر سے میل ملاپ بھی رہا
یوم مسند نشینی سے ایسے جھگڑے اور خرخشے رہے کہ ایکدن بھی آسایش
نہائی انگریزون کے مددگار ہونے سے اودہ کی ریاست کو زور ہوتا گیا

بلکہ موروثی اور خود اختیاری ہوگئی اور دشمنان اندرونی و بیرونی سے
نجات پائی سپاہ مین اکثر بیہ سالار خواجہ سرا ہوے کہان شجاعت کا نام تھا
اور کہان افسری خواجہ سراؤنکی اور اوسی عہد سے عیاشی کی کثرت
اس ریاست اور ارکان مین ہوتی گئی اخر زمانہ شجاع الدولہ مین اٹھائیس
ہزار سوار با فسری شیخ احسان علی خان بہیچ و خواجہ اسد خان اکسی و یوسفخان
قندہاری اور کل آدمی اس صوبے کی جب کسی وقت مین فرخ اباد بھی صوبہ
صوبہ اودہ کے شریک تھا دو کرور ستر لاکھ کی تھی جسمین تراسی لاکھ روپیہ
بابت چھ آنے کے سرکار انگریزی مین جاتا تھا۔ نواب شجاع الدولہ کے
عہد ریاست تک بیچ محلے کا کرایہ شیخون کو دیا جاتا تھا تاید دو سو روپیہ ماہوار
تھا ۴ ذیقعدہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین وفات پائی مدت ریاست ۱۹ سال راجہ
بینی بہادر کارپرداز تھا اور بعدہ یحیی خان۔

مدت ریاست نواب آصف الدولہ بہادر

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۷۵ھ ہجری مین نواب آصف الدولہ فرزند شجاع الدولہ بہادر بجنگ
مقام فیض آباد مین ۷۴ برس کی عمر مین بمسند نشین صوبہ اودہ ہوا قطعہ تاریخ جلوس
گشت از پای آصف الدولہ ۱۱۷۵ مسند وزارت ہند سے نواب کے عہد
حکومت مین دارالحکومت لکھنو قرار دیا گیا فیاضی اس نواب کی مشہور و

نواب آصف الدولہ بہادر



اور شہر کی آبادی اسدرجہ ہی کہ اتنا بڑا شہر ابتک سنے کہ ہندوستان مین نظیر
نہین رکہتا ۔ رومی دروازہ وامام باڑہ آصف الدولہ کا بنایا لائق دیکہنے اور تعریف
سکے ہی جسکا ذکر خود تذکرۂ تعمیرات پر آئیگا ۔ پل ابتک یادگار ہے ۔ آصف الدولہ
کے زمانے مین سردار ہمت بہادر گوشائین کے حوالے میان دوآبہ کا ملک تہا
اسکی رانی ابتک بندرابن ضلع متہرا مین موجود ہے ۔ اگرچہ آصف الدولہ کی
مسندنشینی کے ذریعے سے مختار الدولہ نائب تہا اور اس وجہ سے نہ خود نوابصاحب
کی نہ اور دیگر ارکان سلطنت کی وقعت اوسکے مزاج مین تہی آخر الامر ارکان سلطنت
باہم سازش کرکے سعادت علیخان کو مسند وزارت پر بٹہانا چاہے تہے خصوص
بسنت علیخان کا دلی ارادہ یہی تہا کہ سعادت علیخان مسند وزارت پر بیٹہے
لیکن مختار الدولہ کے غرور وتکبر سے ہر ایک سردار ناراض تہا اور بسنت علیخان
بتبدل اوس سے ناراض تہا آخر الامر قابو پاکر بسنت علیخان نے جبکہ لشکر
نواب آصف الدولہ کا اٹاوہ مین تہا مختار الدولہ کا کام تمام کیا اور ارادہ تہا کہ
اوسیدن نواب آصف الدولہ بہادر کا بہی کام تمام کرے لیکن اتفاقاً ہواخواہون کے
خبر پانے سے بچ گئے ۔ نواب آصف الدولہ کہ اوس سے بدگمان تہا اوسکے
قتل کا حکم دیا راجہ نوازسنگہ نے فوراً اسکو صاف کیا اوس مقام پر جہان بسنت
خواجہ سرا قتل کیا گیا سعادت علیخان بہی تہے اوسکے واسطے اوسنے بہی نواب آصف الدولہ بدگمان ہوے
اس وجہ سے سعادت علیخان عہد نواب ممدوح مین کبہی نیابت اور کبہی آگرہ

اور کبھی کلکتے مین رہتے اور اسی فکر مین تھے کہ موقع پاکر خود ہی وارث ریاست
ہو بیٹھیے لیکن نواب آصف الدولہ کی زندگی تک کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی —
بعد اتفاقات زمانہ ایلچی خان جسکا اگرے سے سعادت علیخان کا ستایا ہوا لکھنؤ مین
پونہچا خلعت نیابت ملا لیکن زندگی نے وفا نکی سات دن کے بعد مرگیا پھر نیابت
کا شورہ رہا ابوطالبخان لندنی اسمعیل بیگ خان اور مرزا جعفر یہ تین آدمی تجویز
ہوے تھے لیکن تقدیر کی کسکو خبر حیدر بیگ خان کہ نہایت افلاس زدہ تھا
متوقع نوکری سو پچاس روپے کا رزیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت مین
جایا کرتا تھا اونکی عنایت سے خلعت نائب حاصل ہوا اور خطاب اوسکا
نواب امیر الدولہ بہادر ہوا دیوانی کی خدمت راجہ ٹکیت رای کو مفوض ہوئی
اس شخص کا اقتدار اور نام ابتک مشہور ہے تالاب ٹکیت رای پر اب بھی
ہر سال میلہ ہوتا ہے اور جنرل مارٹین صاحب فرانسیس صاحب عمارت عجیبہ اور
رفیعہ رفیق میجر سلر صاحب کی تھی ایک نیکنامی انکی مشہور ہے عہد آصفی
مین انکا بھی مسکن لکھنؤ مین تھا امیر الدولہ سے بہت موافق تھے عہد و پیمان
معاملہ دوستی و اتحاد نے فیمابین مین استحکام پایا تھا اوسی وجہ سے عمل
و نصب رزیڈنٹ کا حسب استدعای امیر الدولہ ظہور مین آتا تھا اون دنون مین
امیر الدولہ کا اقتدار درست و کارگزاری چکی ہوئی تھی اگرچہ راجہ ٹکیت رای انشمند تھے
لیکن ایک معاملہ خفیف مین دشمنون سے مل گئے اسی وجہ سے طبیعت نواب صاحب

بہادر کی راجہ ٹکیت رائے سے پھر گئی نظرون سے بھی گر گئے خزانہ راجہ مہراج
کو سپرد ہوا اب نواب صاحب ممدوح نے پیش خود یہ تجویز فرمائی کہ راجہ جہاؤلال
کو بجائے امیر الدولہ نائب سرفراز الدولہ کا کیا چاہیے لیکن بمقتضای عاقبت اندیشی
مصلحتاً سرفراز الدولہ کو اسبات پر رکھا کہ آپ نیابت راجہ جہاؤلال کہ آدمی حالاک
ہے قبول نہ فرمائین انجام کو یہہ راجہ کچھہ ہاتہ پاون نکالے گا المختصر سرفراز الدولہ
کو یہ مشورہ پسند آیا بے نائب کے کام کرنا گوارا نتہا رفتہ رفتہ بواسطہ صاحب
رزیڈنٹ کے پہر خلعت دیوانیکا راجہ ٹکیت رائے کو سرکار عالی نے دلوایا
چونکہ یہہ امر خلاف طبیعت نواب ممدوح کے تہا بعد ایک مہینے کے پہر معطل
کر دیا نواب ممدوح کے دل مین راجہ جہاؤلال کی کمال جگہہ تہی ۱۲۱۱ ہجری
مین لوگون نے وہ تدبیر نکالی کہ راجہ جہاؤلال کو کسی طرح یہان سے
نکالا چاہیے کہ انکا اخراج و عزل باعث ممنونی راجہ ٹکیت رائے ہوگا یہانتک
عرق ریزیان اسبات مین کین کہ نواب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ مین تشریف لائے
اور جہاؤلال کو آپ سے جدا کرکے اعظم اباد مین بہیجا لیکن اس امر کے ظہور سے
مزاج آصف الدولہ بہادر نہایت برہم اور مکدر ہوا اور یہ بات زبان پر لائے کہ
تغییر لباس کرکے واسطے زیارت کے طرف کربلای معلی یا نجف اشرف کی چلا جاؤنگا
اور زمین و آسمان اپنے مقام سے گو ٹل جائین لیکن عہدہ نیابت کا حسن رضا خان
اور ٹکیت رائے کو نہ دونگا آخرکار بتجویز نیابت کی بنام الماس علیخان قرار پائی

اوسی زمانے مین گورنر جنرل لکھنؤ مین تشریف فرما تھے کہ اور مقدمے کی کوئی چٹھی
تلاش فرماتے تھے کہ ایک چٹھی نواب گورنر جنرل مارکوس کارنوالس بہادر
کی بمضمون عدم تفویض عہدہ نیابت الماس علیخان کو نکل آئی اس وجہ سے
وہ صورت جو کہ قرار پائی تھی بدل گئی تفضل حسین خان نے خلعت نیابت پایا تولا
کرتے ہین کہ امیر الدولہ اس سرکار کا بڑا خیر خواہ تھا اتفاق کلکتہ جانیکا ہوا
اہالی گورنمنٹ نے حال سب برہمی مزاج آصف الدولہ کا استفسار فرمایا امیر الدولہ
نے بیان کیا کہ آمدنی کی صورت قلت پر ہے اور خرچ بکثرت تیتیس لاکھ روپیہ
بابت چھ آنیکے سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے اور جو صاحبان انگریز بہادر نووارد
رونق افزاے لکھنؤ ہوتے ہین انکی مہمانداری اور تواضع اور روشنی مین
لاکھون کا صرف ہوتا ہے اور انگریزی سوداگرون سے مال کا محصول نہین
لیا جاتا ہے ہزارونکا اسمین بھی نقصان ہوتا ہے اور سوا اسکے جو سوداگر
مال ولایتی لاتے ہین تو انصاحب سے یہہ عرض کرتے ہین کہ یہ اشیاے
بے بہا خاص ولایت سے آپہی کیواسطے لائے ہین چارناچار مول لینا پڑتا ہے
قیمت بھی انکی خاطر خواہ دینی پڑتی ہے المختصر جبہ آنے سے دو آنے معاف
ہوے اور انگریزی سوداگرون سے محصول لینے کی اجازت ہوئی اور یہ
بھی حکم رزیڈنٹ کا نافذ ہوا کہ کوئی انگریز بدون واسطے رزیڈنٹ کے ملاقات
کو نواب آصف الدولہ کے پاس نہ جایا کرے چنانچہ امیر الدولہ نے اسبات کی

کامیابی کی عوض کلکتے مین ایسی زر افشانی کی کہ آجتک مشہور ہے آب حال راجہ
جہاؤلال کا سنیے کہ انکے جانے سے نواب آصف الدولہ بہادر کو کمال غم و رنج
پیدا ہوا یہانتک ضبط کیا کہ بیماریون نے ہجوم کیا اور دوا سے انکار محض کی
کہتے ہین کہ راجہ جہاؤلال کے فراق مین ۲۴ ربیع الاول ۱۲۱۴ ہجری مین جمعے کے
دن انتقال کیا اور پہر رات گئے اپنے امام بارہ کلان مین کہ تعمیر فرمایا تہا دفن
ہوے تاریخ وفات کلام ملا محمد ندیم اصفہانی استاد نواب وزیر علیخان سے
یہہ لوح مرقد پر کندہ تہی + گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم ۔ شاہ استشمام
حسرت مینماید از نسیم + لکھنؤ بی آصفست و آسمان بی آفتاب + شہر یونان بی مسیح
وطور سینا بی کلیم + وارد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد + انبیا ہمدم سلیمان
ہمنشین آصف ندیم + نقد رحمت در کنار فرد بخشش در بغل + عاصیان را جنبس
غفار یست اعطای کریم + نقش بند کاف و نون بر تربت آصف نوشت

ہنار وح و ریحان و جنات نعیم

یہ نواب ۱۵ سال کئی مہینے کی عمر مین دنیا سے گذرے ۴۳ برس کئی
مہینے ریاست کی مدت ہوئی جناب مغفور و مبرور کا عدن مقام لقب تہا
امیر الدولہ حیدر بیگخان مختار الدولہ وایلچ خان و سر فراز الدولہ احسن رضا خان و
تفضل حسین خان نائب رہے مہاراجہ ٹکیت رائے کو عہدہ دیوانی سپرد تہا
خطاب راجہ بہیہ تہا معتمد الدولہ مشیر الملک مہاراج الدہر راجہ بہادر و مہاراجہ ٹکیت رائے

وزیر علیخان



بہادر صلابت جنگ یہ نواب شاعر بھی تھے آصف تخلص یہ رباعی یون کہی فکر
دل مین تجھے سو لگی رہے + پر شرط یہی کہ اودھر لو لگی رہے + ملنے نہ ملنے کا
تو وہ مختار آپ ہے + پر تجھکو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہی +

مرزا وزیر علیخان بہادر

بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرزا وزیر علیخان ۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری
مین مسند نشین وزارت ہوے خصلتین اور عادتین زبون تہین تفضل حسین خان اور میان تحسین
علیخان وغیرہ کارندون سے صوبت بگاڑ کی پیدا ہوئی یہ لوگ اپنی حفظ جان
اور آبرو کیواسطے دشمن وزیر علیخان کے بن گئے اودھر نواب سعادت علیخان
سے صاحبان صدر نے اقرار فرمایا تہا کہ بعد وفات نواب آصف الدولہ کے
مسند وزارت تمہارے نامزد ہوگی ادھر اراکین وزارت مرزا وزیر علیخان کے
دشمن ہی تھے درپے تخریب ہوے صورت ابطال فرزندی کی بخوبی
نکالی یعنی مخدرہ بہو بیگم و ارکان دولت و افسران فوج وغیرہ اس مضمون کا
تیار کروایا کہ مرزا وزیر علیخان فرزند نواب آصف الدولہ بہادر کا نہین ہے آخرکار
مسٹر جان شور صاحب نے حسب قاعدہ اونکو کوٹھی چنیا پور مین دربار عام کرکے
نظر بند کیا اور چند روز کے بعد اپنی فراغت نقد و جنس کے ساتھ بنارس کو روانہ
کیے گئے وہان مطلق العنان رہے تین لاکھ روپیہ اس سرکار سے انکے مصارف

کے لیئے مقرر ہوا لیکن ذاتی شرارت اور جبلی فتنہ انگیزی سے راجہ علی بہادر
رئیس بندیل کھنڈ اور گوشائین ہمت بہادر اور سرکار سیندہیا وغیرہ سے
نوشتخواندر کھتا تھا اس سے اوسے کلکتے جانیکا حکم ہوا ایک دن کا ذکر ہے
کہ چیری صاحب کہ وہان کا بڑا صاحب تھا اوس سے باتون باتونمین چل گئی جھانسے
ہلاک کیا جب تک سپاہ انگریزی اوسکا محاصرہ کرے بھاگا انگریزی فوج نے
اوسکا تعاقب کیا بعد سرگردانی اور پریشانی بسیار والی جیپور کا پناہ گزین ہوا
اوسنے مصلحت وقت اور دبدبے سرکار انگریزی سے مخوف ہوکر بلالے
کر دیا وہان سے بحراست سرکار انگریزی کلکتے مین گیا قید مین مرگیا وہین دفن
ہوا اور اوسوقت سے زیادہ تر اقتدار سرکار ہوگیا القصہ مرزا وزیر علیخان
کو کچھ لطف مسند نشینی وزارت کا اس کشمکش مین حاصل نہوا اور نہ رعایا
کو کچھ کیفیت اونکی عدالت اور سخاوت وغیرہ کی کھلی سچ ہے چاکر بیدل
دشمن جان ہوتا ہے اگر ارا کین مرزا وزیر علیخان سے نہ پھر جاتے
تو یہ صورت ظہور مین نہ آتی یہ شخص اپنے عہد وزارت مین جواہرات بیبہا
لکھوکہا روپیہ کا پیش از گرفتاری کوٹھون سے نکال کر ساتھ لے گیا
تھا کارپردازون نے بہو بیگم سے اس معاملے کا اظہار کیا انہون
نے یہ جواب دیا کہ وہ جو کچھ اسباب نقد وجنس وغیرہ ہمراہ
اپنے یہان سے لے گیا ہے ہمنے اوسکو معاف کیا فقط

نواب سعادت علیخان بہادر



ریاست نواب سعادت علیخان بہادر

جب یمین الدولہ اعظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ لکھنؤ سے رونق بخش بنارس ہوئے اور وہان طرح اقامت کی بموجب حکم آصف الدولہ بہادر کے والی تین لاکھ روپیہ سالیانہ واسطے خرچ کے اس سرکار سے پاتے تھے لیکن صاحبان زمان اور ارسطو روزگار تھے اپنی فکر سے ایکدم غافل نہ تھے کلکتے مین جاکر صاحبان کونسل سے وعدہ اریاست آبائی کے ہوئے اونھون نے بھی انکے دعوی کو تسلیم کیا اور امیدوار وقت معلومہ کار کیا آخر نواب سعادت علیخان نظر بفضل الہی کرکے کلکتے سے پھر آئے ایام شماری مین عمر بسر کرتے تھے رفتہ رفتہ اوس دن کی نوبت پونہچی کہ جس دنکی تمنا مین جیتے تھے یعنی بعد ایک مدت کے خبر وفات آصف الدولہ اور مسند نشینی وزیر علیخان کی مسند وزارت پر سنی نہایت ملال ہوا اوسی بیتابی مین بجرے پر سوار ہوکر پھر کلکتے کو روانہ ہوئے ابھی نواب صاحب راج محل تک پونہچے تھے کہ تحریر تفضل حسین خان کی بنام مولوی صاحب اس مضمون کی پونہچی کہ نواب بہادر یہان تشریف لائین کام دشمن کا تمام ہی یہ سنتے ہی نواب سعادت علیخان اولٹے قدمون راج محل سے پھرے اور ہوا کے مانند کانپور مین پہونچے یہان جس شب کو وزیر علیخان

گرفتار ہوئے اوسکے دوسرے دن صبح کو یکم جنوری سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سوم ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۵ ہجری سنیچر کے دن بڑے تجمل و شان سے نواب سعادت علیخان داخل لکھنؤ ہوئے پہلے دولتخانے مین تشریف لائے بہو بیگم صاحبہ کو نذر دی پھر مسند وزارت پر آئین مقرری بجھائے گئے تاریخ تشریف آوری بنارس سے لکھنؤ مین اور تاریخ جلوس مسند وزارتکی یہ ہین

بنارس سے آنا لکھنؤ مین

از بلدۂ بنارس با جاہ و کامرانی	در لکھنؤ چو ماہ برج وزارت آمد
تاریخ مقدمش را جستم ز پیر دانش	گفتا بگو سعادت با صد سعادت آمد

۱۲۱۲ھ

جلوس فرمانا مسند وزارت پر

خداوندا یمین الدولہ در دہر	حکومت را صد و بیست سال باشد
خرد سال جلوس مسندش گفت	بجاہ و حشمت و اقبال باشد

۱۲۱۲ھ

صورت تقسیم ملک اودہ کہ انگریزون کو حسب اقرار نواب سعادت علیخان نے مسند آرا ہونے کے بعد دیا اسطرح ہی

اول تفصیل ملک کہ انگریزونکو تقسیم مین ملا

[illegible]	محالات ریہر	چکلہ کورہ و کڑہ اناؤ	کھیر اگڈہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	تنبول	گورکھپور	صوبہ الہ آباد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

چکلہ بریلی	باندہ وغیرہ	بابل سوای تعلقہ اروہ	
۱۱			

دوسری تفصیل ملک کہ بعد تقسیم اس سرکار مین باقی رہا

چکلہ گونڈہ	چکلہ بسوارہ	چکلہ بانگرمو	چکلہ پچھم راٹھہ
چکلہ جگدیس پور	چکلہ خیرآباد	دیواستر کھہ	دریاآباد وغیرہ
رام نگر	چکلہ محمدی	چکلہ سلطانپور	گوشائین گنج
سندیلہ مع سوال آباد و صفی پور	تانک پور بہار	املاک نواب صفدر جنگ در شاہجہان آباد	املاک بانیخ مدجناب عالی

حضور تحصیل تعلقات

جب اس تقسیم ملک سے نواب صاحب نے فرصت پائی ۴۵ برس کا سن مبارک تھا ایک سال کامل ہر ایک شخص کی چال ڈھال دیکھتے رہے کیونکہ بعد معزولی اپنے متقدم کے اہلکارون کو بڑی قدرت ہو گئی تھی کسی اہلکار وغیرہ سے کسیطرح خبر نہوئے جو جسکا جی چاہتا تھا وہ کرتا تھا

مگر دوست دشمن کا خیال مکنون خاطر عالی تھا زبان پر نہین لاتے تھے
کہ ایسا نہو وزیر علیخان کا سا معاملہ پیش آئے فراست اور دانائی مین اسطور
وقت تھے نواب سعادت خان سے واجد علی شاہ تک ایسا بیدار مغز
عالی فہم عقیل کوئی صاحب مسند و تخت نہین ہوا جب سب طرف سے
طبیعت اونکی مطمئن ہوئے تفضل حسین خان کو بعہدہ وکالت کلکتہ ٹالا
اور اس انداز سے نکھرامون کو جنسے دل کھٹکتا تھا آہستہ آہستہ سزا کو
پہونچایا نواب نصیر الدولہ بہادر جو ملقب بہ محمد علی شاہ ہوئے اور نواب
شمس الدولہ بہادر مرشدزادے کام نیابت کا کرتے تھے امیر الدولہ
بشراکت راجہ ٹکیت رای کارسرکار کو انتظام دیتے تھے اور نواب
سرفراز الدولہ برائے نام شریک ہوتے تھے خطاب ناظم الملک کہ
مہر مین کندہ تھا وہ بموجب حکم حضور پر نور بافتخار الملک مبدل ہوا رائے
رتن چند کہ ملازم قدیم تھا صورت انصرام جملہ امور کی اوسکے تعلق تھی
اوسی آدھے ملک سے جو انگریزون کو دیا تھا یہ صورت قرار پائی

شاہزادہ ہای دہلی مقیم بنارس کی تنخواہ	حافظ رحمت خان کی اولاد کا سالیانہ	نواب نامدار جنگ احمد خان بنگش کی اولاد	معافیداران و جاگیرداران ورزیندداران
۔۔۔ لک	۔۔۔ لک	۔۔۔ لک	۔۔۔ لک
جاگیر نواب شمس الدولہ	جاگیر الماس علیخان	جاگیر تفضل حسین خان	اسیطرح اشرفعلیخان وغیرہ
۔۔۔	۔۔۔	۔۔۔	کی جاگیرین مقرر ہوئین

مجمر ثبہ

انکے عہد مین پرچون کی دھوم تھی ہرکارون کو حکم ناطق تھا کہ وہ روبرو
جاکر خبر زبانی عرض کرتے تھے دن رات مین اختیار تھا جب چاہین
سوتے جاگتے مین عرض کرین اس زمانے مین ہرکاران اخبار کے بڑے
کارخانے تھے رای رتن چند اخبار نویس تھا بلا کا آدمی تھا ارکان
دولت کم عزرائیل سے نہین جانتے تھے بظاہر باب شوت بند تھا
دستخط نواب سعادت علیخان کے مشہور ہین جب نواب نے
اپنے عہد وزارت مین عدالتین مقرر فرمائین عدل و انصاف نے
رونق پائی ایک دن پرچہ کچہری عدالت کا ملاحظہ عالی مین گذرا دستخط
اوسکے یہ ہین کہ فلان صاحب عدالت مثل مالکیان بچہ وزارت خود
نمیخورد بچگان را میخوراند تمام کاروبار وزارت منجملہ پرچہ ہای اخبار تھا
کیا مجال تھی ہرکارہ یا اخبار نویس کچہ خبر خلاف تحریر کرتا اگر کوئی بیخبر
طور مین آتی تھی سزا پاتے تھے عمارات عالی بھی اس
ہین کہ باعث آرایش و رونق لکھنو اب تک ہین تفصیل اوسکی کسی
سانہ لکھی جاویگی ایک روایت تازہ یہ ہی کہ نواب سعادت علیخان کے
تقسیم کردینا ملک کا نہایت ناگوار و شاق ہوا لیکن کیا کرین فکر اسکی
ہر طرح سوہان روح تھی اسی تصور مین تھے بدون زور شمشیر تبدیر وہ ملک
اپنے قبضے مین آئے بہت سی خاک اوڑائی اور عرق ریزیان بیحد مین

آئین یہان تک کہ وکیل لندن کو روانہ کیا اور درخواست مستاجری عام قلمرو
سرکار کی مانند سرکار کمپنی انگریز بہادر کے گذرانی اور سوال جواب نے رونق
پائی یعنی بادشاہ لندن نے درخواست نواب ممدوح کی قبول فرمائی سماعی
ہی کہ یہ شرط اوس اقبال مین لگی تھی کہ اٹھارہ کرور روپیہ پیشگی اگر داخل سرکار
فیض آثار ہوگا یہ صورت ظہور مین آئیگی ۔ نواب سعادت علیخان نے جو
ان دستخطون کی خبر پائی بہت متفکر ہوئے کہ اسقدر زر کثیر خزانے مین
نہین اور اجتماع اوسکا سردست دشوار کمال لیکن مرد صاحب ہمت و
تدبیر تھے در پی تدبیر فراہمی زر رہے جسطرح ہو سکا بہزار تدبیر سترہ کرور
روپیہ سترہ برس کی مدت مین جمع کیا تھا فقط ایک کرور کی تدبیر باقی
تھی وہ بھی قریب ممکن تھی مگر طالع سرکار کمپنی کا یاور تھا جس سے تدبیر اور
کوشش نواب کی مراد پر نہ پہونچی کویہ روایت ہی لیکن یہ نواب بڑا
اولوالعزم اور صاحب ہمت و منتظم تھا دوسری یہ بات مشہور ہے کہ
نواب سعادت علیخان بیماری سرطان مین مبتلا ہوئے مصلحتاً تبدیل
مکان کے واسطے ایک کوٹھی جنرل مارٹین صاحب سے مول لیکر دولتخانے
سے اوٹھ آئے اور شفا پائی نام اوس کوٹھی کا فرح بخش قرار پایا اسطرح
ایک مدت گذری خلد آسا گورنر ولیزلی صاحب کہ نواب سعادت علیخان کے
دوست و مصاحب خاص تھے رخصت لیکر ولایت کو گئے یہ بات

اونکو بدل منظور تھی کہ کوئی ایسی بات مجھسے بہتر ظہور مین آئے کہ مقدمات
نواب صاحب درست ہوجاوین اسی خیال وفکر مین تھے کہ یہ بات تازہ
ہاتہ آگئی کہ لارڈ بینگ صاحب بہادر بادشاہ وقت یعنی جارج چہارم کا بڑا
رفیق ہی آج کل بوجہ بے زری کے تمام املاک اوسکی بیع ہوگئی ہے
اگر اسوقت مین نواب سعادت علیخان اونکے ساتہ کوئی سلوک غائبانہ
فرماوین خالی مطلب سے نہوگا چنانچہ اس معاملہ سے نواب صاحب کو
آگاہ کیا اوھون نے بھی اونکی تحریر پر عمل کیا تحفہ اور تحائف بے بہا
سے باحسن الوجوہ لارڈ صاحب بہادر سے مسلوک ہوئے کہ اونکو
نواب پر نظر عنایت ہوئی اتفاقاً صاحب ممدوح گورنر کلکتہ کے ہوئے
اور براہ ورسم محبت کے نواب سعادت علیخان بہادر کو بواسطہ تحریر فرمایا
کہ ہم ہندوستان مین اسی واسطے آئے ہین کہ تمھارے مقدمون کو
بخوبی درست کرین مقام شکر اور خوشی کا ہی نواب ممدوح اس مضمون سے
بہت محظوظ ہوئے سمجھے کہ اب مدعای دلی بخوبی کرسی نشین ہوا لیکن
شدنی سب پر فضل ہی اکثر صحبت خاص مین یہ سخن زبان پر عالم خوشی مین
آجاتے تھے کہ گورنر جنرل بہادر انشاء اللہ قریب تشریف لاتے ہین
حوصلہ دل بخوبی اونکی عنایت سے نکل جائیگا اور نمک حرامون کو
سزا دیجائیگی کہ بہت یاد کرینگے جن لوگون کو خوف سزا تھا دلون مین

کھٹکے کو اب آفت سر پر آئی نواب ممدوح کے دشمن جان ہو گئے
ایکدن نواب صاحب تھوڑے مصاحبون کے ساتھ بسواری تاجمان
دروازۂ دلکشا تک بھلے چنگے جا کر دولتخانے مین پھر آئے پہر رات
گذرے تک بخوبی عیش و عشرت کا جلسہ گرم رہا ناچ رنگ مین مصروف
تھے جواہر علیخان خواجہ سرا یا رمضان علیخان اپنے سالے کے ہاتھ
سے گوشت کی یخنی معمولی پی کر پلنگ پر آرام فرمایا ہنوز آنکھ خواب سے
آشنا نہوئی تھی کہ یکبارگی کچھ چونک اوٹھے تین بار حضرت عباس علمدار کا
نام زبان مبارک پر آیا اور ایک بڑے مزا یعنی غازی الدین حیدر کو
بھی پکارا بہرصورت حالت غیر تھی وہ یخنی مسموم کام تمام کر گئی
اسمین روایتین بہت کچھ ہین مصلحت وقت سے زبان قلم پر نہین
آسکتین واللہ اعلم بالصواب ۲۳ ماہ رجب سنہ ۱۲۲۹ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۱۴ ع کو منگل کے دن پہر رات گئے چراغ حیات کا گل ہوا ۶۳ برس
کئی مہینے کی عمر تھی اور مکانمین خلف ارشد اپنے کے دفن ہوئے
جنت آرامگاہ اوس دن سے لقب ہوا

قطعۂ تاریخ وفات جنت آرامگاہ

ناگہان رحلت ازین عالم نمود	زینت افزا شد بفردوس برین
من شنیدم سال تاریخش غریب	آہ شد گنج سعادت زیر زمین

۱۲۲۹

غازی الدین حیدر بادشاہ



بعد وفات کے کئی برس مین مقبرہ اونکا تیار ہوا صاحبان رزیڈنٹ اوس
عہد مین یہ تھے پلینڈن صاحب بہادر کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر
کرنیل کالس صاحب بہادر کرنیل جان بیلی صاحب بہادر اور نواب
شمس الدولہ نائب اور نواب نصیر الدولہ یعنی محمد علیشاہ دیوان تھے
۳۲ پلٹن اور پانچ ہزار سوار بعد برطرفی ملازم تھے مدت ریاست کی ۱۲ سال
۹ مہینے فقط

تاریخ وفات راجہ ٹکیت رای

راجہ ٹکیت رای سخا پیشۂ زمان	چون جان پاک خود بجہان آفرین سپرد
رفتم بغور از پی تاریخ سال او	آمد ندا ز غیب کہ فیاض عہد مرد

۱۲۱۴ھ

حال ریاست نواب غازی الدین حیدر

جب نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ ہوئے نواب رضوان علیخان
نے کرنیل جان بیلی صاحب بہادر کو اس سانحے سے آگاہ کیا
اونہون نے حسب ضابطہ شتر سوار بھیجکر منڈیانون سے پلٹن واسطے
بندوبست کے طلب کین اور مرزا جعفر اور مرزا حاجی کو بلایا اور آپ
مع ڈاکٹر ڈلس صاحب اور کپتان فارجن صاحب کو ہمراہ لیکر نواب صاحب
کے مکان مین تشریف لائے اور جا بجا پہرے واسطے حفاظت
کے مقرر کیے اور حکم دیا کہ کوئی بدون اجازت کے قدم اندر مکان کے

رکھنے پائے محمد غلام عباس نے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر کو پہونچائی
وہ بلبا ہس فاخرہ ولایتی کمر مین لگائے نواب خاص محل کے مکان سے
بارہ دری مین داخل ہوئے آغا میر بھی کسیطرف سے راہ پیدا کر کے
پہونچا کرنیل صاحب بہادر نواب سعادت علیخان کے سر بالین آئے
دوشالہ کہ اوپر پڑا تھا اوٹھایا اور ڈیلس صاحب نے واسطے رفع شک
دونون کنپٹیون مین نشتر دیا ایک طرف سے تھوڑا خون اور دوسری
جانب سے اندکے چربی نکلی یہان کیا تھا باقی طبیعت مطمین ہوئی
گفتگو رئیس بنانے کے باب مین ہوئی شمس الدولہ کا بھی نام آیا تھا
لیکن غازی الدین حیدر بہادر کا طالع ور پر تھا ۱۴ برس کی عمر مین کرنیل
بیلی صاحب بہادر اونکو کمرۂ فرح بخش مین لائے اور مسند وزارت پر
حسب آئین بٹھا کر حکم شلک کا دیا ارکان دولت نے نذرین گذرانین

تاریخ وزارت

وزیر غازی دوران و رستم آفاق　　زہی جلوس وزارت نمود با دل شاد
ندا رسید زہاتف بمن کہ تاریخش　　بگو سعید متو دائما وزارت باد

مرزا جعفر و مرزا حاجی کا بھی دور ہوا اب آغا میر کی نیابت اس عہد کی مشہور ہے
آغا میر نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کے خواصون مین منسلک تھا
رفتہ رفتہ قسمت نے صورت ترقی کی دکھائی کاروبار خانگی متعلق ہوا

طبیعت چالاک تھی رنگ زمانے کا دیکھکر منشی علی نقی خان منشی رزیڈنٹ
بہادر سے رسم استحاد بڑھائی یہان تک کہ اونکو اپنا پدر خواندہ کیا اس
درمیان مین لارڈ بینک صاحب بہادر بھی لکھنؤ مین تشریف لائے
وفات سعادت علیخان سے نہایت ملول تھے اور کمال افسوس
فرماتے تھے اور ایسی مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ درستی معتمدات کی
حسب خواستۂ نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کی منظور تھی قریب
تھا کہ صورت دلخواہ غازی الدین حیدر بہادر کی ظہور مین آئے لیکن آغا میر
نے بطمع نیابت نواب غازی الدین حیدر کو اس وادی مین نہ آنے دیا
بلکہ یہ بات برعکس ذہن نشین کی کہ ایسا نہو کہ یہ ریاست طرف شمس الدولہ کے
منتقل ہوجاے جو حق نمک تھا وہ ادا کیا آیندہ نواب صاحب بہادر کو
اختیار رہی انکو وہ حوصلہ کہ جو نواب سعادت علیخان کو تھا کہان تھا
دام فریب مین آگئے اقرارنامہ جدید پیش کردہ کرنیل بلی صاحب رزیڈنٹ پر
دستخط کردیے دوسرے دن خلعت نیابت آغا میر کو نصیب ہوا اور
معتمد الدولہ خطاب پایا مرزا حاجی کی صحبت برہم ہوئی گھر بیٹھے منتظم الدولہ
حکیم مہدیعلیخان منتظم خیرآباد ہوے نو مہینے کے بعد معتمد الدولہ ساتھ
منصیر الدین حیدر کے لارڈ بینک صاحب بہادر کی ملاقات کو گیا تھا
اونپر سب حال روشن تھا معتوب ہوا بلکہ بعد معاودت فرخ آباد سے

گرفتاری معتمد الدولہ کی ظہور مین آئی اتنے دنون کے بیچ مین مرزا جعفر مر گئے

قطعہ

میرزا جعفر کہ دائم از امام جعفرش	حبّ در دل بود این بر بہر دو عالم ظاہر است
بہر تاریخ وفاتش چون تامل شد مرا	آمد از ہاتف ندا جعفر بزد جعفر ست ۱۲۴۰ھ

نواب غازی الدین حیدر خان بہادر نے پھر بنظر مہربانی مرزا حاجی کو بلا کر اپنا مقرب بنایا اور محمد آفرین علیخان خواجہ سرا کا بھی اس زمانے مین ستارہ چمکا بڑا دور ہوا میر خدا بخش انکا کارندہ تھا اوسنے کربلا بنائی بہت مشہور ہے۔

قطعہ

در ایام غازی دستور مند	کہ ہم نام حیدر بجود و عطاست
زہی رکن اقبال او ناظرست	جہان آفرین خوان او دائماست
بدربار او سید باوفا	خدا بخش نامش بفضل خداست
بنا کرد چون کربلا کربلا	بچشم جہان خاک او طوطیاست
زروی بشارت خرد سال او	بگفتا کہ این نقشۂ کربلاست

القصہ مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان یہ دونون نواب غازی الدین حیدر کے مشیر ہوے کچہ دنون محبت نے رنگ دکھایا چین سے گذری باہم شیر و شکر تھے یکایک پھر یہ فلک نے کروٹ لی نواب ممدوح نے

معتمد الدولہ کو پھر خلعت نیابت سے سرفراز فرمایا مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان خانہ نشین ہوے بعد کچھ زمانے کے محمد آفرین علیخان مر گئے تاریخ اور تکی وفات کی زیب قلم ہوتی ہے۔

قطعہ

چون محمد آفرین رحلت ازین عالم نمود	مدفن او شد بخاک آستان شاہ دین
چون نمودم فکر بہر سال تاریخ وفات	ہاتفی گفتا کہ ہی ہی کہ در رحلت آفرین

۱۲۳۳ھ

میر خدا بخش کو معتمد الدولہ نے مقید کیا بیچارے نے بڑی مصیبتیں اور ٹھوکریں مرزا حاجی جو مقید تھے مع گھر بار کانپور کو نکالے گئے۔

تاریخ

میرزا حاجی کہ آن از سالہا در قید بود	ناگہان او را برون از شہر کردہ این فلک
سال حال سر گذشتش چون ز ہاتف خواستم	گفت مرزا حاجی بیچارہ رفتہ یک بیک

بسکہ مرکوز خاطر سرکار ہوا اور گورنر جنرل کو بھی منظور تھا کہ اودہ کی ریاست آباد و شاد ہو اسواسطے ارکان دولت انگلشیہ نے نواب غازی الدین حیدر کو تاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۸۱۹ء تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا بخطاب شاہ زمن شہرت پائی۔ تاریخ یہ ہے

بحمد اللہ کہ با اقبال و دانش	بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یک نسم عیش ست	ز ماہی خرمی تا ماہ گردید

مبارک باد ای آفاق و عالم	طلوع آفتاب جاہ گردید
ندا آمد بگوشم زود یا رب	کہ شاہ امروز شاہنشاہ گردید

اور سکہ اونکا یہ جاری ہوا

سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب المنن غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن

اور نواب معتمد الدولہ کا خطاب وزیر اعظم ہوا تاریخ وزارت یہ ہے

چون شاہ زمن صاحب جود و انصاف	شد بر لب و رنگ مرصع جایش
کرد ند وزیر اعظمش ضیغم جنگ	کوہست بمضمار فراست فارس
از نصفت شاہ شد قوی ہر مظلوم	وز جود وزیر شد غنی ہر مفلس
ساز د قدم شاہ خزف را یاقوت	وز خاک درہ وزیر زر گردد مس
تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شاہ اسکندر وزیر ارسطا طالیس

۱۲۳۸ھ

حکم اقتدار وزارت بڑھا اپنے پرانے حساد اور اعدا کو سمجھنے لگا اکثر اشخاص مخالفان کو کانپور[1] پہونچایا کہ ایک چھوٹی سی بات یہ ہے کہ بادشاہ بیگم اور ولیعہد کے بیچ مین بڑے بڑے فساد ڈالے میر فضل علی داروغہ اور فیض النسا مغلانی کو سرکار بادشاہ بیگم سے نکلوایا بڑے ظلم و ستم ظہور مین آئے نوبت کشت و خون کی پہونچی تھی کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطہ امن کے ہوے اونکو فرخ آباد مین پہونچایا وہان جاکر منتظم الدولہ سے ملے رابطہ اتحاد کا پیدا کیا درمیان بادشاہ بیگم اور ولیعہد بہادر کے

[1] بادشاہی بیگن گنگا پار جھنسی کے علاقہ مین ایک قلعہ ہے

وہ آتش افروزیان کین کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے دشوار تر تھا مینا جان جب
پیدا ہوے دھوبن کے شکم سے قرار دیا پادشاہ کے کئی بھائی اسی کے
ہاتہ سے غریب الوطن ہوے بہت شہر مین نظر بند رہے اور یہ بھی بیان
اوسکا ہی کہ معتمد الدولہ لیاقت اور مروت اور اور صفتون مین بی نظیر تھا
مگر ہر کسی کو اپنی اپنی زندگی اسکے وقت مین دوبھر تھی غریبون پر جور فیق
اوسکے ظلم وستم کرتے تھے وہ کسی کی فریاد نہین سنتا تھا مکانات
رعایا کے بجبر چھین لینا ایک بات تھی اور اسنے زمین جبریہ پر بڑے بڑے
وسیع وسیع مکان بنوائے مگر رہنا بھی نصیب نہوا غرض اس نائب کی
بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کی تعریف ہی لیکن سلوک اسکا چہ عام وچہ خاص
اچھا تھا اسکے عہد عنایت مین زمانہ اچھا عیش دوست رہا لکھنو مین
آبادی ہوتی گئی اور یہ شخص شعرا کا دوست تھا اب اسکے خاندان سے
کانپور مین کئی رئیس موجود اور وثیقہ دار سرکار ہین۔

تفضل حسین کہ بعہدۂ وکالت کلکتے مین تھا موقوف ہوا لیکن معتمد الدولہ
نے پھر عرق ریزی کرکے محمد خلیل الدین خان کو کہ مقبول سرکار تھا
وکیل کروایا تقریباً کرور روپیہ سرکار شاہی کا سرکار کمپنی انگریز بہادر مین بمنافع
فی ہزار پانچ روپیہ داخل کرکے وثیقہ کرالیا جسکا سودا لعوض ساڑھے بارہ پانچ
حسب تفصیل ذیل وثیقہ جاری ہوا۔

نواب مبارک محل	سلطان مریم بیگم	ممتاز محل	سرفراز محل	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
ملازمان متعلقان مع اسامیہا سرفراز محل	خرچ امام بارہ نجف اشرف	نواب بیگم زوجہ معتمد الدولا	امین الدولہ پسر ایضاً	
ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	
معتمد الدولہ وزیر اعظم	وزیر بیگم و عالیہ بیگم دختران معتمد الدولہ	نامعلوم		
ایضاً	ایضاً			

یہ پادشاہ بھی بہت نیک نیت تھا عادل اور منصف اور سخی کمال تھا نظم و نسق سلطنت عام تعلق معتمد الدولہ کے تھا جو روپیہ کہ نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ نے خون جگر کھا کھا کر ہزار تدبیرون سے جمع کیا تھا نصف سے بھی زیادہ صرف عمارات شاہی مین در آیا اور ناچ رنگ تماشا مین کوڑیون کیطرح خرچ ہوا یہ کلام سعدی کا سچ ہے ہر کہ آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بدیگرے پرداخت ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء ۵۶ برس کی عمر مین بعارضہ اسہال خونی محل مین وفات پائی امام بارہ نجف اشرف مین کہ لب دریا بنوایا تھا دفن ہوئے لقب خلد مکان ہوا

تاریخ وفات کی شیخ ناسخ سے یہ ہے	
از وفات جناب شاہ زمن	گوہر عالمی ہلاک شدہ
دہر گرید بہر ما و زرخ	بہ بہشت آن جناب پاک شدہ

نصیرالدین حیدر بادشاہ



دیدہ ہا شد بہا تمش نمناک	سینہ ہا آہ دردناک شدہ
رفت دامان صبر از دستم	جیب صبر و شکیب چاک شدہ
گشت تاریخ مصرعہ استاد	ای بسا آرزو کہ خاک شدہ

۱۲۴۳ھ

کرنیل جان بیلی صاحب استریچی صاحب جنرل ریپر صاحب میٹن صاحب مارونٹ رکٹس صاحب اس عہد مین رزیڈنٹ رہے معتمد الدولہ نائب سردار قمر الدین احمد خان مرزا حاجی محمد آفرین کارپرداز تھے اسوقت مین سات ہزار سوار اور اکتالیس پلٹن تھین ملک کی آمدنی ایک کرور اسی لاکھ مدت سلطنت قریب ۵ برس کے

بیان ریاست ناصر الدین حیدر بادشاہ

بعد خلد مکان کے ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ ناصر الدین حیدر بادشاہ پچیس برس کے سن مین ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری دیوالی کے دن شمع افروز کاشانہ تخت سلطنت ہوئے تاریخ اونکے جلوس کی یہ ہی۔

قطعہ

بر تو ای پادشہ فیض رسان عالم	تمنت این مملکت ہند مبارک باشد
سال تاریخ جلوس طرب افزا بشنو	جاودان سلطنت ہند مبارک باشد

۱۲۴۳ھ

اس بادشاہ کے دو سکے جاری ہوے پہلا سکہ یہ ہے۔

سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ	بدہر سکہ شاہی زدہ ز لطف الٰہ

بعد چند روز کے یہ سکہ یون بدلا گیا

سکہ زد بر سیم وزر از فضل حق ظل الٰہ	نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ

اب تک اس سلطنت مین معتمد الدولہ وزیر تھے فقیر محمد خان اور میڈو خان وغیرہ سالدار مع افسران سوار و پیادہ اس نائب کے مطیع و فرمان بردار تھے رسالہ فقیر محمد خان مین ایک ہزار آٹھ سو سوار اور رسالہ میڈو خان مین ایک ہزار سات سو سوار تھے اور افسران پیادہ سوای انکے سبحان علیخان قوم کنبوہ سا مشیر تھا بڑا صاحب عقل و نیک تدبیر تھا تاج الدین حسین خان کنبوہ عہدہ سفارت پر مامور تھا ہر ایک اپنے وقت کا ارسطو تھا لیکن بادشاہ حرکات معتمد الدولہ سے کھٹکتے تھے اسقدر قدرت بخیال برپا ہونے فتنہ و فساد و فوج کے حاصل نہ تھی کہ معتمد الدولہ پر دفعۃ ہاتھ صاف کرین چونکہ ذکی و عاقل تھے بھائی آغا بھائی آغا ہر وقت زبان پر جاری تھا مگر دلمین دشمن خاندان اپنا تصور کرتے تھے ظاہر مین روز بروز صورتین ترقی کی نظر مین آتی تھین ایک دن پچاس ہزار روپے نقد یکمشت خزانۂ سلطانی سے بحکم بادشاہ معتمد الدولہ کو ملا سبحان علیخان نے کہ مرد کنبوہ اور عاقبت اندیش مشیر اور سکا تھا مزاج مین بہرحال دخل تھا معتمد الدولہ سے بخیال دور اندیشی یہ بات بیان کی کہ نواب صاحب یہ عنایات شاہی خالی علت سے نہین کچھ دال مین کالا ہے باعث تباہی کی ہوگی خبر شرط ہی

آپ دانا ہین دام عیاری سے دور رہیے گا قریب ہی کہ کوئی گل تازہ کھلے
ایسا نہو کہ ان روپیون کے لینے کے عوض دینے پڑجائین وہ لڑکا
قیامت کا ہی مجکو اوسکا کلام یاد ہی کہ ایکدن کہتا تھا کہ وزیر علیخان سے کچھ
کہتے نہ بن پڑا بہت ہلدی گرگذرا آغامیر نے درجواب اوسکے بکشادہ پیشانی
یہ کہا کہ تم عبارت کا لکھنا خوب جانتے ہو اس مضمون سے خبر نہین ہم
خوب اس مطلب کو پہونچتے ہین بادشاہ کی اگر تدبیر اور چال چل گئی تو بت مجھا
حساب کی آوے گی اسکے ستدباب مین یہ روپیہ صرف کرونگا جہان
کرور روپیہ کا محاسبہ میرے ذمہ ہوگا یہ کون بدگمان ہی کہ نہ اوٹھے گا اور
اگر یہ گمان بدتمھارا ظہور مین نہ آیا در اصل بخوشی عنایات سلطانی سے
سرفراز ہوا ہون شیر مادر ہی فکر بے سود سے دل کو پریشان کرنا بیفائدہ
ہی القصہ بادشاہ اور معتمد الدولہ بظاہر شیر و شکر تھے ایکدن بے تکلف
بادشاہ نے وزیر سے قفلیان برف کی طلب فرمائین اس سخاوت پیشہ نے
پانچ چار حاضر کین مشہور ہی کہ بادشاہ دیجاہ اسکی سرد مہری سے اپنے
دلمین بہت گرم ہوئے اور طلب فرمائین ناظرین کیفیت ملاحظہ فرمائین
کہ کیا نشۂ شراب نخوت آنکھون مین جما تھا کہ عوض برف کے یہ حرف
زبان پر آیا کہ اسوقت اور قفلیان تیار نہین ہین واللہ اعلم بالصواب
یہ روایت سنی ہی اب آغامیر کی فراست اور دانائی دیکھیے کہ وہ تدبیر

مناسب نہ تھا رفتہ رفتہ یہ خبر پھیلی کہ رزیڈنٹ لکھنؤ سے لیکر صاحبان صدر تک
وہ رسم اتحاد بڑھایا کہ وہ سب ہم اسکی محبت کا بھرنے لگے معین و مددگار
تھے بہرصورت مطمئن تھا یہ بات ذہن نشین تھی کہ ہم چاہین آج بادشاہ
بنادین آخر کار عزور دولت و تدبیر نے یہ دن دکھایا نصیر الدین حیدر
بادشاہ کہان تک ضبط کرتے اسکے غزل کے درپی ہوئے چونکہ
امور خانگی مین مختار تھی رزیڈنٹ بہادر کو اس بات پر آمادہ کرلیا اور اونھون نے
یہ فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کو ہماری کوٹھی مین بھیجدو ہم گرفتار کردینگے آپ
اس امر مین مبادرت نہ فرمائین کہ بیٹھے بیٹھے ناحق کو فساد اوٹھے گا
مختصر یہ تجویز جب قرار پائی نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو ایک دن
دوپہر کے وقت خوشی خوشی کوٹھی رزیڈنٹی مین بھیجا کہ تمھین بڑے صاحب نے یاد کیا ہے
چونکہ آمد و رفت جاری تھی اور شدنی درپی گرفتاری تھی راز پنہان سے
آگاہ نتھا دانائی کام نہ آئی بڑی شان و تزک سے کئی ہزار سوار و پیادہ
ہمرکاب تھا کوٹھی رزیڈنٹی مین پہونچا صاحب کلان حسب سررشتہ رسم
و آئین مقررہ پیش آئے کوٹھی خاص مین جگہ دی فقیر محمد خان وغیرہ حسب قاعدہ
باہر تھے تھوڑی دیر کے بعد کچھ باتین مناسب وقت ادہر اودہر کی کرکے
اوس مقام سے باہر آئے معتمد الدولہ وہان بیٹھا تھا کہ دوسرے دروازے
سے دو انگریز جو کمین گاہ مین کھڑے تھے کرچین حسب ضابطہ برہنہ

لیے ہوے مانند عزرائیل کے اوسکے سر پر آپہونچے اور یہ حکم سنایا
کہ آپ بموجب حکم بادشاہ سلیمان جاہ کے قید ہوئے ہتھیار رکھدیجیے
یہ سنتے ہی چہرہ زرد ہوا روح قبض ہوئی بس کیا تھا قید ہوا کہ ایک ساعت
کے بعد صاحب کلان بہادر پھر تشریف لائے اور بہت تشفی اور دلداری
کی کہا کہ نواب صاحب یہ مقام شکر جانیے اضطراب نہ کیجیے ہمنے آج آپکی
عزت و آبرو بچائی کہ بادشاہ کے پنجہ قید و قہر سے چھوڑا کر اپنے پاس
رکھا وگرنہ بادشاہ تمھارا دشمن تھا بہت بری طرح پیش آتا اب جو بات کہ
تمکو منظور ہو اور بہتر سمجھو وہ کہو کہ وہ صورت عمل مین آئے معتمد الدولہ اوسوقت
آنکھون مین آنسو بھر کے اسطرح بولا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اس بات کا
میزان عدالت سے امیدوار ہون کہ بٹہ آبرو مین نہ آنے پائے صاحب کلان
بہادر نے بہت اطمینان فرمایا کہ خاطر جمع رکھو ایسا نہوگا اب فیقون کا
حال سنیے جنکو دعوی تھا کہ جہان پسینا نواب صاحب کا گریگا وہان اپنا
خون گرائین گے ہر ایک باہر اپنے مقامون پر بیٹھے تھے کہ یہ حال اوپر
آشکارا ہوا نہایت دست پاچہ ہوے ادہر اودہر بغلین جھانکنے لگے
ساری رفاقت اور بہادری بھول گئے ہراسان اور پریشان اپنی اپنی جان
اور مال کی خیر مناتے تھے یہان تو یہ معاملہ گذرا وہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ خوش کہ معتمد الدولہ گرفتار ہوگیا اوسیوقت یہ حکم جاری فرمایا ابھی

متوسلان معتمد الدولہ گرفتار ہون اور سدن شہر مین عجب ہنگامہ برپا تھا
کہ چوبدار سلطانی پہرے لیے ہوئے ہر طرف کوچہ و برزن مین تھے
جہان کچہ بھی پتا پاتے تھے کہ یہ شخص آغا میر سے سروکار رکھتا تھا اوسکو
بلا تامل گرفتار کرتے تھے مکان پر چوکی پہرہ بٹھاتے تھے القصہ اوسدن
اس معاملے مین بہت لوگ گرفتار ہوے زیادہ تصریح اسکی بیکار ہے
سارے شہر مین کھلبلی مچ گئی اکثرون کے گھر مین سامان شب عاشورہ تھا
اب سنیے صاحب کلان بہادر نے معتمد الدولہ کو قید کرکے اجازت دی
کہ بسواری فیل اپنے گھر جاے اوسوقت کا عالم کیا بیان کیا جاے دروازہ
بیلے گارد سے آغا میر کے مکان تک ایک ازدحام تھا کچہ افسوس اور کچہ
خوشی صورت قید کی مکان پر یہ تھی کہ ایک کمپنی انگریزی واسطے حفاظت
آبرو کے مامور تھی منڈیاون سے آتی تھی اور ہر ہفتہ مین اوسکی بدلی بھی
ہوا کرتی تھی لیکن قید ہونے کے بعد مہاجن اور بیوپاری وغیرہ کہ جنکا
روپیہ اوسکے ذمے کثیر تھا رات دن دروازہ گھیرے رہتے تھے
اوقات خواب و خور آغا میر کی اسنکے ہاتھون سے تنگ تھی یہ معاملہ
کچہ سرکاری نہ تھا صاحب کلان بہادر نے حکم دیا کہ جلد زر قرضہ کہ لازم الادا
ہی ادا کرے اور ایک انگریز بھی مامور تھا کہ اوسنے میر روشن علی کے
ہاتھون سب کا قرضہ ایک کے چار حسب دلخواہ قرضخواہون کے دلوائے

بعد عرصے کے آغا میر عزت و آبرو سمیت بقصد وصل حسب کلان بہادر کے
مع زن و بچہ و مال و اسباب لکھنؤ سے کانپور کو گیا تیس لاکھ روپے کی بابت
ضمانت اور تنخواہ کے جو خزانہ رزیڈنسی مین جمع تھے اور وہ جملہ املاک کہ لکھنؤ مین
بحوالی تھی محاسبۂ شاہی مین محسوب ہوئی مگر یہ کون بڑی بات ہوئی راوی بیان
کرتے ہین کہ اسباب اور جواہرات وغیرہ کے سوای چالیس پینتالیس
چھکڑے فقط اشرفی اور روپیون کے یہان سے اپنے ساتھ لیگیا
چنانچہ کانپور پہونچتے پہونچتے ایک چھکڑا اشرفیون کا اعظم علی داروغہ نے
راہ سے گم کیا اور سبوجہ سے باہم صورت ملال کی پیش آئی خلاصہ
اس تحریر کا یہ ہی کہ باوجود اس خرابی اور بربادی کے آغا میر نے کانپور
جاکر پچیس ہزار روپے کا وثیقہ تازہ سرکار انگریزی سے اپنے نام کا جاری
کروایا وہ آج تک اوسکی اولاد کو ملتا ہے اور نئے مکان میدان جوہی مین
تعمیر کروائے اب یہ روایت سنیے کہ جب آغا میر قید ہوا فیض النسا مغلانی
اور میر فضل علی جو فرخ آباد مین کالے ہوے تھے خفیہ پھر اس شہر مین
آئے اور بواسطہ بادشاہ بیگم کے میر فضل علی نے وزارت پائی اور
اعتماد الدولہ خطاب ہوا منتظم الدولہ اور مرزا حاجی بھی بامید وزارت کانپور
سے شہر لکھنؤ مین آئے تھے لیکن منتظم الدولہ اور اعتماد الدولہ مین موافقت
نہوئی مایوس پھر گئے لیکن مرزا حاجی رفاقت منتظم الدولہ سے کنارہ

کرکے رفیق اعتماد الدولہ کے بنے پر لکھنؤ کا رہنا غنیمت جانتے تھے
اعتماد الدولہ مدار المہام تھے اس درمیان مین رتبہ اقبال الدولہ کپتان کے
بیٹے کا زیادہ ہوا عہدہ جرنیلی کا پایا کاروبار سلطنت مین بھی دخل کامل ہوا
طبیعت بادشاہ کی اعتماد الدولہ کیطرف سے پھر گئی لوگون نے یہ
ذہن نشین کردیا کہ یہ شخص معتمد الدولہ سے درپردہ سازش رکھتا ہی موقوف تو
نکیا لیکن ایسا منیق مین ڈالا کہ وہ خود خانہ نشین ہوا اور تھوڑے عرصے
مین بیمار ہوکر دنیا سے گذرا اور لاش اوسکی کربلای خدا بخش مین دفن
ہوئی یہ بادشاہ جمجاہ بڑا سیر چشم و دریادل تھا سخاوت مین بی نظیر ہوا
چار روپیہ کا نوکر تک اس عہد سلطنت مین امیر ہوگیا مہینون تنخواہ نہین
پاتے تھے لیکن سب طرح فارغ البال تھے اپنے محلون کو اس بادشاہ
نے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے یہ وثیقہ اور مشاہرہ مقرر کیا

نواب ملکہ زمانیان ~~محمدہ علیا~~ ~~تاج محل~~ ~~سلطان عالیہ ملکہ زمانیان~~

~~ع~~ ~~ع~~ ~~ع~~ ~~ع~~

~~بادشاہ محل~~

~~ع~~ ~~ع~~

اس بادشاہ کے زمانے مین محلات مین قدسیہ محل کا اقتدار
بہت تھا اور اس محل نے بڑی سخاوت کی اور کرورون روپیہ کا صرف
کیا سارا شہر اب تک اس محل کی سخاوت کا قائل مگر وہ بھی کسی

وجہ سے آخر کو ہیرا کھا کر قضا کر گئے

اس زمانے مین منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کانپور سے بلا کر عہدۂ وزارت پر سرفراز ہوئے تھے نظم و نسق ملک سب انکے تعلق قدر و منزلت کمال پیش نظر تھی حضور خطاب دیا یہ شخص منتظم اور معاملات مالی مین اپنا ثانی نر رکھتا تھا اور اسکی بہت سے لوگ دشمن تھے خصوصاً قدیمی خائن و بے ایمان اس شخص سے جلتے تھے یہ نائب منتظم اور کفایت شعار تھا خوب ہی انصرام خدمت نیابت کیا اور اسی عہد مین حضرات کنبوہ بھی بڑے مغرز اور صاحب اقتدار تھے تاج الدین حسین کی لیاقت و سفاہت مشہور ہی لیکن تاج الدین حسین اسی فکر مین رہتا تھا کہ حکیم مہدیعلیخان منتظم الدولہ کو اس عہدۂ وزارت سے گرا دے چنانچہ بادشاہ بیگم سے ملکر بادشاہ کی خاطر مین حکیم صاحب کیطرف سے شک ڈالا اور آخر کار وہ معتوب و معزول ہوئے جسکی تاریخ معزولی شیخ امام بخش ناسخ سے یہ ہے

قطعۂ تاریخ

افتاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نو رقم کن
از حای حکیم ہشت بر گیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

مگر بعزل اسکا باعث برہمی مزاج صاحب پیدا ہوا خلاف رائی انکے
یہ بات ظہور مین آئی تھی کچھ کچھ کدورت سے دلمین گھر کیا چونکہ بادشاہ
فہیم اور عقیل کمال تھا ابر نہ تھے ندیا لیکن بادشاہ بیگم اور داروغہ حسین علیخان
اور امانی بیگم کی صلاح سے روشن الدولہ محمد حسین خان فرزند نواب
اشرف علیخان سے خلعت وزارت پایا یہ وزیر بھی سخی تھا اکثر عمارات
بھی اپنی وزارت مین تعمیر کرائین اب تک کوٹھی روشن الدولہ کی
معروف بہ قیصر پسند مشہور ہی تاریخ بنیاد یہ ہے

کیا رشک ارم ہے کوٹھی

اس عہد سلطنت مین راجہ درشن سنگہ راجہ بنجتاور سنگہ بڑے
ذی عزت وذی اختیار رہتے جنکی یادگار ہوتت مہاراجہ مانسنگہ
بہادر ہین وعلی ہذا راجہ درشن سنگہ غالب جنگ قوم کوری جسکا بیٹا
راجہ جی لال سنگہ بغاوت کے جرم مین بمقام لکھنو پھانسی دیا گیا
بڑا صاحب اختیار رتھا اکثر عمارات شاہی زیر اہتمام راجہ بنجتاور سنگہ
تعمیر ہوئین نواب سعادت علیخان نے جو روپیہ جمع کیا تھا اور بعد
صرف نمازی مالدین حیدر بادشاہ کے باقی رہ گیا وہ مع آمدنی ملک کے
اور دفینون مین جو کچھ روپیہ نکلا بی ملا وہ سب اس بادشاہ نے صرف کیا
سخاوت کے جرات وہمت اور کروفر کی بو دماغ مین سمائی تھی

مزاج نہایت برق تھا اخیر مین بعض بعض نمک حرامون کی سازش
سے بادشاہ بیگم اور بادشاہ مین [illegible] ہوا اور نوبت بفساد بھی پہونچی
اسلیے بادشاہ بیگم نے مناجانکو لیکر الماس باغ مین استقامت اختیار کی
تخم عناد کا دلون مین پڑگیا روز بروز ترقی رہی کئی ہزار آدمی جدا گانہ
بادشاہ بیگم نے نوکر رکھنے شروع کیے جب بادشاہ نے اس بات پر
اور بھی مناجان کے فرزند ہونے سے انکار محض کیا اور آیندہ الغیب عند اللہ
اشتہار دیا کہ وہ فرزند میرا نہین ہی اور انواع انواع کے معاملے پیش
آئے کہ اوسی زمانے مین بادشاہ نے بھی فرح بخش چترمنزل چھوڑ کر
دلکشا مین رہنا اختیار کیا اسکے بعد بادشاہ نے اپنی عمر عیش و نشاط
مین بسر کی کوئی دشمن اندرونی و بیرونی برسر عداوت نرہا صاحبان انگریز بھی
اس بادشاہ سے موافق رہے عیاش و شکار دوست بشدت تھا اگرچہ بجد
نازک مزاج تھا لیکن سخی و قدردان تھا اندوختہ سابق کروڑون روپیہ صرف مین
لایا اسکے عہد سلطنت مین خاص صنعتین یہ تھین کہ اہل تجارت کو رفاہ ہوا آمدنی
بھی نہین ہوئی ملک بھی آباد رہا رعب سلطنت نے اب سیاست بھی بہت تھا اور
اچھے اچھے شعرا اس زمانے مین تھے اپنے مذہب امامیہ کا بہت پابند تھا بلکہ
اونھین کے عہد دولت سے اس مذہب نے لکھنو مین ترقی پکڑی نائب امامی یعنی حکیم مہدی
جو کئی مرتبہ عہدہ وزارت سے سرفراز اور معزول ہوا بعد اسکے زمانہ روشن الدولہ کا قابل

تعریف تھا اسی بادشاہ کے عہد مین کئی مأثر تعمیر ہوئی اور
اچھی اچھی اور عمدہ عمدہ تعمیرات طیار ہوئین یہ صاحب رزیڈنٹ سے
دوستی رہی گومتی کے کنارے بکثرت مکانات تعمیر ہوئے
اسوقت مین اکثر اور سلطنت کے کارپرداز اور دیکھنے والے موجود
ہینگے اور سب کچھ بتفصیل ہمکو معلوم ہی لیکن اختصار مین گنجایش تفصیل
نہین آخر مین بنکے حرامیون نے اس شاہ جم جاہ کے ساتھ دغا کی زہر دلوادیا اور یہ
بات بھی زبان زد خلائق ہی کہ دھنیا مہری نے زہر دیا اور بعضے کو یہ عقل رای
لگاتی ہین کہ بعض حرکات اسکی ناپسند یدہ صاحب رزیڈنٹ کو ہوئین اسواسطے اسکے
مارڈالنے مین مشورہ ہوا الغیب عند اللہ - ۳ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء
جمعہ کے دن ۳۵ برس کے سن مین وفات پائی اپنی کربلا مین کہ اوسپار
دریای گومتی کے تعمیر کی تھی دفن ہوئے خلد منزل لقب مشہور ہے

مدت سلطنت ۱۰ برس ۵ یوم تاریخ وفات یہ ہی

رفت شاہ جہان سلیمان جاہ سوی جنت ز بارگاہ اودہ
ہاتفے گفت از سر افسوس بارم رفت پادشاہ اودہ ۱۲۵۳ھ

کرنیل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے معتمد الدولہ و اعتماد الدولہ
ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سیادت جنگ روشن الدولہ نیر الملک
محمد حسین خان بہادر قائم جنگ رکن رکین خلافت و جہانداری عتضاد سلطنت



وشہریاری مقیم جنگ مدار المہام وزیر الملک منتظم الدولہ مہدی علیخان بہادر
جلادت جنگ اقبال الدولہ بہادر مظفر الدولہ بہادر معظم الملک کپتان
فتح علیخان ہیبت جنگ منشی الملک مفخر الدولہ دبیر الملک مہاراجہ
رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ متخلص بزرجمی ظہیر الدولہ مصلح الملک
غلام یحیی خان مقیم جنگ منور الدولہ بہادر انکے بعد انکے شرف الدولہ مفخر الملک
محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ بعد انکے رکن کین خلافت و جہانداری
اعتضاد سلطنت شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک یار وفادار پیر سالار
رستم ہند نواب امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ
یہ سب مدار المہام اور کارپرداز سلطنت تھے۔

بیان حال ریاست رفیع الدین حیدر محمد مہدی مرزا فرزند نجبت بہادر عرف مناجان

صاحب رزیڈنٹ خبر وفات کی پاتے ہی بارگاہ پادشاہ مین تشریف
لائے بنظر تقدم بالحفظ پہلے ہزار سپاہی مع توپون کے واسطے
حفاظت خزانہ وغیرہ کے مامور کیے اور مبالغت آمد و رفت دوست و
دشمن کی عمل مین آئی بعد اسکے محل مین جہان نصیر الدین حیدر پادشاہ
جان بلب تھے گئے دیکھا کہ حضرت نے حسرت سے آہ سرد کھینچکر
جان بحق تسلیم کی اسوقت ہاتہ کی فصد بھی کھولی گئی مگر اون مین کیا باقی تھا

اب سنیے جب کرنیل جان لوصاحب بہادر کو یقین کامل ہوا کہ نصیر الدین حیدر ناگاہ دنیا سے گذرے ایک کاغذ بہ مضمون آویزش کا مشتمل اس مضمون سے کہ جو کچھ نواب گورنر جنرل بہادر ارشاد فرمائیں گے ہم عہدنامہ جدید پر دستخط کردینگے پاس نصیر الدولہ کے بھیجا مزین بدستخط منظوری جو پہنچا آگیا ابھی یہ گفتگو کرسی نشین مطلب نہوئی تھی کہ پادشاہ بیگم مع مناجان کے کہ بفاصلہ چہار میل بارگاہ سلطانی سے الماس باغ مین تھین باوجود حکم ممانعت رزیڈنٹ بہادر کے بافوج کثیر بعد گذرنے تین پہر رات کے در دولت پر آپہونچین کرنیل جان لوصاحب بہادر کہ مہیا کرنے سامان جلوس مین سرگرم تھے یہ خبر سنتے ہی سخت متحیر ہوئے اور کپتان جمس پاٹن کو اجازت دی کہ محافظان دروازہ بیرونی کو حکم محکم دو کہ کوئی یہان بدون اجازت نہ آنے پائے اور روشن الدولہ بہادر سے تاکید فرمائی کہ تم سد باب مقابلہ بادشاہ بیگم کا کرو اور بفصاحت میکسر صاحب کو یہ فرمایا کہ تم جلد سپاہ انگریزی منڈیانون سے لاؤ کپتان جمس پاٹن صاحب بہادر حسب الحکم دروازے پر آئے اور بگفتگوے ملایم مقابل سے فہمایش کرنے لگے کہ یہ حرکت تمھاری باعث بربادی مطلب ہوگی یہ کب سنتے تھے ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے بزور فیل دروازہ توڑ کر مکان سلطانی مین اپنے گھر کی طرح در آئے باکہ کپتان جمس صاحب اس چپقلش مین مجروح بھی ہوئے مگر

بتیغ زبان وہ بھی کام لرتے رہے گفتگو سے نہ باز آئے کہ دیکھو انجام اس
آغاز کا بہت بون پیش آئیگا بھر کیا یہ تو گرفتار ہوئے سپاہی بادشاہ بیگم
کے یکدم حکم شمشیرین کھینچے ہوئے اور نوکرے بندوقون کے شیر اندرون
حجرے کے پہونچے کرنیل جان لو صاحب کو اپنے قبضے مین کیا اور
نصیر الدولہ اور امجد علیخان اونکا فرزند اور عظیم اللہ خان اور رفیق الدولہ
اور روشن الدولہ وغیرہ ایک مکان مین نظر بند تھے اور یہ لوگ ایوان شاہی مین
بہر جانب پھرتے تھے اور ہتیارون کو بدلتے تھے قریب دو ہزار آدمی
کے تھے اس شور و غل سے بادشاہ بیگم نے مناجان کو لاکر تخت سلطنت پر
بٹھادیا اب ہر طرف ناچ رنگ کا ہنگامہ شروع ہوگیا سلامی توپون کی
حسب قاعدہ ظہور مین آئی اوس جگہ مشعلین بیشمار روشن تھین کشمکش
حد سے زیادہ تھی کرنیل جان لو صاحب بہادر پر ایک یورش کا ہنگامہ
نازل تھا یہ کہتے تھے کہ تم حسب آئین و ضابطہ کے اپنی زبان سے
مناجان کی سلطنت کا اقرار کرو مگر انکی زبان سے کب یہ کلمہ نکلتا تھا
ہرگز نہ کہا خداوند کریم نے اوسوقت صاحب بہادر کے حال پر رحم فرمایا
کہ اور لوگون نے آکر حسب الحکم بادشاہ بیگم کے اس گروہ کے پنجہ سے نجات
دلوائی اور سب مقید رہے اب جان لو صاحب بہادر جو اونکے ہاتھ سے
جابز ہوئے بادشاہ بیگم سے سوال و جواب شروع ہوا کلمے صاحب بہادر کے

یہ تھے کہ اگر سر مو ہمارے کہنے سے انکار کروگی تو انجام نہایت بُرا
دیکھوگی اپنے ہاتھون آپ گرفتار غضب ہوگی یہ باتین تھین کہ فوج
انگریزی طلب فرمودہ صاحب ممدوح کی منڈیا یون سے آپہونچی ہنگامۂ حرب
وضرب گرم ہوا میگنس صاحب کہ سرکار شاہی کا ملازم تھا اسکے رسالے کی
توپین واسطے سلامی مبارکباد کے آئی تھین برعکس پیش آئین بوچھار چھرّون کی
لال بارہ دری پر پڑنی شروع ہوئی ۔ ۴۰ آدمی بادشاہ بیگم کیطرف کے مجروح
اور مارے گئے اور تین سپاہی انگریزی زخمی ہوئے ظہیر الدولہ
غلام یحییٰ خان نے کہ اون دنون مین مقید تھے کیا جرات کی کہ اس معرکے
مین کوٹھی فرح بخش کی پشت پر سے لب دریا کود پڑے پاؤن مین چوٹ آئی
کشتی مین جا چھپے بادشاہ بیگم مع مناجان کہ ۴ برس کا سن اسوقت مین تھا
مع امام بخش کارندہ کے گرفتار ہوئین جو ذلت کہ اونکے پیش آئی زبان
لانے مین غیرت اور شرم آتی ہی آخر کار بیلی گارد مین آکر بحفاظت تمام مقید ہوئین
جسقدر اس بادشاہ نصیر الدین حیدر کے جوان مرنے اور حسرت سے
جان دینے کا بعد افسوس چرچا ہی اوسیقدر مناجان کی بدنصیبی کا اور
بادشاہ بیگم کی کم قسمتی کا بیان زبان خلائق پر ہی یعنی یہ فرزند بادشاہ کا
بخطاب رفیع الدین حیدر محمد مہدی مرزا فریدون بخت بہادر جو خاص شاہزادہ کا
ہوتا ہی معروف تھا اور تا حیات بادشاہ کے بے لحاظ مراتب اور بیسامان

محمد علی شاه



رہتا تھا اور بوجہ اس بات کے کہ بادشاہ کو اس سے ملال کمال حاصل تھا بادشاہ بیگم کے ساتھ تھا وہ پرورش کرتی تھین بادشاہ نے طیش مین آکر مغضوب اور عاق کرکے باجرای اشتہار فرزندی سے خارج کردیا اوسکی سلطنت کے حق مین یہ وجہ سرکار کو چشم پوشی کی ہوئی یہ انقلاب بہت بڑا ہوا فقط

بیان حال ریاست نصیر الدولہ محمد علی شاہ پادشاہ

ابو الفتح معین الدین سلطان زمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ پادشاہ عم حقیقی پادشاہ مغفور یعنی فرزند نواب سعادت علیخان جنت آرامگاہ کو صاحبکلان بہادر نے بعد دستخط کاغذ مذکورہ کے نظربندی سے نکال کر تشفی تمام اپنے پاس بٹھایا اور حکم دیا کہ وہ مکان تخت گاہ شاہی جلد صاف و آراستہ ہو معاً کارپردازان نے لاشین تو دریا مین پھینک دین اور مجرد حون کو وہانسے دور کرکے [illegible] کو پاک کیا ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری کو پہر دن چڑھے صاحب کلان بہادر نے روبرو افسران فوج کے محمد علی شاہ کو ۶۰ برس کے سن مین تخت نشین سلطنت فرمایا اور تاج شاہی حسب آئین سر پر رکھکر بادشاہ اودھ اپنی زبان سے کہا تو مین مبارکباد کی حسب ضابطہ سر ہوئین نذرین گذرین خلعت ہوئے خاص و عام کو طمانیت حاصل ہوئی

تاریخ تخت نشینی یہ ہے

شہ عرش تمکین فلک اقتدار — چو گردید پشت و پناہ اودہ

سروشش اور سر دولت آواز داد — محمد علی گشتہ شاہ اودہ

۱۲۵۳ھ

اور سکہ بھی اس پادشاہ کا تاریخی ہی

بجود و کرم سکہ زد در جہان — محمد علی پادشاہ زمان

۱۲۵۳ھ

جسوقت دربار برخاست ہوا محمد علی پادشاہ کرنیل جان لو صاحب بہادر کو خلوت مین لائے اور فرمایا کہ رہنا پادشاہ بیگم کا شہر لکھنو مین مناسب اور زیبا نہین ہے کسواسطے کہ یہ عورت بڑی فتنہ انگیز ہی ہر دم اسکی ذات سے فساد تازہ ایجاد ہوگا صاحب بہادر نے کہنا اونکا قبول کیا ۱۲ تاریخ کو آدھی رات کے وقت بحراست سوار و پیادہ ہای انگریزی کانپور روانہ ہوئین وہان ایک مکان مین بکمال حفاظت نظر بند رہین اور وہان سے قلعہ چنار گڈہ مین پونہچین دو ہزار چار سو روپے ماہانہ واسطے صرف کے خزانہ پادشاہی سے مقرر تھے

۱۶ محرم سنہ ۱۲۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ع مین ناجہان نے انتقال کیا وہین دفن ہوئے (زہی رفت) تاریخ وفات کی ہی دو لڑکی ایک لڑکا چھوڑ گئے ۳ صفر سنہ ۱۲۶۳ ہجری پنجشنبہ کے دن پادشاہ بیگم نے اس جہان فانی سے کوچ کیا (آن قضا کردہ آہ) تاریخ وفات ہی

اس پادشاہ نے خوب سرانجام جزو کل امور سلطنت کا کیا اسوجہ سے کہ تربیت یافتہ نواب سعادت علیخان کے تھے سن اور کار آزمودہ تھے

برادر پروری اور رفقا نوازی نے رونق پائی انتظام وزارت ملک کا بھی باحسن الوجوہ
ظہور مین آیا آمدنی کا بھی انتظام ہوا زر کثیر اپنے عہد سلطنت مین جمع کیا
اور باوجود ضعف و پیری اور کثرت امراض کے ہر جزو کل کار سلطنت کا خود
کرتے تھے اس پادشاہ کے وقت مین صورت برہمی کار سلطنت مبدل
بخوش اسلوبی ہوئی لیکن باوجود اس بیدار مغزی کے نکحرامون نے
وہ کام کیا کہ باہم متفق ہوکر تنخواہ رسالون اور پلٹنون کی دو دو اور تین تین
جگہ وصول کی اوسی رسالہ اور پلٹن کی تنخواہ جمعخرچ سلطانپور مین مندرج اوسی رسالے
پلٹن کی تنخواہ کاغذ خیرآباد مین اور اوسی کی تنخواہ علاقہ گونڈہ و بہرایچ مین
اور اوسی کی تنخواہ بخشیگری لکھنو مین پڑتی تھی لاکھون کا تغلب ہوتا تھا
سچ ہی جب کارپرداز ہی یہ کام کرین پادشاہ کیا کرے خلاصہ یہ پادشاہ
بہت نیک نیت تھا کسی کام خیر کے انتظام دینی مین بندتھا لاکھون روپے
درگاہ حضرت عباس کی ترمیم مین صرف کیے اور درستی نہر اور روضہ
حضرت حُر کی طیاری مین خرچ کیے اور ہزار روپیہ مہینا اون ہندی لوگون
کے واسطے مقرر کیا کہ جو کربلا مین زیارت کو جاتے ہین اور متوسلونکو
بواسطہ صدریہ وثیقہ بطور وظیفہ مقرر کیا

صاحبان محل نواب ملکہ جہان فخرالزمانیان شہزادے اور اونکے محل

سلطان آرا بیگم
بعد اسم صاحب

ملے اسم
اسلامیہ

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ~~عظیم اللہ خان~~

~~ہ~~ مالہ ~~ع~~ ~~ا~~ ~~ع~~ ~~ہ~~ ~~ا~~ ~~ع~~ ~~ہ~~ ~~ا~~ ~~ع~~

~~شہزادیان~~ ~~متفرقات~~

~~ا~~ ~~ع~~ ~~ہ~~ ~~ا~~ ~~ع~~ ~~ہ~~ ~~ا~~ ~~ع~~

~~ایضاً نوٹ واسطے امام باڑہ حسین آباد~~

~~ہ~~ ~~ع~~

اور بہت سا زر و زیور اور مکانات اپنے عزیزوں کو تقسیم کیے یعنی ہر ایک کو صاحب املاک اور اہل دول کر دیا محتاج دوسرے کا نہ رکھا کرم پروری انکی مشہور ہی کمبختوں سے کمال نفرت تھی روشن الدولہ کو نیابت منصب نہ ہوئی اسی تمنا میں مر گئے کیا وجہ کہ سبحان علیخان دوست انکے کارپرداز تھے منتظم الدولہ کو فرخ آباد سے بلا کر اپنا وزیر بنایا اور منتظم الدولہ کو اونکی جرنیلی دی صاحبان صدر انکی روش نیک سے بہت راضی اور محظوظ تھے ہر خواہش صدر میں مقبول ہوتی تھی عمارت حسین آباد وغیرہ جو کچھ تعمیر کروائی عمدہ یادگار ہی فصل مکان میں مفصل بیان ہوگا مگر موت نے نچھوڑا تپ محرق نے ۶۸ برس کے عمر میں کام تمام کیا ۵ ربیع الثانی ۱۲۲۹ ہجری روز سہ شنبہ کو وقت رات کے انتقال فرمایا اور حسین آباد میں دفن ہوے فردوس منزل کہلاے۔

امجد علی شاہ



کرنیل جان لو صاحب بہادر اور کرنیل کالفیلڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے
نائب رشن الدولہ اور منتظم الدولہ اور ظہیر الدولہ اور منور الدولہ اور پیشکار
شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اور انکے عہد مین فوج ۳۲ ہزار پیادہ اور
تین ہزار سات سو سوار اور ملک کی آمدنی ایک کرور پچاس لاکھ روپے
کی تھی تاریخ وفات رفت شاہ اودھ بملک قدس ۱۲۵۸ھ
لیکن کبرسنی کی وجہ سے حواس مین خلل تھا سارے کاروبار صاحب رزیڈنٹ
کے مشورے سے طی ہوتے تھے اور انکی سلطنت مین کوئی بات
جدید نہین ہوئی۔

بیان حال ریاست امجد علی پادشاہ

ابو المظفر مصلح الدین ثریاجاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی پادشاہ
۴۳ برس ۹ مہینے ۲۰ دن کے تھے ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۸ ہجری منگل کے
دن تخت نشین ہوئے سمین معمولی عمل مین آئین تاریخ جلوس کی سادہ
الفت امی بخشی نے کہی۔

شاہ فلک مرتبہ امجد علی — مہر سماء شرف انجم سپاہ
دادہ عدل چو نوشیروان — ثانی دارا در سکندر بجاہ
ناصر دین دافع کفر و ظلام — دادرس عالم و ظل الٰہ
پنجم از ماہ ربیع دوم — ساعت فرخندہ بوقت پگاہ

ساختہ بر تخت خلافت جلوس — از مدد سبط رسالت پناہ
ساختہ الفت پی تاریخ فکر — تا بود دش بار دران بارگاہ
مصرعۂ برجستہ ز ہاتف شنید — تاج و اورنگ مبارک بشاہ
۱۲۵۸ھ

اور سکہ اس پادشاہ کا یہ جاری تھا

در جہان زد سکۂ شاہی بتائید الٰہ — ظل حق امجد علی شاہ زمن عالم پناہ

یہ پادشاہ کمال دیندار خدا پرست اپنے مذہب کی ترقی بہت مدنظر تھی عدالت کا کام سلطان العلما اور سید العلما کو سونپا اور انکے عہد میں سلطان العلما کا کمال دور دورہ تھا اہل ہنود اور سنت جماعت کے عروج پر حسد کرتے تھے کتنے ہندو مسلمان اور کتنے سنی شیعہ ہو گئے بازار اس امر کا گرم رہا زر زکوۃ شاہی ہر برس سلطان العلما کو سرکار شاہی سے ملتا تھا وہ اپنی رائے پر جسکو چاہتے تھے تقسیم کرتے تھے محنت یعنی ہجڑے مکار مگر مین اور جہان جہان اس شہر مین رہتے تھے انکے حکم سے نکالے گئے انکے انتقال کے بعد بیچارے خانمان برباد آباد ہوئے اور مدرسۂ شاہی کی بنیاد اور عمارتوں کی تکمیل انکی سلطنت مین ہوئی پل آہنی بنوایا شرف الدولہ کہ عہد ولیعہدی مین نظروں سے گرے تھے انکو بعد تین مہینے کے عہدۂ وزارت سے موقوف کیا اور امین الدولہ امداد حسین خان کو خلعت نیابت دیا اور پیشدستی کے عہدے پر اکبر علیخان نواب امیر الدولہ

کے بیٹے کو مامور کیا اور دیوانی مشیر الدولہ بہادر کی چلی آتی تھی وہی بدستور
رہی اور سید عنایت علیخان معین الدولہ جو بادشاہ کے ماموں تھے اونکو
ملک کی نظامت اور امور سلطنت کے مشورے کے لیے مقرر کیا بعد وفات
اکبر علیخان قطب الدین حسن خان کو پیشدستی وزارت کی ملی اور بعد انکے
معین الدولہ کو یہ عہدہ نصیب ہوا لیکن امین الدولہ اور معین الدولہ میں صورت
ناموافقت کی ظہور میں آئی لوگون نے بادشاہ کا دل امین الدولہ کی
طرف سے باتون مین پھیر دیا کہ ورت نے یہ دن دکھایا کہ امین الدولہ
ناچار ہوکر مستعفی ہوے اور گھر بیٹھے مگر معین الدولہ کو عہدہ وزارت
نصیب نہوا منور الدولہ بہادر کانپور میں تھے بلا آئے خلعت وزارت کا
اونکو دیا گیا کئی مہینے معین الدولہ کاروبار سلطنت مین مصروف رہے
مگر چاہ کندہ را چاہ در پیش یہ بھی بادشاہ کی نظرون سے گرے دلمین
میل آیا یہ بھی گھر بیٹھے اب منور الدولہ تنہا کاروبار سلطنت کا کرتے رہے
چونکہ آرام طلب تھے محنتین رات دن کی گوارا نہ ہوئین عہدے سے
معزول ہوئے پھر امین الدولہ بہادر اپنے عہدہ وزارت پر بدستور
قائم ہوئے نواب حامد علیخان اعتماد الدولہ کے خویش کو سررشتہ
پیشدستی کا ہوا انکے بعد سعید الدولہ علی محمد خان فرزند میر بندہ علی کے
پیشدست ہوئے سعید الدولہ عجب مرد چالاک تھا ایکدن جلسہ بار میں

جملہ وکلای تعلقداران وزمینداران کو طلب کرکے بہت دلجوئی اور استمالت
بیان کی کہ جس جس کو ضرورت روپیہ کی بصیغہ تقاوی وغیرہ درپیش ہووے
وہ معروضہ اپنے مہر دستخطی اور مچلکے لکھدین اون مفت خورونکا کیا تھا
حسب لیاقت اپنی اکثرون نے درخواستین لکھکر حوالہ کین اس شخص کی کارسازی
دیکھا چاہیے کہ وہ سب کو اخذ سرکار شاہی مین پیش کرکے درکثرت سے
حاصل کیا اور اپنے تصرف مین لایا یہ بیچارے سب اوس سے محروم
رہے سبحان اللہ کیا گھر عالیشان تھا کہ ہزارون محتاج نواب وزیر بن گئے
کوہی باری ڈھاڑی وغیرہ راجہ اور دولہ اور بہادر ہوگئے سچ ہی یہ شہر لکھنو
چراغ شبستان ہند کا تھا اور جو سامان امارت یہان اس آخری وقت مین تھا
وہ کسی ریاست مین نہوگا ایک یہ حال بھی قابل ذکر ہی کہ ۱۲۶۲ھ ہجری کو
انھین کے عہد سلطنت مین نواب صمصام الدولہ بہادر فرخ آباد کے
نواب لکھنو مین واسطے ملاقات بادشاہ ممدوح کے آئے تھے جن باغین
جو کہ عمارت عمدہ اور باغ پر فضا تھا اوسمین حسب الحکم شاہی فروکش ہوئے
بلکہ وہ باغ خاص اسواسطے مقرر تھا کہ جس رئیس اور امیر جلیل القدر کی خاندان
شاہی مین سی کبھی شادی ہوتی تھی اوسکو یہ باغ عنایت ہوتا تھا چنانچہ
شادی مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ کی اور مرزا عالیجاہ اور مرزا والاجاہ
پسران دلیر الدولہ مرزا حیدر نیشاپوری کی بھی اوسمین سرانجام پذیر ہوئی تھی

اکثر اسیطرح عمائد کو عنایت ہوتا تھا اور رئیس تازہ وارد بھی اوسمین اوتارا
جاتا تھا چنانچہ گارن صاحب بہادر سوداگر جاگیردار کوڑیا کاس گنج کے بھی
زمانہ نصیر الدین حیدر مین وارد شہر ہوئے اونکو بھی بسبب اعزاز و اقتدار
کے بذریعہ پرچہ پیام میجر جان لو صاحب بہادر کے یہ باغ عنایت ہوا تھا
اسی باغ مین صاحب موصوف نے لاکھہ روپی صرف کرکے محرم مین
تعزیہ داری بڑی دھوم سے کی تھی وجہ اس تعزیہ داری کی یہ ہی کہ انکی
بی بی مسلمان تھی اوسکو کمال چاہتے تھے لہذا یہ خرچ گوارا کیا تھا
اور وہ بی بی بنت مرزا سلیمان شکوہ بہادر پسر محمد شاہ بادشاہ کی تھی اور
سبب اس بی بی کا انکے پاس آنے کا یہ ہوا کہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ جلیل
تھے زمانہ بادشاہ غازی الدین حیدر خلد مکان مین یہان تشریف لائے
تھے بادشاہ نے کمال اونکا اعزاز کیا اور مکان رہنے کو اونکے واسطے
متصل بلی گارد تانکیہ بھم سرٹرک لب دریا کئی لاکھہ روپیہ صرف کرکے
بنوادیا تھا دس ہزار روپیہ ماہواری اور دو ہزار روپیہ میوہ خوری کے لیے
مقرر کردیا تھا بعد دلجوئی اور خاطر داری کے اپنے فرزند ولیعہد نصیر الدین حیدر
کی شادی کا اونکی لڑکی کے ساتھ پیغام دیا چنانچہ بعد شرائط مرزا سلیمان شکوہ
نے وہ شادی منظور کی چنانچہ بڑی بیٹی سلیمان شکوہ کی عقد نصیر الدین حیدر
مین آئی اس شادی ہونے سے غازی الدین حیدر بادشاہ نے

پچیس لاکھ روپیہ کے نقد وجنس سے اونکے ساتھ سلوک کیا تھا بعد
چند روز کے نواب معتمد الدولہ وزیر بادشاہ نے دوسری بیٹی کے واسطے
اپنے فرزند کے ساتھ پیام شادی کا دیا مرزا سلیمان شکوہ بسبب طمع دولت
کے راضی ہو گئے شادی قرار پا گئی یہ خبر بادشاہ غازی الدین حیدر کو پہونچکر
آگ ہو گئے اور دونون سے اسقدر آزردہ ہوئے کہ جسکی شرح حد سے باہر
ہی یہان تک کہ مرزا سلیمان شکوہ کو اوسی دن شہر سے نکال دیا اور مکان
بھی اونکا کھدوا ڈالا بار بار یہ فرماتے تھے کہ ہم اس شاہزادے کو لالچی
ایسا نجانتے تھے کہ محکو بیٹی دے کر میرے نوکر کو اپنی بیٹی دے گا
سلیمان شکوہ جو یہانسے نکالے گئے قریب شاہجہان آباد کے پہونچے
اوس زمانے مین اکبر شاہ ثانی کا دور تھا اونھون نے جو یہ حال سنا
حکم دیا کہ ایسے شخص کا یہان آنا مناسب نہین چنانچہ سلیمان شکوہ وہان سے
پھر کر کوڑیا کاس گنج مین آئے طرح اقامت کی والی گارن صاحب موصوف
نہایت دولتمند تھے اسکے دام طمع مین اگر شاہزادہ موصوف نے شادی
اوس لڑکی کی اوس صاحب کے ساتھ کر دی اس عرصے مین غازی الدین حیدر
بادشاہ نے قضا کی اور سلیمان شکوہ نے وفات پائی یہان نصیر الدین حیدر
بادشاہ کو بھی اوس بی بی کے یہان آنے کی کمال تمنا تھی بذریعہ
رزیڈنٹ بہادر بادشاہ نے اجازت آنے کی دی صاحب موصوف

سنہ ۱۲۴۳ ہجری کو مع اوس بی بی کے لکھنؤ مین تشریف لائے تھے اور
حسن باغ مین اوترے اور تعزیہ داری کی آنحاصل اوس باغ مین صمصام جنگ بہادر
رونق افروز ہوئے اور دوسرے دن بادشاہ کی ملاقات کو گئے بطریق
تحفہ ایک تھالی جوڑ مع انجورہ سنگ لیشب کے مرصع کار مطلا بہت عمدہ
و بہتر لے گئے تھے اور اپنے نزدیک اوسکو نایاب جانتے تھے
بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بھی بپاس خاطر اونکے بہت خوش اور محظوظ ہو کر
اوسکو قبول کیا اور تعریفین بہت زبان مبارک پر آئین یہان دستور یہ تھا
کہ جس رئیس سے بادشاہ ملاقات کرتے تھے روز اول باہم رسم تحفہ و تحائف
ادا ہوتے تھے عطر دان اور کشتی وغیرہ موافق رسم کے دی جاتی تھین
دوسرے روز سامان دعوت کا ہوتا تھا اسمین خواہ انگریز ہو خواہ ہندوستانی
چنانچہ نواب مسبوق الذکر کی تین دعوتین قرار پائین اور دوسرے ہی
دن سی مقرر ہوئین اور یہان کی شان و شوکت اور انداز دعوت چاہیانی
یا بڑے کھانے کا یہ تھا کہ ایک عالیشان مکانمین کہ وہ سب طرح شیشہ آلات وغیرہ
سے آراستہ ہوتا تھا اوسمین تیس ۳۰ گز کا لانبا اور بارہ گز کا چوڑا میز بچھتا
تھا اور اسکے گرد ایک سو پندرہ کرسی آتی تھین اوسپر بادشاہ اور اعزہ
بادشاہ اور کارپرداز ممتاز اور رزیڈنٹ بہادر مع صاحبان عالی شان
جلوہ افروز ہوتے تھے قصہ کوتاہ اوسی میز پر ہر روز دعوت اول تمام

برتن مع چنگیر و گلدان و حوض و فوارہ وغیرہ سب سنگ یشب کے مرصع کار
مطلا جواہر نگار چنے اور کھانون کا کیا وصف بیان ہو کہ بادشاہی خاصہ
تھا وہ نواب اور سب حکام عالیشان یہ سامان دیکھکر متحیر تھے دوسرے دن
دوسرے مکان مین سامان ضیافت کا مہیا ہوا اسمین بھی اوسیقدر میز پر
جملہ برتن اوسی انداز سے جواہر نگار سنگ یشب کے صورت مین اور طرح کے
لگائے گئے تیسرے دن بھی اسیقدر سامان اوتنی ہی بڑی میز پر سب
برتن اوسی مقدار پر اور روز روز سے نہایت تحفہ عمدہ خوبصورت باریک
کار جواہر نگار سنگ یشب کے مہیا تھے نواب ممدوح یہ سامان دیکھکر
اپنے دلمین سخت محجوب اور شرمندہ ہوتے تھے شان خدا کو یاد فرماتے
تھے حاصل کلام بعد برخاست چاہ پانی اور کھانے اور بعد رخصت
نواب ممدوح کے امجد علی شاہ بادشاہ نے مجد الدولہ بہادر مہتمم خزانہ
کو ٹھہرات سے بوجہ اس حسن انتظام کے نہایت خوش اور محظوظ ہوے
اور زبان مبارک سے بہت تعریفین کین خلعت گرانبہا سے مخلع فرمایا
اوسوقت مجد الدولہ بہادر نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ غلام اقبال
بادشاہ سے تیس ۳۰ دن تک کا اقرار کرتا ہی کہ اگر حکم ہو تو اسیطرح کے
ہر روز سنگ یشب کے برتن طرح طرح کے صورت مین نئے لگایا کرے
اس عرض پر بادشاہ نے اسکے رستم سے کہین زیادہ جلد

دیانت و امانت مین عنایت ہوا یہ فضول فیاضی ہمیشہ سے اس سرکار مین
رہی کچھ نئی نہین ہی — اور عوام نے اسکو قدردانی اور واہ واہ کے فقرے لیے
گھر لوٹ کھایا کارخانۂ خدا ہین کہ اب دیکھین امجد علی شاہ کے فرزند
واجد علی شاہ بادشاہ کو ایک پشت کے بعد شاید ایک پھول دان بھی
سنگ پشت کا میسر ہوگا مگر ہان اون پشت خانون مین عوض اون ظروف
پشت کے اینٹون کا ڈھیر البتہ نظر آتا ہی اس انقلاب اور زوال پر سخت حسرت کا
مقام ہی فقط — اوس زمانہ امجد علی شاہ مین ولیہ الدولہ نذلا ورالملک مرزا
محمد حیدر علیخان بہادر فیروز جنگ یعنی والد اعلی جاہ والاجاہ کا بڑا اقتدار رہا
جو اس عمل انگریزی مین قضا کر گئے مشہور بلقب مرزا حیدر تھے اونکے
لڑکون کا ذکر اوپر آچکا ہی عمدہ رئیس تھے —

اور امجد علی بادشاہ کا حال کیا لکھا جاے اس بادشاہ کے عہد دولت مین
کوئی حدیث نہین ہوئی اور مجتہد کا زمانہ رہا اور بخل اس بادشاہ کا
یادگار ہی ۱۲۶۳ ہجری مین ۲۶ ماہ صفر یوم شنبہ پانچ بجے ۴۸ برس
پانچ مہینے اور نکے سن مین بعارضۂ سرطان آٹھ دن کے درمیان مین
جہان فانی سے گذرے اور میڈو خان رسالدار کی چھاونی مین دفن
ہوے جنت مکان لقب پایا تاریخ وفات کی منشی مظفر علی اسیر
اور ستا مؤلف سے یہ ہی

شاہ عادل نیک خصلت نیک سیرت نیک خو	ترک دنیا کرد در راہ الٰہی مایان شد فلق
از سروش غیب پرسیدم چو تاریخ وفات	گفت شد امجد علی جنت مکان افضل حق

۱۲۶۳ھ

لاکھ روپے اونکے مقبرے کی تعمیر اور امام باڑے کے خرچ کے واسطے تجویز کرکے اپنے عہدین نوٹ کے کاغذ اس تفصیل سے مقرر کر گئے۔

دفعہ اول نوٹ کے کاغذ	نواب مغفور محل	مرزا جواد علی خبر نہیں	نواب امین الدولہ
۵ لاکھ	ملکہ کشور وغیرہ ۳ لاکھ	۱ لاکھ	۱ لاکھ
معین الدولہ	نواب افسر بہو	نواب ماجد ارجو	بہو بیگم
۱ لاکھ	۸ صد	۸ صد	۱ لاکھ
مہر شمس الدولہ	حسین علیخان	دفعہ دوم نوٹ کے کاغذ	نواب تاج آرا بیگم
۱ لاکھ	۱ لاکھ	۲ قطعہ ۱ لاکھ	۱ لاکھ ۲۵ ہزار
جناب عالیہ متعالیہ	نواب مغفور محل	دفعہ دوم نوٹ کے کاغذ جو ڈیوڈسن صاحب کے عہدین سے کر	نواب ناظر عہدار اور متعلق
۵ لاکھ ۲۵ ہزار	۱ لاکھ ۲۵ ہزار	۱ لاکھ	۱ لاکھ

بیان ریاست واجد علی شاہ

۲۷ ربیع الثانی ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء کو اورنگ نشین خلافت ہوئے تاریخ ہی

شہ عدل پرور سلیمان حشم	فرمان روا تخت شاہی نمود
زمانہ و ملک این صدا شد بلند	ملک رونق تاج شاہی فزود

واجد علی شاہ



ابتدای خلافت مین نواب امین الدولہ وزارت پر ممتاز تھے لیکن عہد
ولیعہدی سے بادشاہ کا مزاج انسے درپردہ مکدر تھا اسلیے عہد و تخت نشینی
سے خیال تھا کہ کسی دوسرے کو خلعت وزارت دیا جاوے اس بادشاہ
کی عہد حکومت مین کئی باتین ظہور مین آئین جو اب تک یاد ہین نواب امین الدولہ کا
سانحہ مولوی امیر علی کا شہید ہونا ہنومان گڈھی کا دنگہ اور فساد عیاشی
غفلت نالائق اہلکارون کا دخل تعمیر قیصر باغ امین الدولہ کا عقد کہ
بہت مشہور ہے کہ بسواری بگھی در دولت پر آتے تھے وقت صبح
شیخ فضل علی احمد خان غلام غوث خان وغیرہ پانچ جوان بدمعاش
سڑک گولہ گنج مین زیر دیوار امام باڑہ نواب ملکۂ زمانیان بموجب نصیر الدین حیدر
بادشاہ بگھی سے نواب کی لپٹ گئے اور اونمین سے دو شخصون نے
بچالا کی امین الدولہ کو بگھی سے اوتار کر زمین پر گرادیا اور چھری سینہ پر
رکھدی اور تین آدمی قرابینین لیے ہوئے اونکے سر پر کھڑے
تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو کوئی پاس آئیگا ہم نواب کا کام تمام کرینگے
اسوجہ سے کوئی دست اندازی نکر سکتا تھا اس عرصے مین یہ خبر
عام ہوئی افسران فوج شاہی مع اراکین موقع واردات پر پونہچے
بڑے صاحب بہادر اور چھوٹے صاحب بہادر وغیرہ وہان آئے
سوای تالیف قلوب اور طمع زر کے کچھ بن نہ آئی ۷۵ ہزار روپیہ پر

صاحب کلان بہادر سے اونکو راضی کیا ذمہ دار ٹھہرے منگوا دیا مگر
اصل مطلب اونکا معلوم نہوا دام طمع مین آ گئے نواب مجروح کو رہا کیا
کہ امین اباد گئے تاریخ اوسکی تدبیر الدولہ منشی مظفر علی اسیر سے یہ ہی
بوقت کینۂ او باش چند با نواب زمانہ گفت کہ یارب ذوالجلال بخیر
اسیر سال وقوع فساد کردرقم رسیدہ بود بلای ولی مآل بخیر
۱۲۶۳ھ
چنانچہ وہ سب روپیہ ہاتھیون پر رکھکر پانچون بدمعاش سوار ہوے اور
صاحب کلان بہادر کے ساتہ بیلی گارد مین گئے بحکمت عملی ہتھیار
اونسے لیے گئے گرفتار ہوئے چوتھے دن چار بجے کے بعد
اونکو اپنی کوٹھی سے نکال دیا دروازے پر ازدحام تھا اور سپاہی
سرکار شاہی جوق جوق جمع تھے جیسے وہ باہر نکلے گرفتار ہوئے
مارے گئے قید خانہ دیکھا اور نواب مجروح کا علاج ڈاکٹر لوکن صاحب
نے اس حسن تدبیر سے فرمایا کہ ۱۴ دن مین غسل صحت کیا دربار شاہی
مین آئے نذر دی خلعت معمولی سے سرفراز ہوے خوش خوش گھر
گئے دوسرے دن چوبدار سلطانی نے زبانی انجم الدولہ کے حکم پونہچایا
کہ آپ عہدے سے معزول ہوے سوار نہو جیے گا اور انتظام اور
کاروبار وزارت پر بدستور عطاے خلعت نواب نقی علیخان چچیا سسر
بادشاہ کے مامور ہوئے بعد تین مہینے کے خلعت وزارت پایا

جو کہ یہ بادشاہ نوجوانی میں بادشاہ ہوا اور دوائین [illegible] کھائین تقاضائے
شباب سے طبیعت مائل عیش ہوئی رفتہ رفتہ صحبت گانے بجانے
اور طوائف اور میراثی کی گرم ہوئی انجام افراط و تفریط عیش و عشرت کا
یہ ہوا کہ سوای محلات ممتاز کے کئی بیگمین اور بمیان زمرۂ متعہ اور نکاح
مین داخلین اونکے سوا جو طوائف گانے بجانے کی خدمت پر مامور
تھین وہ بوجہ ایجاد پسندی اور اختراعات شاہی کے بلقب ہوس اور
پریون کے نامزد ہوئین ایک عالیشان عمارت بنا کے موسوم قصر باغ
کی جسمین سب بیگمات بڑے بڑے سامان اور ٹھاٹھ سے بعیش و
عشرت رہتی تھین ہر ایک بیگم کا انوکھا اور نرالا خطاب اور لقب ہوتا تھا
اور نام دلربا تھا اسیطرح بجٹروے اور میراثی بھی خوشامد اور لگاوٹ سے
دخل اور قرب پیدا کر کے دولہ اور نواب اور بہادر کے خطاب سے
مخاطب ہوے اور لکھوکھا روپیہ پیدا کر کے مالامال ہو گئے مگر یہ سب
کمینے اور نالائق تھے چند خواجہ سرا اون سے موافق اسلاف شاہی کے
عروج اور مرتبہ بلند پایا اونمین سے مثل حاجی دیانت الدولہ اور حاجی مسرور الدولہ
کئی خواجہ سرا لائق اور وفادار امنش تھے اور علاوہ عیش دوستی
اور ایجاد پسندی اور تکلفات کے اس بادشاہ کو کچھ مرض مثل مالیخولیا وغیرہ
بھی تھا معہذا بقول حافظ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو [illegible] حکمت کمان بہر علم چند

چند اوصاف اس بادشاہ کے قابل ذکر کے بھی ہین گو یہ بادشاہ اسقدر
عیاش تھا مگر موافق مذہب شیعہ کے سب عورتین نکاحی اور متاعی تھین
بے اسکے کسی عورت نامحرم سے اس بادشاہ نے مقاربت نہ کی اور
نہ کسی کو جبر سے بیگم بنایا اُس کثرت عیش و عشرت اور عالم جوانی اور
سلطنت پر نماز پنجگانہ مین سے کوئی نماز قضا نہین ہوئی یہ حکم رہا اور
اب بھی ہی کہ اگر صبح ہوتے بھی ہم سو جائین تو بھی زبردستی بے خوف و
خطر اوزبے پاس ادب جگا دینا چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہی اور کبھی نماز اور تلاوت قضا
اور ترک نہین ہوتی ہی — این کار از تو آید و مردان چنین کنند —
یہ بادشاہ اسقدر رحم دل اور رقیق القلب ہی کہ باوجود اس قدرت سلطنت
اور زور و زر کے اس سن شباب مین کسی پر طیش اور برہمی نہین کی بلکہ
گالی تک بھی زبان پر نہین آئی نہ کسی موافق اور مخالف کو ظلم سے ستایا
نہ کسی کی جان لی — باوجود اس سلطنت اور جاہ و حشمت اور شباب کے
اس بادشاہ مین غرور و نخوت جس سے ہزارون مین بھی کوئی امیر خالی
نہین ہوتا نام کو نہ تھا مصرعہ گر بدولت برسی مست نگردی مردی + جیسے
یہ بڑی صفتین خداداد تھین ویسے ہی غفلت اور عیش کا عیب بھی تھا
مگر وہ اپنی ذات کے واسطے تھا بے عیب ذات خدا کی ہے چنانچہ
اب بسبب اعتدال قوام جوانی اور سن کے بہ نسبت سابق بہتر بھی ہے اور

وہ باتین خواب و خیال بھی ہوتی جاتی ہین - یہ بادشاہ عادل تھا کسی موافق
اور مخالف یا امیر یا یکا نے کی عدل مین رعایت نہین کی یون ہندستانی
سرکار کے اہلکار جو اپنے اپنے کام کے مالک اور مخول علیہ ہوتے تھے
اگر اونھون نے کوئی حق تلفی کی تو اونکے نصیب ایک عدل بادشاہ کا
جو مقدمہ پر نالہای مکان میر مہدی حسن متخلص بہ شمشیر داروغہ عمارت سلطانی
بمقابلہ اماتی بیگم داروغہ سرکار نواب مغفرۃ عظمی ملہوریہ مین آیا اور بادشاہ نے
عدالت فرمائی وہ مثنوی درۃ التاج مین نظم ہی - اول سال جب یہ بادشاہ
تخت نشین ہوئے یہ منظور تھا کہ تمام علاقجات قلمرو سلطانی حضور تحصیل
ہوجائین زمیدار اور تعلقدار اپنے کلا کی معرفت زر آمدنی داخل خزانہ
سلطانی کیا کرین ناظم اور چکلہ دار موقوف ہوجائین کہ یہ علاقون پر جاکر
زیادہ ستانی اور تنگ طلبی کرتے ہین رعیت تباہ اور نقصان سرکار بھی
ہوتا ہی لیکن اہلکارون نے کہ اونکی جاملات لاکھون روپے کی جاتی تھی
اس حکم کو جاری نہونے دیا آخر زمین و بکس نقرئی تیزون پر بنام شغلہ سلطانی
ہمراہ رکاب سرکار بادشاہ رہتے تھے مستغیث اپنی عرضداشتین اونمین
ڈالدیتے تھے اور اونکو بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولکر حکم لکھتے تھے
اور طبیعت بھی نہایت رسا اور چالاک تھی ترتیب فوج بھی باٹین تازہ ہوئی
تھی یعنی قانون رزمیہ زبان فارسی مین موجد طبع عالی تھا ترجمے اور

بانکے دو رسالے اودا ختری اور نادری دو پلٹنین تلنگون کی بموجب
ہدایت اور تعلیم بادشاہ کے کام کرتی تھین بادشاہ آپ قواعد لیتے تھے
اور روش اور بول چال سکھاتے تھے ایکدن نواب علی نقی خان نے
عرض کی کہ یہ امر خلاف مزاج صاحب ریذیڈنٹ بہادر کے ہی لہذا بادشاہ
نے بالکل اس طرف سے کنارہ کیا اور ایک میلہ قیصر باغ مین ہوشاک جو گیا
بحکم سلطانی تھا ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۶۹ ہجری کو ہوتا تھا لہذا چھوٹے بڑے
لڑکے بوڑھے امیر غریب جوگیا لباس پہنے ہوے شریک میلہ ہوتے تھے
وجہ یہ تھی کہ سفید پوش اندر قیصر باغ کے جانے نہ پاتا تھا رنگریز امیر ہو گئے

تاریخ میلہ

بقیصر باغ چون سلطان عالم	نمودہ میلہ رنگین و نادر
پئی تاریخ این فرخندہ جاسہ	ندا آمد نشاط افزای خاطر ۱۲۶۹ھ

اس میلے کا سامان اور تکلفات اور آرایش قیصر باغ اور چوپہلے
کسیطرح بیان مین نہین آسکتے جسطرح کا بازار دوکاندار اور سی رنگ
کے تھے اور بنیاد اس میلے کی یہ تھی کہ واجد علیشاہ کی چھٹی کی آرزو پر
اونکی مان نے لڑکپن مین جوگیا لباس پہنایا تھا اوسکی سالگرہ اس
لباس سے ہوتی تھی پادشاہ نے عہد سلطنت مین میلہ قرار دیا اور اس
پادشاہ کا تخلص اختر تھا افسانۂ عشق دریای تعشق بحر الفت اور چند دیوان

اور مثنویات اور رسالہ موسیقی وغیرہ تصنیف اور تالیف بادشاہ کی مطبع سلطانی میں چھپی تھی اور بادشاہ کے پانچ شاہزادے بھی اس طرح ہیں

ملکہ مخدرہ عظمی نواب بادشاہ محل صاحبہ سے
عرف خاص محل سے
سے فرزند

اول مرزا نوشیروان قدر
محمد حیدر علی بہادر

چہارم ملکہ ملک تاج النسا نواب مغفرت محل صاحبہ سے
یک فرزند
فریدون قدر مرزا علی بہادر

دوم فلک قدر
مرزا جاوید علی بہادر
جو ولیعہد مشہور تھے

سوم کیوان قدر
مرزا محمد حامد علی بہادر

پنجم نواب حضرت محل صاحبہ سے
برجیس قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر
یک فرزند

پہلے مرزا جاوید علی بہادر ولیعہد ہوئے ڈھائی برس کے بعد پھر مرزا محمد حامد علی ولیعہد ہوئے اور مرزا محمد مہر علی بہادر جرنیل ہے ان بادشاہ کو نوابصاحب سے کمال محبت تھے اکثر گنو گھاٹ مین نوابصاحب کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور دو دو دن چار چار دن وہان رہتے اون نوابصاحب کی تین دو بیٹیان تھین ایک بیٹی کی شادی نواب محسن الدولہ بہادر کے فرزند کے ساتہ بڑی دھوم سے ہوئی اور دوسری بیٹی کا

کہ نواب اختر محل صاحبہ خطاب سے بادشاہ کے ساتھ عقد ہوا بڑی دھوم
اور رونق تھی روشنی نواب کے مکان تک کہ تخمیناً چار میل کا فاصلہ
ہی دورویہ سڑک روشنی کے نصب تھے اسکے پیچھے آتشبازی اور جابجا تپولیے یعنی بڑے
بڑے دروازے روشنی کے سڑک پر سرخ کپڑے اور گوٹے پٹے
سے منڈھے تھے اور عمدہ عمدہ مکانیان آرائش ابرک کی برنگ رونن
گلکاریان بنی ہوئی لگین تھین کہ جس سے وہ عالیشان پر تکلف معلوم
ہوتا تھا اور نواب صاحب کے مکان عالیشان مین ہر چہار طرف اور دریا کی اس پار
اور اوس پار کمال روشنی کی دھوم تھی اور آتشبازی ہر قسم کی آرائش سے
زیادہ امیرون کے خیمے خانہ باغ مین جابجا نصب تھے محفل رقص و سرود کشتیون پر
اور خیمون مین گرم تھی یہ سامان بہرات جلوس شاہانہ قابل دید تھا کہ جسکا شمہ بیان سے
باہر ہے ۔ ۱۸۴۷ء مین عہد سلطنت واجد علی شاہ مین نواب گورنر
جنرل لارڈ ہینگ صاحب بہادر بعد فتح ملک پنجاب جب لکھنؤ مین تشریف فرما
ہوے تو بادشاہ کی ملاقات سے البتہ خوش ہوے اور ملک کی
بے انتظامی سے شاکی ہوکر بادشاہ سے فرمایا کہ کرنیل جان لو صاحب
سابق رزیڈنٹ نے اس ریاست سے عہد کیا تھا کہ درصورت فتور
و بے انتظامی اہالی سرکار انگلشیہ اس ملک کو قبضہ تصرف مین لاوینگے
اور جو منافع کہ بعد اخراجات بچیگا حوالہ خزانہ شاہی ہوا کرے گا لیکن

حکام ولایت کے نزدیک یہ تجویز ناپسندیدہ ہوئی اور اوسکو عرصہ دراز
ہوچکا اب تک سرکار انگریزی کو انواع و اقسام کی مراعات اس ریاست کے
ساتھ مرعی تھی باوجود اسکے اب تک کچھ بندوبست نہوسکا اسپر بادشاہ
نے عذر کیا کہ اور دو برس کی مہلت چاہیے باایں ہمہ یہان تو دن عید
شب شب برات خواب غفلت بدستور رہا دو برس کیا کئی برس
ٹل گئے پھر ولایت سے تحریک ہوئی کرنیل سلیمن صاحب بہادر ریذیڈنٹ
اول نے اس ریاست کا حال مفصل و مشرح تحریر فرمایا چنانچہ حسب تحریک
گورنمنٹ اور ایماے بادشاہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے دورہ فرماکر ایک
رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی اور اسوقت سے اس بارہ مین متواتر تحریرات
فیمابین گورنر جنرل بہادر و بادشاہ اودہ کے رہین چنانچہ اوسی رپورٹ
کے معاینہ سے بے سروسامانی معلوم ہوئی حکام ولایت کو ایما ہوا
کہ بادشاہ اودہ اور اوسکے خاندان کے وظائف مقرر ہون اور انتزاع
سلطنت عمل مین آوے چنانچہ کارپردازان گورنمنٹ نے بجالاوری
اس حکم کی بعد سلیمن صاحب کے جنرل اوٹرم صاحب ریذیڈنٹ لکھنؤ
ہوئے اونھین کے زمانے مین مولوی امیر علی صاحب شہید ہوے
اس معرکے کا بہت طول بیان ہی مختصر یہ کہ مجھے بھائے حمیت
مذہبی سے مولوی صاحب آمادہ استیصال ہندیان گدھی سگ ہوے

اور اکثر استعا لک اور ارادا اشخاص بد وضع اور شہر کے ناعاقبت اندیشون
کی تھی جہالت مذہبی تو مشہور ہی ہر چند اراکین سلطنت شاہی نے بہت کچھ
سمجھایا نہ مانا آخر کار ضلع دریا باد کے مقام ہندون اور مسلمانون کا معرکہ
ہوا کہ جسمین فوج شاہی نے واسطے فرو کرنے اس بلوے کے بھی
موقوفہ کی آخر کار جب مولویصاحب نے مانا تو ادہر فوج شاہی نے
قافیہ تنگ کیا اور ادہر ہندو کچھ بتعمیل حکم اور کچھ مصلحت وقت اکر مذہبی
تعصب سے جو بجمعیت کثیر مجتمع تھے مقابلے مین در آئے اور مولویصاحب
اور رہبت سے اونکے پیرو اور ہمراہی اس معرکے مین شہید ہوے
آخر زمانہ بادشاہ مین یہ معرکہ بھی اونکی بے انتظامیون پر قوی
دلیل ہوگیا غرض تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہی دہونا آخر الامر
۱۸ فروری ۱۸۵۶ء حسب الایما حکام ولایت موجب حکم گورنمنٹ کے
سپاہ جرار گورہ و ہندستانی کانپور سے اکر لکھنو کا محاصرہ کیا اور
جرنیل اوٹرم صاحب بہادر نے دولتسرای سلطانی پر جا کر بادشاہ کو
منشا حکم سے اطلاع دی بادشاہ نے مصلحتاً حکم سرکاری کو تسلیم
کیا اور اسیوقت احکام قلمرو مین جاری کرائے گئے کہ آج کی
تاریخ سے اس ملک پر قبضہ سرکار انگلشیہ ہوا غرض باطاعت شاہی
جملہ اراکین و توابع و راجگان و زمینداران وغیرہ نے فرمان اطاعت کی تعمیل کی

اس شہر کے رؤسا۔ وامرا بلکہ اکثر ارکین سلطنت اسوقت تک خواب
غفلت مین محض بیخبر تھے جبکہ فوج سرکار نے لکھنو کا محاصرہ کیا اگرچہ
بادشاہ کو غرمیت گورنمنٹ سے اطلاع تھی بلکہ اہلکاران نالائق نے
والی ریاست کے دل پر یہ بات نقش کالحجر کی تھی کہ سلطان عالم ہم
خیرخواہون نے ولایت مین سب بندوبست کرلیا ہی گورنر جنرل
اور دیگر حکام کیا ہین غرض ہمیشہ سبز باغ تذویر دکھاتے رہے
وقت انتزاع سلطنت محلات شاہی مین جو کہرام مچا وہ بیان نہین
ہوسکتا شہر مین گھر گھر ماتم تھا سارے شہر مین ہل چل تھی کہ کیا ہے
کیا ہوگیا عبرت وحسرت کے سوا کیا تھا۔ مادہ تاریخ یہ ہی

مرگ انبوہ بہ ازجشن نشاطی دارد

غرۂ جمادی الثانی سنہ مذکور کو کہ ابتدای برہان الملک سے اب تک
ایک سو چالیس برس ہوتے ہین عمل انگریزی اودھ مین ہوا۔
القصہ جسوقت ارکین سلطنت کے دلون مین خداوند تعالے
نے یہ ولولہ ڈالا کہ رہا سہا جو کچھ باقی ہی اوسکا بھی خاتمہ بالخیر ہو
سب اہلکارون نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ ولایت مین تشریف لیجاکر
حضور ملکہ معظمہ سے داد جوئی کیجاوے ہرچند اس امر کے واسطے
بادشاہ کے عزیزون اور ارکین سے ولایت جانے کے واسطے

کیا کم تھے لیکن تقدیر کا اتفاق ایسا ہی تھا کہ لکھنؤ کی رونق اور سلطنت کا
نام بھی مٹ جاوے عزیمت مصمم ٹھہر گئی بالآخر مرزا محمد جواد علی بہادر برادر خرد
و مرزا ولیعہد بہادر و جناب عالیہ و محلات وغیرہ بامید استرداد ملک موروثی
بصوابدید نواب منور الدولہ بہادر روانہ کلکتہ ہوئے مہاراجہ ایشر نرائن بہادر
رئیس بنارس بگذرانیدن نذر لائقہ اور مہمانداری سے جو شایان عقیدت
اور ریاست کے تھا انسے پیش آئے کہ قیامت تک یادگار رہیگا اور
وہانسے بادشاہ بعد طی راہ دریا ۱۴ شوال سنہ ایلیہ کو کلکتے میں پہونچکر
کوٹھی راجہ برد وان واقع مینا بیج میں مقیم ہوئے اور اکثر وابستگان
شاہی مثل انجم الدولہ بہادر و حسام الدولہ و فتح الدولہ محمد رضا بہ تدریج
پہونچے ۱۴ شہر مذکور کو جناب عالیہ متعالیہ اور مرزا سکندر حشمت بہادر اور
مرزا ولیعہد بہادر مع صبیح الدین خان سالن کا کوری وغیرہ بواسطہ واد و ستد
ناگذاشت سلطنت کے بسواری جہاز روانہ لندن ہوئے اور بعد طے
منازل راہ دریا بشہر منزل مقصود پہونچے بھی گوہر مقصود ہنوز ہاتھ
نہ آیا تھا کہ آتش فساد بغاوت فوج باغی سرکار مستعمل ہوئی اسعرض میں
مرزا سکندر حشمت و جناب عالیہ متعالیہ بقضائے الٰہی بصدمہ ناکامی بوطن میں
راہی ملک عدم کے ہوئے۔

	قطعۂ تاریخ

جناب عالیہ رشک مریم و بلقیس بہم سکندر حشمت بہادر و جاہ
چو از ستحال نمودند در سواد فرنگ دو چند گشت بعالم ظہور حسرت و آہ
دوبارہ مصرعۂ تاریخ سال باید خواند دو پارہ قلب ہمہ از دو صدمۂ جانکاہ

بعد گذرنے اس سانحے اور ایک سال نیم سال کے مرزا ولیعہد بہادر حسب الطلب بادشاہ
۲۷ صفر ۱۲۷۶ ہجری کو ولایت سے کلکتے کو پھرے بقول حافظ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

بیان تفصیل سرگذشت سفر یورپ اثر کی محمول بشکایت اور خالی از عبرت نہ تھی
لہذا طول الاطائل جانکے قلم انداز کی وہ ہی لکھ کر پھر مشاہرہ شاہ موصوف کو مع لقب امین
ملتا ہی جو مقرر ہوا تھا اور کل مال و اسباب و جایداد ضبط سرکار رہی مگر
نیک نیت سر ہنری لارنس صاحب بہادر نے تخمیناً بیس لاکھ کا جواہرات
منجملہ مال شاہی سے بچا رکھا تھا جو انکو کلکتے مین دیا اور اوس سے جو
بادشاہ پر قرض تھا کچھ ادا ہوا ایک سال پانچ مہینے گیارہ دن بغایۃ آخر
ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری عملداری انگریزی بخوبی ہی کرنیل اوٹرم صاحب بہادر
چیف کمشنر اور میجر کلین صاحب بہادر اور کرنیل سر ہنری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر
تھے کہ ناگاہ نمکحرامی و حق فراموشی سے سپاہ سرکاری نے نشان بغاوت
بلند کیا چنانچہ اودہ مین بھی ماہ جون ۱۸۵۷ء مین بغاوت فوج ہوئی
۱۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری جلیس قدر مرزا محمد رمضان علیخان کو مسند حکومت پر

بٹھاکر اپنا بادشاہ بنایا اور بدستور سلطنت قائم کی۔ تاریخ یہ ہے

رکن دین کیوان مکان برجلیس قدر انجم سپاہ

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نائب تھے اور ممو خان بخطاب علی محمد خان بہادر داروغۂ دیوان عام ہوے اسطرحسے بہت لوگون کو خدمتین ہوئین ناظم اور چکلہ دار علاقون پر بدستور مامور ہوے گورکھپور بھی شامل اس ملک کے ہوگیا تھا آٹھ نو مہینے فوج سرکار محصور بیلی گارد سے مقابلہ رہا اور در پردہ باقی رئیس شہر کے سرکار سے موافق رہے جنکے سبب سے جاسوسی اور دیگر کار ضروری جاری تھے آخر فوج سرکاری کانپور سے آکر بشجاعت اور استقلال تمام انکو نکال کر کنپ عالم باغ مین لے گئی مفصل ذکر اسکا جسکے دیگر تالیفات مین لکھا جائیگا مگر یہ ثمرۂ سرداری اور حسن انتظام ہنری ہیرسی لارنس صاحب چیف کمشنر کا تھا جنھون نے شجاعت اور وفاداری مین آپ کو سرکار پر نثار کیا دوسری بار فوج سرکار مع کمک راجہ جنگ بہادر ہر چار طرف سے یورش کر کے سرحد لکھنؤ مین پہونچی اور ناکۂ ہندولہ سے حسین گنج اور حضرت گنج مین کہ نہر سے پورب طرف واقع ہی در آئی اور بعد عبور دریای گومتی محاصرہ مکان شاہی کا ہوا ۲۷ رجب ۱۲۷۴ ہجری کو اندر مکان کے در آئی سلخ رجب اور غرۂ شعبان سنہ مذکور تمام شہر مین عمل دخل ہوگیا صاحب عالم نوشیروان قدر بہادر فرزند کلان واجد علیشاہ کی

جو دیوانے مشہور تھے مدمۂ گولی سے کہ اونکے مکان سکونت
مین برستی تھین مارے گئے اور شرف الدولہ جو نائب تھے درگاہ
حضرت عباس مین نالے کے اوپر مردمان احمد اللہ شاہ کے
ہاتھون سے باشتباہ سازش سرکار مارے گئے

تاریخ دیا کرشن ریحان

بے گور و کفن رہی جو لاش اوسکی سرِ دشت	بولا کہ وہ سب شرف ملامتی ہین

لکھنو مین عجب ہنگامۂ محشر برپا تھا کہ تمام رعیت امیر غریب پاداش اعمال سے
گھر بار اپنے چھوڑ کر بخوف جان یک بینی و دوگوش خوف سرکار سے
بے سامان خانہ بدوش ہوکر جنگل اور بیر و نجات مین چلے گئے وہ
وقت تھا کہ شہزادیون کو سواری ایک ڈولی کی بھی نصیب نہ تھی
اس سبب سے یہ شہر خوب لوٹا گیا اور مرزا برجیس قدر اور حضرت محل صاحبہ
مان اونکی ۹ مہینے ۱۸ دن کی حکومت کر کے لکھنو سے کنارہ کر گئے
پار پہونچے وہان مرزا برجیس قدر کی اس لقب سے برجیس قدر
محمد رمضان علی سکندر جاہ اقبال شاہ خلد اللہ ملکہ کندہ ہوئی و ممو خانکو
عہدۂ وزارت اس خطاب سے ملا ناصر الدولہ نصیر الملک علی محمد خان بہادر
منصور جنگ ناظم و عامل بھی باقی ضلعون پر مقرر ہو گئے مگر محاربے اور
مجادلے مین بسر ہوئی انجام کار جمادی الاول ۱۲۷۵ ہجری صاحبان

عالیشان بہادر اوتر سے مطمئن ہوکر اوس پار گھاگرہ کے پونہچے
نو مہینے چند روز یہان بھی رہے جسمین قدر اور اونکی مان حکومت کرکے
نواح ملک نیپال مین گئے اور کل ملک پر قرار واقعی بدستور
تسلط سرکار ہوا ملک سے جلد آشوب کا رفع ہونا اور آسودگی و اطمینان
سے رعایای پریشان کا آباد ہونا یہ سب نتیجہ سرکار کی چشم پوشی و اشتہار
شاہی کا تھا —

یہ عجب بات ہی اس محل پر قابل ذکر ہی کہ واجد علیشاہ تو ایسے عیاش
اور کاہل و آرام طلب ہون اور اونکی ایک خادمہ حضرت بیگم نام اور وہ بالہ
فرزند ایسا بیباک اور جری نکلے جسکی نگہ توپ تلوار سے بھی نہ جھکی
اور بدعوی سلطنت سرکار سے مقابلہ اور تخالف کیا اور اب حوالی
بھوٹ مین سلامت سنی جاتی ہین اگرچہ بیجا بائی اور رانی جھانسی نے
مردانگی مین اور سکندر بیگم والی بھوپال تال نے وسوخ اور انتظام مین
اور رانی چندہ مادر والی لاہور نے چالاکی مین اور زینت محل بیگم شاہ
باغی دہلی نے وفاداری مین نام نکالا مگر اس بیگم لکھنو نے کہ یہان کے
مرد عیاش و آرام طلب ہوتے ہین ایسی باتون کا ظہور مین آنا تعجب
ہے آرسے —

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد چنان پنج انگشت یکسان نکرد

تعمیرات لکھنؤ

بیا و نقش عمارات شہریاران بین کہ این سپہر خجا پیشہ چون بہ بست و شکست

اس شہر مین عہد نواب آصف الدولہ بہادر سے ہر ایک کی عہد
حکومت و سلطنت مین مکانات عمدہ عمدہ تعمیر ہوتے رہے
شہر کے اوتر کی طرف گومتی کے کنارے کنارے کثرت سے
مکانات شاہی موجود تھے ہنگامہ بلوے کے پہلے بعض بعض
مکان سرکاری کام مین آگئے پھر ایام غدر مین توپ کی زد مین
جو مکانات رہ گئے گولے اور گولیون سے بالکل مسمار
اور شکستہ ہو گئے چون کہ بعد انتظام بلوہ مرمت مین صرف
کثیر ہوتا اس سبب سے اکثر مکانات مسمار کیے گئے
اون سب کی احوال عبرت مآل بخیال طوالت کتاب قلم انداز کیا گیا شعر
ہر کجا افتادہ بینی خشت و ویرانہ ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ
اب جس قدر تعمیرات مشہور و مشہور باقی ہین جدشرقی سے سلسلہ
وار جس کا شروع ہو کر حد غربی تک تمام کیا جاتا ہے

کوٹھی جہانپور

جسکو نواب آصف الدولہ نے سیرگاہ و شکارگاہ کے طور پر تعمیر
کروایا تھا اور وہان جاکر سیر و شکار کیا کرتے تھے مگر جنکر صاحب

رزیڈنٹ بہادر سابق لکھنؤ سے تبدیل ہوکر روانہ ہوے اور دوسرے
صاحب بجای اونکے کار فرما ہوے تو دوسرے روز اس مقام پر نواب وزیر
بڑے تزک و شان سے واسطے ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے تشریف لاے و بروقت رخصت صاحب بہادر کو اپنے ساتھ ہاتھی
پر سوار کرواکر کوٹھی رزیڈنٹی مین لیگئے اور اس امر کا تصفیہ ہوا کہ وزیر علی
کو مسند سے برخاست کرکے سعادت علیخان پسر متبنی آصف الدولہ
کو بجاے اونکے مسند نشین کرین اور یہ بات مشہور عام ہے کہ اسی مقام
مین جناب لاٹ صاحب ملکین ہوتھہ بہادر نے دربار اہالیان دربار شاہی
کا فرمایا تھا اور اسی جلسے مین وزیر علی کو حکم معزولی مسند کا سنایا تھا
اور اسی مقام سے اونکو روانہ شہر بنارس کیا تھا جو جگہ
اونکے قیام کیواسطے سرکار سے تجویز ہوئی تھی

کوٹھی دلکشا

اس کوٹھی کو سعادت علیخان نے اپنے سیر و شکار کیواسطے بنوایا تھا
اور جنگل گرد و پیش کو صاف کرواکر ایک چراگاہ مقرر اور اوس مین
جانوران شکاری مثل ہرن وغیرہ چھوڑ دیے تھے اس کوٹھی مین
اکثر بیگمات بھی سیر کے واسطے آیا کرتی تھین

ولایتی باغ

اس باغ کو پادشاہ نصیر الدین حیدر نے تیار کیا تھا اور اوسمین اکثر ولایتی درخت لگائے تھے اسی وجہ سے اوسکا نام ولایتی باغ مشہور ہوا واجد علی شاہ نے اوسکی چار دیواری کو وہ بلندی بخشی جو اب موجود ہی کیونکہ اونکے محلات اکثر وہان جاکر سیر کیا کرتے تھے اور اسکے واسطے ایک مکان ضرور تھا

کوٹھی مارتین

جسکو کنسٹین ٹیا بھی انگریزی زبان مین کہتے ہین اوسکو جنرل کلاڈ مارتین صاحب نے تعمیر کیا تھا صاحب نے اوسکی تعمیر شروع کی اور نقشہ نواب آصف الدولہ بہادر کو دکھلایا نواب صاحب نے نقشہ کو پسند فرماکر خواہش اوسکی خرید فرمانے کی ظاہر کی اور دس لاکھ روپے اوسکی قیمت قرار پائی مگر نواب صاحب کی مرگ نے اس معاملے کو انجام نہونے دیا اور بعد چند روز کے جنرل مارتین صاحب بھی فوت کر گئے اور یہ تعمیر ناتمام تھی مگر صاحب موصوف نے بنظر اسکے کہ کوئی حکمران آیندہ اوسکو ضبط نکرلے یہ حکم دیا تھا کہ اوسکی لاش اسی مکان مین دفن ہو اور جو روپیہ اونسے واسطے ترتیب مدرسہ کے جمع کیا ہی اوسکے سود کی آمدنی سے یہ تعمیر اختتام کو پونچی بیچ ہنگام مفسدہ کے سپاہ مفسدہ نے صاحب کی قبر کھود کر اوسکے استخوان وغیرہ جو باقی تھے اونکو پاش پاش اور پریشان کر دیا تھا مگر بعد فرو ہونے مفسدہ کے پھر

استخوان صاحب کے جو دستیاب ہوے دوبارہ قبر مین رکھے گئے

نہر گنگ

اِس نہر کی کھودائی نصیر الدین حیدر کے وقت مین شروع ہوئی تھی اور زر کثیر اوس مین صرف ہوا اور علت غائی اس مطلب سے بہت مفید اور کارامد تھی راجہ بختاور سنگھ نے یہ امر شاہ اودہ کے گوش گزار اور عرض کیا کہ اس نہر سے پانی گنگا کا لکھنو تک آویگا اور اوسکے سبب سے تجارت اور زراعت کو بہت فائدہ ہوگا بلکہ اونکو ترغیب وتحریص دیکر شروع کروایا تھا مگر چونکہ یہ امر علم سے تعلق رکھتا ہے اور کسی صاحب انجنیر کی صلاح اور مشاورہ اسمین نہ تھا اسلیے یہ امر اختتام کو نہین پونہچا اور اکثر ٹھیکہ داران کو جنھون نے ٹھیکہ کندیدگی کا لیا تھا متمول کر دیا یعنی وہ لوگ روپیہ لیکر بھاگ گئے اور اس نہر کو ناتمام چھوڑا ہنگام بلوہ مفسدین نے اسی نہر کو اپنا اول مورچہ قائم کیا تھا

تعمیرات عہد نواب سعادت علیخان

تعمیرات مفصلہ ذیل سعادت علیخان نے تعمیر کروائی تھین تاکہ شہر غربی جانب سے ویسا ہی آراستہ ہو جیسا کہ اوسکی بھائی علاقی نے شرقی جانب کو درست کیا تھا کوٹھی حیات بخش جسمین جناب صاحب مشنر بہادر

رونق افروز ہین کوٹھی دارالشفا جس مین صاحب سکرتر بہادر
تشریف رکھتے ہین کوٹھی بیگم جس مین توپخانہ اب قائم ہے
کنکڑ والی کوٹھی جس مین بریگیڈیر صاحب قیام فرما ہین کوٹھی نورنجش
جس مین صاحب ڈپٹی کمشنر فروکش ہین بادشاہ منزل جس مقام
پر اب قیصر باغ طیار ہوا ہے چینی بازار اور ٹیڑھی کوٹھی ان مکانات
مین اکثر صاحبزادے رہا کرتے تھے اور جو خالی تھے وہ نوابصاحب
کے سیر و تماشا کیواسطے آراستہ رہا کرتے تھے جس مکان مین او
دلمین آتا تھا اوس مین سیر و تماشا کرتے تھے اور ٹیڑھی کوٹھی
واسطے سرانجام امور ملکی کے تیار ہوئی تھی جو کام ملکی ہوتا تھا
وہ وہان درپیش ہوتا تھا ان مکانات مین سے اکثر مکانون کے
نام بلوے مین مشہور ہوگئے یعنی کوٹھی حیات بخش مین میجر ہوسن صاحب
جو نہایت دلیر و شجاع تھے جان بحق تسلیم ہوے اور بیگم کوٹھی مین
بہت سے سپاہیان شجاعت شعار نے ہاتھ مفسدین سے
شربت ممات پیا کوٹھی نورنجش کے بالاخانے سے سر ہنری
ہولک صاحب تیسری مورچال مفسدین پر گولہ مارتے تھے اور
راستا قیصر باغ کا نکالا تھا اور اس کوٹھی پر مفسدین کے گولے
اسقدر لگے تھے کہ اب تک نشان گولونکا اوسکی دیوار پر موجود ہے

اور اس کثرت سے ہے کہ گویا دیوار چھلنی ہو گئی ہے

سبطین آباد یعنی مقبرہ امجد علی شاہ چہارم بادشاہ اودھ

جس مین اب گرجا گھر قرار پایا ہے اور جسکو عوام غلطی سے چھوٹا امام باڑہ بھی کہتے ہین

مادۂ تاریخ

آرامگاہ ظل اللہ

۱۲۶۴

سکندر باغ

تعمیر کردۂ واجد علی شاہ جو شاہ ممدوح نے سکندر بیگم کو عطا کیا تھا اور اسی سبب سے بنام سکندر باغ مشہور ہوا اس مین کوئی شے قابل تعریف نہین مگر یہ کہ اس مین ہنگام بلوہ سپہ سالار بہادر افواج سرکاری نے قریب دو ہزار سپاہ مفسدین کو سزا دی تھی اور انکی لاشین بھیڑی اوسی مین دفن ہوئی تھین اور جس اوس راستہ مین پڑی رہین جو شمالی اور مشرقی جانب باغ کی جاتا تھا

قدم رسول

ایک مذہبی مقام اہل اسلام کا جسکو غازی الدین حیدر نے ایک مقام بلند تیار کروا کر تعمیر کیا تھا اوس مین ایک سنگ پارہ ہے جو عرب سے ایک حاجی لایا تھا اور جسپر نقش قدم پیغمبر کے ہین ہنگام بلوہ سنگ پارہ مذکور گم ہو گیا مگر کوئی اوسکا لیجانے والا معلوم نہوا

نجف اشرف

جو بنام شاہ نجف مشہور ہی اوسکو غازی الدین حیدر نے اپنا
مقبرہ بنوایا تھا اور اوسی مین دفن بھی ہوے ہین اس مقام کو
یہ نام اسواسطے دیا گیا تھا کہ ایک مقام کوہ نجف ہی جسپر قبر
حضرت علیؑ داماد حضرت محمد پیغمبرؐ کی تعمیر ہی اور مشہور یہ ہی کہ یہ
مقبرہ اوسکی نقل بنا ہی اور غازی الدین حیدر نے کچھ روپیہ
واسطے مصارف اس مقبرے کے سرکار مین جمع کر دیا تھا
جسکے سود سے خرچ اس تعمیر کی مرمت کا اور تنخواہ عملۂ مقبرہ کی مثل
سید وغیرہ ہوتا ہی اس مقام پر بھی سپہ سالار افواج سرکاری
کو بمقابلہ مفسدین بڑی تکلیف اوٹھانی پڑی تھی اور مفسدین نے
یہان نہایت سخت مقابلہ کیا تھا اس مقام پر ہنگام جنگ مفسدین
سر ولیم پیل صاحب کی بھاری توپین آئی تھین اور دو گھنٹے تک
اونکے گولے اسپر گرتے رہے اور اسی مقام پر بریگیڈیر ہوپ صاحب
نے کارنمایان کیا تھا یعنی تنہا واسطے تلاش چور راستے کی گئی تھے
اور ایک کھڑکی دریافت بھی کی تھی مگر اسی عرصے مین اتوات مذکور
کے صدمے سے دیوار شق ہو گئی تھی اور سپاہ سرکار اوس
شق کے راستے سے اس مکان مین داخل ہو گئی تھی ۔

تاریخ

باحسن عقیدت نجف اشرف آ	فرمود بنا بہند نواب وزیر
تاریخ مبارکش جو جستم از عقل	ہاتف گفتا عجب نجف شد تعمیر

۱۲۳۲ ہجری

تعمیرات موتی محل

تعمیر کردۂ سعادت علیخان شمال کی جانب احاطے کے ہی اور موتی محل کہلاتا ہی اسواسطے نام رکھا گیا تھا کہ اس مین ایک برج بنا تھا جو بشکل موتی کے تھا مگر اب وہ مسمار ہوگیا ہی دوسرے مبارک منزل اور تیسرے شاہ منزل مبارک منزل غازی الدین حیدر نے کنارۂ دریا پر تعمیر کیا تھا اور شاہ منزل جہان اب پل کشتیونکا ہی اور اس منزل سے مبارک منزل بجانب شرق تھا شاہ منزل واسطے لڑائی حیوانات کے تعمیر ہوا تھا چھوٹے چھوٹے جانورونکی لڑائی اندر احاطۂ شاہ منزل کے ہوا کرتی تھی اور شیر وغیرہ کی لڑائی بھی اوسی احاطے مین ہوتی تھی اسواسطے مضبوط پنجرے اور مستحکم بامن تماشا دیکھنے والونکے لیے تعمیر ہوے تھے مگر لڑائی ہاتھی اور گنیڈے کی دریا پار میدان مین حضوری باغ کے سامنے ہوا کرتی تھی کیونکہ ایسے حیوانات کی لڑائی کی سیر کے واسطے فاصلہ بہت ضروری ہی اور شاہ اور دیگر ارکان سلطنت برامدۂ شاہ منزل پر سے دیکھا کرتے تھے +

خورشید منزل

اس تعمیر کو سعادت علیخان نے شروع کیا تھا اور غازی الدین حیدر نے ختم کیا مگر کسی خاص مطلب کیواسطے یہ عمارت نہین بنی تھی اور بعد تسلط ملک اوس مین سکونت ۳۲ رجمٹ کا قرار پائی تھی

تارا والی کوٹھی

اس تعمیر کو نصیر الدین حیدر نے بہدایت اور براہمکاری کرنیل دلکوکس صاحب کی جو منجم شاہی تھے تعمیر کروایا تھا اور آلہ نجوم بھی اوس مین نہایت اچھے رکھے گئے تھے ۱۸۴۷ء مین کرنیل صاحب ممدوح مر گئے اور واجد علی شاہ نے عملہ صاحب مرحوم کو برخاست کردیا اور آلہ نجوم بحفاظت رکھے گئے مگر مفسدے مین گم ہو گئے کہ مین اونکا پتا نہ ملا اس سے گمان کیا جاتا ہے کہ مفسدین نے اونکو توڑ ڈالا ہوگا مولوی فیض آباد احمد اللہ شاہ نے جنکو ڈنکہ شاہ بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو اونکے آگے ڈنکہ بجا کرتا تھا ہنگام بلوہ اس مقام کو قیام گاہ اپنا قرار دیا تھا اور کونسل مفسدین کی اکثر اسی مقام مین جمع ہوا کرتی تھی

میدان

جو درمیان کوٹھی مذکور اور قیصر باغ کے

واقع ہر اس میدانکی حکایت از بس حیرت آمیز باقی ہے یعنی اس میدان مین
دو گروہ صاحبان عالیشان کے جسکے ایک گروہ مین تیرہ صاحب
لوگ تھے جو راجہ دھوریہ نے بھیجے تھے اور وہ لوگ جو بلی گارد سے
بھاگ کر شہر مین گرفتار وام مفسدین ہوے تھے اور اس مین مس
جیکسن صاحبہ اور میم گرین صاحبہ اور میم رجرز صاحبہ اور کیرو صاحب اور
سلیون صاحب بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ع اور دوسرے گروہ مین قریب بیالیس
احسان مندی و مہمان نوازی راجہ متھولی کی جس مین مسٹر جیکسن صاحب
اور کپتان آمر صاحب اور لفٹنٹ پریزر صاحب مسٹر جنٹ مورٹن صاحب
بتاریخ ۱۶ ماہ نومبر ۱۸۵۸ع تھے قصہ بیماری وقید و بحیرمتی و نا امیدی کو ختم
کر کے مفسدون کی بیرحمی سے راہی ملک بقا ہوے اور واسطے
یادگاران امور قبیحہ کے ایک عمارت مقامات واردات پر بنائی
گئی ہے دونون یہ واردات بباعث غصہ سپاہیان مغلوب کے واقع ہوئی
تھین جب اونسے مقابلہ فوج ظفر موج جنرل ہیولوک صاحب اور سپہ سالار
بہادر افواج ہند کی کوئی بات بن نہ پڑی مگر دونون مین ترغیب اور
تائید سرگروہان مفسدین اور رئیسان اودہ کی تھی ایک ان مسومین
سے یعنی راجہ جی لال سنگھ جو ایک بڑا رئیس ملک تھا اور جسکی خاطر داری
درمیان مفسدونکے بہت تھی اور جو ساتھ گروہ اول کے قتل گاہ تک

گیا تھا اور ایک دروازہ قیصر باغ پر جو اب منہدم ہوگیا ہی اس مراد
سے چڑھا تھا کہ سیر اس واقعہ قبیحہ کا اچھی طرح دیکھے کہ کیونکہ تڑپ
تڑپ کر یہ لوگ جان دیتے ہین اور کارگزاری اپنی سپاہ کی کہ کسطرح
اونپر ہاتھہ صاف کرتے ہین دو برس بعد اس واقعہ کے وہ پھر
ذیل عاطفت سرکار مین آیا اور اوسکی سرکشی پر بھی چشم پوشی کی گئی
اور اوسکے دل مین یقین واثق ہوگیا کہ بحسب تکدر واقعہ معلومہ کا
اب صاحبون کے دل سے دور ہوگیا اور گویا اب وہ اپنی موت
مرگیا اور سب سے ملاقات ہوگی مگر انصاف نے مجرم کا سمجھا
بجھوا گو بدیر مطلب بر آیا مگر اتفاقاً اور یکایک اوسکے سر پر آ پڑی
اور اوس طرف سے آئی جسطرف سے اوسے بالکل اطمینان
حاصل تھا یعنی اوسکے معتمد ملازم اوسکے مخالف ہوگئے اور ثبوت
پر ثبوت اس امر کا بخلاف اوسکے ظاہر ہوتا گیا اور اوسکے سر پر
بوجھہ اس گناہ کا بھاری کرتا گیا کہ بتاریخ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ ع
اوسی مقام پر کہ جہان یہ واقعہ ہوا تھا اس راجہ نے سزا سے
پھانسی پائی اور بعد ازان بتاریخ ۱۲ ماہ مذکور بندہ حسین اور فتح علی کو بھی
جو چند صاحبان کو اور مقامات سے گرفتار کرلائے تھے سزا پھانسی ہوئی

ایک نہایت عمدہ تعمیر عہد واجد علی شاہ کی ہی یہ تعمیر ۱۸۴۸ء مین
شروع ہوئی تھی اور ۱۸۵۰ء مین ختم ہوئی اور مع اسباب و سامان
آرایش کے اس مین اسی لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا وجہ تسمیہ
اس نام کی یہ ہی کہ بادشاہان اودہ اپنی مہر وغیرہ مین لقب قیصر
کا لکھا کرتے تھے کیونکہ قیصر خطاب بادشاہ روم کا ہی اور شاہ
روم بڑا بزرگ اور نامی بادشاہ اہل اسلام ہی اس تعمیر کے بیان کرنے
مین لازم ہی کہ ایک جانب سے بیان شروع ہو اور بہتر یہ ہے
کہ دروازہ شمالی اور شرقی سے شروع ہو جو دروازہ روبرو اوس میدان
کے واقع ہی جو سامنے تارا والی کوٹھی کے تعمیر کیا گیا ہی اسی دروازے
مین سے اور بعد ازان ایک کھڑکی مین سے جو اب بند ہے
جہان گرفتار شدہ اپنے قید خانے مین پونہچاے گئے تھے اس
دروازے سے آگے جاکر ایک صحن وسیع روبرو دروازہ جلوخانہ
کے ہی اس صحن مین سواری اور جلو شاہی تیار ہو کر آراستہ ہوا کرتی تھی
یہانسے آگے جاکر ایک دروازہ ہی اوس پر وہ پڑا تھا اوس سے
گذر کر چینی باغ ہے اسکا نام چینی باغ اسواسطے تھا کہ اوس مین
اسباب چینی کا باغ کی آرایش کے لیے تھا وہانسے آگے جاکر
اور ایک دروازے سے گذر کر حضرت باغ ہی اس باغ کی جانب

چاندی والی بارہ دری ہی اس بارہ دری مین فرش چاندی یعنی نقرہ کا تھا
اور اوسی جانب خاص مقام اور پادشاہ منزل ہی جس مین خاص کر پادشاہ
رہا کرتے تھے اس پادشاہ منزل کا بیان پیشتر ہوچکا ہی کہ اوسکو سعادت علیخان
نے تعمیر کیا تھا اب واجد علی شاہ نے اوسکو اپنے نقشہ قیصر باغ مین شامل
کرلیا تھا اوس دروازے پر جس سے گذر کر حضرت باغ کو آتے ہین
نواب علی نقی خان وزیر اس مراد سے رہتا تھا کہ ہمیشہ قریب پادشاہ
کے رہے اور ہر وقت پادشاہ کی حرکات سے خبردار رہے بجانب
چپ اس مکان کے تعمیرات چوکھی ہی یہ تعمیرات عظیم اللہ خان حجام
شاہی نے بنوائی تھین اور پادشاہ کے ہاتھ چار لاکھ روپے کو بیچ
ڈالی تھین ان تعمیرات مین خاص خاص محلات شاہی اور خاص محل صاحبہ رہتی تھین
اور بیگم مفسدہ بھی انھین تعمیرات مین رہتی تھی اور ایک صطبل مین
جو متصل ہے قیدیان انگلشیہ کے ہفتے تک مقید تھی یہان سے
آگے چلکر ایک درخت ہی جسکے نیچے سنگ مرمر کا فرش کیا گیا ہے
اور اس درخت کے نیچے واجد علی شاہ زرد کپڑے مثل فقیران پہن کر
میلے کے دنون مین بیٹھا کرتے تھے یہان سے آگے بڑھکر لکھی دروازہ
ہی جسکی تعمیر مین لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اوسکے آگے چوک خاص قیصر باغ
کا ہی جسکے گرد جسقدر مکانات ہین سب مین حرم شاہی رہا کرتی تھین

بماہ اگست یہان ایک بڑا میلہ ہوا کرتا تھا اور اوس میں شہر والے
بغیر مزاحمت کے بار پاتے تھے اس سے آگے پتر والی بارہ دری ہے
جس مین اب تماشا گاہ مقرر ہوا ہی اور لکھی دروازہ مغربی سے غرب
کیطرف قیصر پسند ہی جسکے گرد نصف دائرہ ملمع طلا کا بنا ہوا ہی اسکو
روشن الدولہ وزیر نصیر الدین حیدر نے تعمیر کیا تھا اور واجد علی شاہ
نے ضبط کر کے معشوق السلطان اور محل خاص کو عطا کیا تھا یہ دروازہ
بھی اوسی مقام کا سا ہی جیسا مغربی لکھی دروازہ ہی اور اس تعمیر کے نیچے کے
مکانات مین چند تن انگلشیہ جو دہورہرے سے آئے تھے مقید تھے
اور یہانسے قتل گاہ کو پہنچائے گئے تھے بجانب راست اس مکان
کے ایک اور جلوخانہ اوسی قسم کا جیسا بجانب مشرق بیان کیا گیا ہی
اسمین سے محلات مین گذر کر اور اوسکے نیچے کی جانب چلکر باہر حدود
قیصر باغ کے جو روبرو شہید دروازے کے ہی آتے ہین اس شہید دروازہ
کو نیل دروازہ بھی کہتے ہین کیونکہ اسی دروازے مین جنرل نیل صاحب
گراب کے گولے سے جو قیصر باغ کے دروازہ کی توپون سے
آیا تھا جان بحق ہوے تھے

تاریخ

چو قیصر باغ را تعمیر فرمود	دل رضوان بہ جنبش گفت بارک

بصد جوش بهارش کلک شمشیر | نوشته سال آن باغ مبارک

تاریخ نهر سنگین قصر باغ که خطاب آن چشمهٔ حسن ست ۱۲۶۶

حضرت سلطان عالم ابر جود و بحر عدل | ساحل دریای رحمت قلزم حسن صفات
نهر سنگ ابیض از حکمش بنا شد تا بتاب | صورت عین کرم شد چشمهٔ نهر التفات
سال طیاری سروش غیب از شمشیر گفت | چشمهٔ حسن آب روی منبع آب حیات

تاریخ باره دری سنگین واقع قصر باغ ۱۲۶۹

چون حضرت سلطان عالم شاه اختر دین پناه | واجد علی شاه زمن خاقان هم قصر حشم
فرمود این باره دری سنگین بصد خوبی بنا | از بهر تشریف آوری مقدم شاه امم
از حسن نیت چونکه نذر چارده معصوم شد | نظارهٔ عتبات عالیهات گردد بهم
آید چو کس بهر زیارت اندران ضوان دهد | آواز طبعم فاتحه خلد با خالدین در هر قدم
شمشیر چون تاریخ آن پرسید از روح الامین | گفتا مکرر از ادب قصر ارم تصویر ارم ۱۲۶۹

تاریخ باره دری نگینه والی واقع حضرت باغ

زهی قصر رصه شد بحضرت باغ تعمیر | از امکان میتاید نازه جلد برین هند
پی سالش چو جستم کلک شمشیر این رقم کرد | شد از باره دری با نگین زیبا نگین هند ۱۲۶۹

تاریخ دروازهٔ اول قصر باغ

ساخت قصر باغ چون شاه زمان | شد درش رشک در باغ جنان
زد رقم شمشیر بر محراب آن | سال دروازه در باغ جهان

تاریخ دروازہ دوم

در باغ قیصر بلند در رفیع	که یابند ازان کیف زیاد و رند
در غیاب شمشیر کرده چو فکر	ندا داد رضوان در باغ هند

۱۱۶۶ ہجری

مقبرہ سعادت علی خان

درمیان گوشہ قیصر باغ اور چینی بازار کے دو قبرین ہین ایک تو سعادت علیخان کی جنکو بعد مرگ جنت آرامگاہ کہتے ہین دوسری اونکی بیگم مرشدزادی کی یہ دونون قبرین ان دونونکی وفات کے بعد غازی الدین حیدر نے تعمیر کرائی تھین اس سے محبت ملبری ظاہر ہی اس مقام پر اول ایک مکان تھا جس مین غازی الدین حیدر خود حین حیات رہتے تھے اور ایک بات مشہور ہے کہ جب غازی الدین حیدر تخت پر بیٹھے تو ظاہر کیا کہ جب مین سعادت علی خان کے تخت اور محل پر قابض ہوا تو مجھے لازم ہی کہ اپنا مکان اون کو دون اسی خیال سے فوراً حکم دیا کہ جس مکان مین وہ رہتے تھے اوسکو مسمار کرکے ایک قبر سعادت علیخان کی تعمیر ہو + +

مکان چترمنزل

جسکو نصیر الدین حیدر نے واسطے سکونت محلات حرم کے تعمیر کیا تھا اور جسکے متصل کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کیواسطے بنوائی تھی

اس مکان کا نام چترمنزل اسواسطے قرار پایا تھا کہ اوسکے اوپر چتر طلائی
بنے تھے اور نہ اس لحاظ سے یہ نام اوسکو دیا تھا کہ وہ چہار منزلہ ہے
جیسے بعضے بعضے تصور کرتے ہین اس مکان کے ایک جانب
کچہری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہے اس مکان کی وہ طرف جو جانب
دریا ہے اور جسپر نشان گولہ ہای ہاتواپ جنرل اوٹرم صاحب کے موجود ہین
واسطے دربار عام اور دیگر امور عامہ کے تیار ہوتا ہے

کوٹھی فرحت بخش

یہ کوٹھی عہد سعادت علیخان سے محل شاہی تھا اور واجد علی شاہ
کے اوس عہد تک مقام قیام شاہ رہا جب تک قیصر باغ تیار
نہین ہوا تھا اس کوٹھی کی وہ جانب جو بطرف دریا ہے اوسکو جنرل
مارکین صاحب نے تعمیر کرکے نواب وزیر کے ہاتھہ فروخت کیا تھا
باقی تعمیرات جو اس سے ملحق تھین اور تختگاہ جسکو سعادت علیخان
نے بنوائی تھین ان تعمیرات مین تختگاہ جسکو قصر السلطان کہتے تھے
اور اب یہ مکان یادگارانہ مرمت ہوکر خالی پڑا ہے وہ صرف واسطے دربار شاہی
کے آراستہ ہوا تھا اور جب کبھی نیا بادشاہ جلوس کرتا تھا تو اوسکو
صاحب رزیڈنٹ اس محل مین تخت نشین کرتے تھے اور نذر
دیتے تھے اس نذر سے مراد یہ تھی کہ سرکار گورنمنٹ نے اس تخت نشینی

کو منظور فرمایا اسی کوٹھی مین بادشاہ بیگم نے مناجان کو تخت پر بٹھانے
کا ارادہ کیا تھا اور جسکا حال سر ولیم سلیمن صاحب نے اپنی تواریخ
اودہ کی دوسری جلد مین تحریر کیا ہی اور اسی کوٹھی مین اوسوقت
مقیدین ہمراہی بادشاہ بیگم نے کرنیل لوصاحب رزیڈنٹ پر ارادہ
جبریہ نذر دلوانے مناجان کا کیا تھا بدین لحاظ کہ اگر نذر گذرجاوے گی
تو تخت نشینی مناجان کی صدر گورنمنٹ تک ثابت ہوجاے گی

کوٹھی رزیڈنسی

یہ کوٹھی بہت مشہور ہی اور اسکا بیان مفصل ضرور ہی جب نواب
آصف الدولہ بہادر دولت خانے مین رہتے تھے جسکا حال
دفعہ ۲۶ مین درج ہی صاحب رزیڈنٹ بہادر اوسیکے ایک مکان
مین تشریف رکھا کرتے تھے لیکن جب نواب سعادت علی خان نے
کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کو بنوائی تو اوسکے نزدیک ایک
کوٹھی صاحب رزیڈنٹ کیواسطے بھی تعمیر ہوئی اور اول مین اس
کوٹھی رزیڈنسی مین کوئی پہرہ چنگی نہین رہتا تھا مگر جب کرنیل ملی صاحب
رزیڈنٹ مقرر ہوے تو اونکے ہمراہ ایک گارد تعینات ہوا تھا
اور ایک مکان بھی دروازہ احاطہ رزیڈنسی کے نزدیک اوسکے واسطے
سعادت علیخان نے بنوا دیا تھا اور یہ دروازہ تمام دنیا مین بنام

دروازہ بیلی گارد مشہور ہوگیا اس تعمیر کا نقشہ اور بیان گنبس صاحب نے
اپنی کتاب مین اور دیگر کتب مین تفصیل بیان کیا ہی اور اب بیان
اوسکا اس مختصر مین موجب طوالت ہے

پل آہنی

یہ پل حسب الحکم بادشاہ غازی الدین حیدر کے ولایت انگلستان
سے طلب ہوا تھا مگر قبل آنے پل مذکور کے وہ آپ شناور بحر
بقا ہوے اور اونکے لڑکے نصیر الدین حیدر نے بعد تخت نشینی
کے سگلر صاحب کو جو اونکا ملازم تھا اوسکی درستی کا ٹھیکہ کردیا
صاحب موصوف نے کچھ کوٹھیان واسطے اوسکے برپا کرنے
کے روبروی کوٹھی رزیڈنسی کے جہان ایک چھوٹا سا گھاٹ
اور شوالہ ایروی دریا واقع ہی گلائین اور یہ کوٹھیان ابتک نمودار
ہین مگر اوس سے اسکی درستی نہوسکی اور اسی سبب سے
پل مذکور برپا نہوا تا وقتیکہ امجد علی شاہ بعد محمد علی شاہ کے
تخت نشین ہوے اور اس بادشاہ نے ارادہ کیا
اور اپنے عزم کو ختم بھی کیا یعنے پل آہنی قائم ہوگیا

تاریخ پل آہنی از منشی مظفر علی اسیر

آن بادشاہ عادل کز حکم محکم او	گردید آہنی پل بر گومتی ملو دار

فرمود حکم سلطان تاریخ نظم کردم	چون حکم شاہ محکم چون عدل شاہ ہموآ
	۱۲۶۲

پل پختہ

نواب آصف الدولہ بہادر نے قریب ۱۲۰۰ھ کے تعمیر کیا تھا

تاریخ

پل نو بنا گشت بر گومتی	بتدبیر نیک و بعقل رزین
چو از نفس خود سال او خواستم	بگفتا پل استوار و متین
	۱۲۲۶

قلعہ مچھی بھون

یہ قلعہ جسقدر سابق مین تھا جسکا نام اصل مچھی بھون ہے اوس سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے سابق مچھی بھون صرف اوسقدر تھا جسقدر بروج پختہ سڑک کے جنوب کی جانب موجود ہین اور یہی قلعہ لکھنو تھا اور بہت مستحکم قلعہ دو سو برس پیشتر مشہور تھا ایک مثل قدیم مشہور ہے کہ جسکے پاس قلعہ مذکور ہوگا وہی مالک شہر لکھنو ہوگا اس سالے کے شروع مین جو مختصر حال لکھنو لکھا ہے اوسمین احوال اور نام اس قلعے کا درج ہے اور وہ ٹیلہ جو راستے کے بیچ مین درمیان گھونگھٹ قلعہ کے واقع ہے اور جسکے اوپر مسجد بنی ہوئی ہے وہ بھی ٹیلہ مشہور ہے اور اسی جگہ سابق بھمن پور آباد تھا عقب مچھی بھون خاص کے بجانب جنوب

و مغرب ایک میدان ہے جس مین توپخانے کا کودام ہی اوس مقام
پر رنگ محل اور سیج محلہ آباد تھے اور یہ سیج محلہ نہایت قدیم مکانات
شہر لکھنؤ کے تھے جنکو خاندان شیخان نے جو سابق حاکم اس
جگہ کے تھے تعمیر کیا تھا جب سعادت خان جو مورث اعلے
خاندان شاہی اس ملک کے تھے ۱۷۳۲ء مین صوبہ دار ہوکر یہان آئے تھے
تو یہ مکانات بکرایہ حاصلہ ماہانہ مالکان مکانات سے
لیے تھے اور روپیہ کرایے کا اونکے عہد تک ادا ہوتا گیا مگر اون کے
وارثون نے بباعث تخلف آرای پادشاہان لکھنؤ کے اونکو
مال سرکار تصور کیا اور صفدر جنگ اور شجاع الدولہ نے تو اسقدر
اس عمل کو جایز رکھا کہ سرخط کرایے کا مالکان مکانات مذکورہ کو دیا
مگر زر کرایہ ادا نہین کیا لیکن آصف الدولہ نے یہ عمل بھی ترک کیا
اور مکانات کو بکقلم ضبط سرکار کرلیا یہ بات محتاج بیان کی نہین
بلکہ مشہور عام ہی کہ یکم جولائی ۱۸۵۷ء مین جو فوج سرکاری اوسمین
تھی اوسنے کسطرح اس قلعے کو خالی کیا تھا اور کیونکر باغی گارد
کی جاکر شامل ہوئی تھی اور کس حکمت اور مطلب برآری سے اس قلعے کو
فوج سرکاری نے بروقت یہانسے نکل جانیکے اوڑا دیا تھا +

بڑا امام باڑہ

یہ عمارت گویا تعمیرات لکھنؤ مین از ہمہ بہتر و اعظم ہی اور نواب آصف الدولہ
کی سلطنت کے کارہای عظام مین سے عظیم تر یہ مشہور ہی کہ نواب
ممدوح نے بیشمار روپیہ اسکی تعمیر مین صرف کیا ہی اور عوام مین مشہور
ہی کہ اس مین دس لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہی شاید اس مین کچھ
مبالغہ بھی ہو کیونکہ قول ہندیان ایسے مقام مین ہمیشہ ساتھہ مبالغہ
کے ہوا کرتا ہے کارگیر اس کام کیواسطے بہت دور دور سے طلب
ہوے تھے اور سبکو حکم ہوا تھا کہ اپنی اپنی رای سے نقشجات
واسطے اس مکان کے پیش کرین صرف تاکید یہ تھی کہ کسی عمارت
کی نقل نہو اور یہ مکان ایسا تیار ہو کہ کبھی ایسا شیرتہ نہ بنا ہو
اور جتنی تعمیرات مشہورہ ہین سب سے زیادہ خوش قطع اور خوش
اسلوب ہو کفایت اللہ ایک شخص تھا جسکی تدبیر سے یہ تیار ہوا ہے
اور جیسا وہ اب موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ جو شرائط
نواب کی تھین اونمین کمی نہین ہوئی ہی یہ عمارت اوسیقدر مضبوط
ہی جسقدر خوبصورت اور خوش قطع ہی بنیاد اسکی بہت عمیق ہے
اور ساری عمارات مین لکڑی کا کام بالکل نہین ہے اوسکی
وسعت ۱۶۷ فٹ سے ۵۲ فٹ تک ہی اور نواب آصف الدولہ
بعد وفات کے اسی مقام مین دفن ہوے ہین ٭

تاریخ امام باڑہ کلان

کرد نواب آصف الدولہ	چون بنا جای عشم بحسن یقین
داد ہاتف خبر ز تاریخش	روضۂ امجد امام دین

۱۲۲۵

جامع مسجد

یہ عمارت متصل امام باڑے کے ہے اور لائق تعریف نہیں یہ مسجد نقل ہے اوس جامع مسجد کی جو شہر دہلی مین ہے

رومی دروازہ

یہ دروازہ بھی نواب آصف الدولہ کے وقت مین تعمیر ہوا ہے اور مشہور ہے کہ نقل دروازۂ روم کی ہے مگر جو لوگ روم کو دیکھہ آئے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ ایسا دروازہ کوئی شہر روم مین نہین ہے غالب ہی کہ نواب کو کسی شخص نے مغالطہ دیا ہو کیونکہ اگر وہ چاہتا کہ نقل دروازۂ روم کی بنے تو اس مین شک نہین کہ دو صد نقشہ دروازہ ہای روم دیکھے ہی روز اوسکے سامنے پیش ہوتے یہ دروازہ اور امام باڑہ کلان دونون اوس زمانے مین بنا شروع ہوے تھے کہ جب لکھنو مین قحط سالی تھی اور اسی لحاظ سے یہ عمارات عالی شروع ہوئی تھین کہ جس سے غربا شہر کو روزی ملے

دولتخانہ

اس دروازے سے جو غرب کو چلو تو دولتخانہ یا محل قدیم لکھنو بجانب راست رہتا ہی یہ تعمیر یعنی دولتخانہ مشتمل ہے اوپر متعدد مکانات کے جو متصل ایک دوسرے کے ہین مگر اونمین کچھہ ہنر معمار و نکا صرف نہین ہوا ہی ان مکانات مین نواب آصف الدولہ اور اونکے عملے رہا کرتے تھے جب نواب نے فیض آباد کو چھوڑکر لکھنو کو اپنا دارالقرار ٹھہرایا تھا اور خاص محل نواب کا اوسیکے نام سے مشہور تھا یعنی جس مکانمین وہ آپ رہا کرتے تہے اوسکو آصفی کوٹھی کہا کرتے تھے مگر جب سعادت علی خان بعد اونکے مسند نشین ہوے اور قیام اپنا اونھون نے فرحت بخش مین مقرر کیا تھا تو یہ مکانات خالی رہے اور اسی سبب سے خستہ اور شکستہ ہو گئے

امام باڑہ حسین آباد

صرف یہ عمارت محمد علی شاہ سوم بادشاہ کے زمانے مین تیار ہوئی تھی اور ہرچند اس مین کچھ کارگیری صرف نہین ہوئی ہے مگر خوش اسلوبی مین کسی اور عمارت لکھنو سے کم نہین اسکا باغ جو مربع ہی اوسکی خوش وضعی کو اون عمارات نے جو اوسمین بطور نمونہ تاج روضہ کے بنی ہین اور چھوٹی چھوٹی عمارات جو اونمین ہین اونھون نے

خراب کردیا ہی اس حسین آباد مین بڑی رونق معلوم ہوتی ہی جب اوسمین
شمعکو روشنی ہوا کرتی ہی اور جب لکھنو مین سلطنت تھی تو محرم مین
بڑی دھوم ہوا کرتی تھی محمد علی شاہ نے اپنی والدہ بیٹی کو اوسمین دفن
کیا ہے اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ اونکا جنازہ بھی اوسمین دفن ہو اور
زر کثیر واسطے تزاید رونق اس امام باڑے کے نام نہاد
کیا تھا جو داروغہ مہتمم اس امام باڑہ کا قبل از بلوے کے تھا اور
باعث اوسکے عکس کی تصویر کھینچنے کے اکثر صاحب لوگون سے
اوسکی ملاقات تھی مگر وہ اس بلوے مین ببدل و جان متفق مفسدین
کے ہوا تھا اور ایک گروہ کا جرنیل ہوگیا تہا اور اوسکی ملاقات
ساتھ صاحب لوگونکے کسیطرح مانع اوسکے شامل ہونیکی نہوئی

تاریخ امام باڑہ

جناب محمد علی پادشاہ	پسندیدۂ بارگاہ الٰہ
بصدق وصفا تعزیہ خانہ ساخت	بلند از سما تعزیہ خانہ ساخت
خرد سال جا بی غزای حسین	بگفتا مزار شہ مشرقین

۱۲۵۳

تاریخ دروازہ امام باڑہ

شاہنشہ زمانہ و نوشیروان عصر	فرمانروای عالم امکان بود مدام
باب امام باڑہ والا بنا نمود	یارب بود قبول امام فلک مقام

هاتف بگفت مصرعہ سال بنائے آں | باب امام بارہ سلطان خاص و عام
۱۲۵۳

تاریخ سبیل

نوشیروان عصر ابو الفتح شاہ ہند | مقبول بارگاہ شہ مشرقین ہے
رکھوائی ہی سبیل تو تاریخ یہ ہوئی | اب یہ سبیل نذر جناب حسین ہے
۱۲۵۴

تاریخ چاہ

آب این چاہ زشیر نی خود | شربت قند و نبات پاک ست
راست تر مصرع تاریخ رسید | چشمۂ اب حیات پاک ست
۱۲۵۴

تاریخ حمام

سلطان جہان خدیو با دل | کسرای زمانہ شاہ عادل
حمام لطیف کرد تعمیر | تاکید نمود بہر تطہیر
تاریخ سعید ہست ظاہر | حمام لطیف حوض طاہر
۱۲۵۳

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابو الفتح معین الدین ست | رشک شاہان جہان پادشہ ہندستان
چون سڑک ساخت بنا مصرع تاریخ بگفت | ہست این نوع سڑک جادۂ راہ ایمان
۱۲۵۳

تاریخ ضریح

عرش بریں ہی بھی کہیں عالیمقام ہے | یہ روضہ حسین علیہ السلام ہے
تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی | بولے ملک ضریح قبول امام ہے
۱۲۵۳

تاریخ سرای حسین آباد

ابوالفتح منصور شاہ زمانہ	محمد علی سایۂ حق تعالے
رضا گفت تاریخ از حکم سلطان	سرای ابوالفتح شاہ معلے

تاریخ رصد حسین آباد ۱۲۵۵

چو محمد علی شہ دوران	ساخت در لکھنؤ رصد تیار
کرد سالش رقم مہندس فکر	این رصد شد بحکم شہ تیار

تالاب نہ کھنڈہ حسین آباد ۱۲۵۴

متصل حسین آباد کی محمد علی شاہ نے ایک بڑا تالاب تیار کیا تھا جو اب سر راہ ہوگیا ہے اور متصل امام باڑہ کی تعمیر ایک مسجد کی شروع کی تھی جسکو اونھوں نے چاہا تھا کہ جامع مسجد سے بہتر بنے مگر اونکی حیات نے وفا نکی اور قبل اوسکے ختم ہونے کے وہ خود ختم ہوگئے یہ مسجد نا تیار اب تک موجود ہے مگر چونکہ اوس وقت سے اب تک مرمت بھی نہین ہوئی اور اب عرصہ اٹھارہ برس کا ہوا اسواسطے اب وہ بہت خستہ و شکستہ ہوگئی ہے امسال ۱۸۶۳ء مین نماز عید الفطر کی بہی اسی جامع مسجد مین ادا ہوئی پہلے شرف الدولہ غلام رضا خان کی کاظمین مین ہوا کرتی تھی اس بادشاہ نے ایک اور تعمیر شروع کی تھی جسکو نہ کھنڈہ کہتے ہین اور

اور ارادہ تہا کہ اسکو سات منزل کا بنوا کر اوسکے اوپر سے سیر
تمام عمارات شاہی کی جو اونسے میان شہر پایل بنوائی تھی کیا کرے
مگر یہ تعمیر بہی ناتیار رہ گئی اور صرف چار منزل اوسکی پوری ہوئی

تاریخ جامع مسجد

شاہ ہندوستان معین الدین	فخر کسرا و قیصر و فغفور
نام نامی حضرت اعلے	بمحمد علی شدہ مشہور
مسجدے بی نظیر کرد بنا	بخدا ہست رہبری منظور
ہر منارہ عماد گردون شد	پیش گنبد نماند رفعت طور
مہتمم گشت اعظم الدولہ	جان نثار حضور شد مامور
برق موزون نمود تاریخش	مسجد جامع جدید حضور

۱۲۵۶

موسی باغ

یہ باغ نواب آصف الدولہ نے تیار کروایا تہا اور جو تعمیرات
اوسمین ہین اونکو سعادت علی خان نے واسطے سیر گاہ
خاص کے بنوایا ہے اونکے وقت مین لڑائی حیوانات کی اوس
مین ہوا کرتی تہی اس نام کی روایت مشہور یہ ہے کہ ایک روز
آصف الدولہ سوار اوسطرف جاتے تہے اور سب ہمراہی پیچہے تہے
کہ وہان ایک چوپایہ یعنے موش نکلا اور نواب کے گھوڑے تلے

باپ سے وہ مرگیا اوسکے مرنے سے کچھ دلمین اوسکے رنج آیا اور
اس لیے حکم دیا کہ ایک قبر اوس موش کی اوس مقام پر تیار
ہو اور باغ بھی بنے اور اوسی موش کے نام سے یہ تعمیر مشہور
ہوئی کیونکہ موش کو ہندی مین موسا کہتے ہین مگر ایک اور
روایت بہت قرین قیاس یہ ہے کہ سعادت علی نے یہ تعمیر
باہتمام ایک فراسیس کے تیار کروائی تہی اور مہتمم کا نام تو بھول گئے
مگر اوسکے اول کا حرف یعنی موسیو یا درہا جسکی کثرت استعمال سے تخفیف ہوکر رہگیا

مکانات اراکین شہر

شہر لکھنو مین کوئی تعمیر ایسی نہین جسکی خوش وضعی قابل تعریف کی ہو
یا جو ایسا قدیم ہو جسکا ذکر کرنا واجب آوے
چوک شہر کا نواب آصف الدولہ کے وقت مین تیار ہوا تھا
اور جو دو دروازے اوسکے دونو جانب ہین اونمین سے ایک
دروازہ جو جانب جنوب ہی اوسکو بہت قدیم بتلاتے ہین اوسکا
نام اکبری دروازہ ہی اور مشہور ہے کہ جب اکبر شاہ نیپال پر گئے تھے
شہر لکھنو ہوکر گئی تھے اور جب نیپال فتح کرکے آئے
یہ دروازہ یہان تعمیر کیا تہا مگر اس روایت کی صداقت
کسی کتاب تاریخ سے نہین ہوتی اور غالب ہی کہ غلط ہو کیونکہ

ایک آدمی کے نام کے سبب سے اوسکی تعمیر قرار دینا موجب
تامل مگر ایک روایت قرین قیاس ہی کہ کسی صوبہ دار اودہ نے
اوسکو بنوایا تہا اور جس بادشاہ کے وقت مین کہ اول صوبہ داری
اس علاقی کی قرار پائی تھی اوسکے نام سے اوسنے اس دروازے
کو مشہور کیا چوک سے اگر بجانب کانپور چلو تو دو عجیب درگاہین ملتی
ہین ایک کو کاظمین کہتے ہین جسکو شرف الدولہ نے بنوایا تہا
اور مشہور ہی کہ یہ درگاہ نقل مقبرۂ امام موسی کاظم ہے اور دوسری کربلا
دیانۃ الدولہ کی نقل مقبرۂ امام حسینؑ کی ہی جو کربلا مین بنی ہے

تاریخ کاظمین شرف الدولہ

مشہد اقدس بنا چون شرف الدولہ کرد	سایہ بفرقش شدہ فضل شہ حاجتمین
از شرف شمسہ اش گشتہ منور زمین	گنبد گردون ازان یافتہ صد تزئین
واہ چہ شرف النساء کرد اعانت دران	ہر دو شرف یافتند از قدم آشرفین
رابسکو داشتم در شرف از بہر شعر	صحت نفطی مگر آمدہ از فتحتین
فکرۂ شمشیر شد چون پی تاریخ سال	گفت سروش فلک گو حرم کاظمین

۱۲۶۹

یہ دونون درگاہین جب تک اونمین روشنی چراغان نہو کسیطرح لائق
تعریف کے معلوم نہین ہوتین اور قابل دیکہنے کے نہین بلکہ اونسے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ایسی بدوضع عمارت بہی انسان بنوایا کرتی ہین

درگاہ حضرت عباس

ایک اور درگاہ متبرک اہل اسلام مین ہی ایک روایت مشہور ہے
کہ سعادت علیخان اسی مقام مین سوتے تھے کہ یکایک چونک اوٹھے اور
اوس روز سے وحشت و بدمزاجی جو اون کے مزاج مین سابق
تھی اوسکو چھوڑ کر بہت رحم دل اور منصف دل ہو گئے تھے
مگر یہ روایت متعصبی لوگون کی مشہور کی ہوئی معلوم ہوتی ہے

تاریخ درگاہ حضرت عباس

این گنبد جدید بنائے سعادت ست

ملکہ زمانیان کا امام باڑہ

یہ امام باڑہ گولہ گنج مین بسبب وسعت اور فراخی کے مشہور
ہے یہ گویا ایک شہر ناف شہر مین واقع ہے مگر اوس مین
کوئی تعمیر لائق تعریف کے نہین

وینگفلڈ منزل

یہ عمارت عالیشان تعلقہ داروں کی طرفسی یادگار جناب مسٹر وینگفیلڈ
صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ بحسن اہتمام راجہ دریگیج سنگھ صاحب بہادر راجہ
مانسنگھ صاحب بہادر طیار ہوگئی ہے اسکے طیاری مین قریب دو لاکھ روپیہ کی صرف ہوگئے

شہر لکھنو کے باشندون کا حال

آدمی را بچشم حال نگر
از خیال پری و دے بگذر

۱ بڑا خاندان شاہی ہی اگلے نواب اور بادشاہون کی نسل سے اونکے پوتے اور نواسے اور بیگمات وغیرہ بکثرت ہین سبکا علی قدر مراتب وثیقہ ہی عیش و عشرت سے گذران کرتے ہین

۲ شاہ دہلی کی نسل سے اولاد جہاندار شاہ و مرزا سلیم سے بھی یہان چند شاہزادے ہین اہی سرکار سے اونکو وثیقہ پنشن سے قوت لایموت ملتا ہی

۳ عزیزان برہان الملک سعادتخان سے شاہزادہ ہای نیشاپوری کا بھی حالی خاندان ہی اونکے وثیقے بھی اچھے ہین سب چین کرتے ہین مگر بعض بیچارون کا وثیقہ غدر کی چپقلش مین بند ہوگیا اوس سے یک لخت فقیر ہوگئے مقام افسوس ہی و عبرت

۴ اونکے بعد امرای شاہی ہین جنکی نسل اور واسطہ دار ہی اکثر وثیقہ دار اور صاحب معاش نوٹ وغیرہ سے خوش گذران ہین اسمین ہندو بھی ہین اور مسلمان بھی سوا اونکے ہندو مسلمان سوداگر تاجر مہاجن بھی کروڑپتی لکھپتی سے لے کر ہزارپتی تک اکثر ہین اور ساکھ اچھی مگر بہ نسبت عہد شاہی کے روزگار اونکا سست اور معاش واجبی ہی مگر غنیمت

بعد اوسکے لوگ روزگار پیشہ ہین جو اسی شہر یا بیرونجات اور اور ملک مین روزگار
کر کر بسر اوقات کرتے ہین

علم کی کثرت ملا فاضل اکثر عربی فارسی کا درس اور علم ہیان کا مشہور اور طلبیب کثرت
اور یہ شہر علم کی ٹکسال ہر علم و فن کا آدمی یہان ہی اور طبیعت داروغہ کی خوشنویس
بھی ہر خط کے صل علی احافظ خوش الحان ایک سے ایک اعلی

پیشہ اہل حرفہ اہل حرفہ ہر قسم کے دست کار صناع موجد بکدست ہر کام مین
کما کہاتے ہین اور بہ نسبت اور شہرون کے یہان کے صناع غنیمت اسی طرح
دوکاندار بھی کہ وہ بھی ایک فرقہ ہی یہان بسبب شیعہ مذہب کے مسلمان بقال
اور حلوائی وغیرہ دوکاندار بھی اکثر ہین

اس شہر کا جوتا اور کلاہ زری و کار چوب کامدانی اور خمیرہ تمباکو اور زیور مرصع
اور زیور و ظروف طلا و نقرہ و کمہار و نقاش و تشباز و چکن ساز عمدہ سے عمدہ
مشہور دیار و امصار و دساور ہی دور دور مال جاتا ہی مگر بہ نسبت عہد شاہی کے
یہ سب کام اب کم ہی صرف بھی کم ہی

ہندو مسلمان کے میلے بارہ مہینے اس شہر مین بکثرت اور دھوم سے ہوتے
رہتے ہین مگر بڑی دھوم دھام محرم کے عشرے مین ہوتی ہی غرہ محرم سے
۱۰ روز تک اور کہین پندرہ دن بھی ہزارون گھر مین روزمرہ مجلس تعزیہ رہتی ہی
خیرات ہوتی ہی شیعہ پلنگ پر نہین سوتے شادی کی رسم نہین کرتے زیور خوش پوشاک

نہین پہنتے پان نہین کہاتے تعزیہ داری ہر گھر مین ہوتی ہی امام باڑے بہت
اور انمین آرایش اور روشنی بکثرت اور مرثیہ خوانی سوزراگ اور تحت لفظ
جہان مین بی نظیر کتاب خوانی و ماتم بی انتہا — عیش باغ اور علی گنج اور
سورج کنڈ کا میلہ بہی مشہور ہی

واجد علیشاہ کے جانے سے ہزارون آدمی اور اکثر امرا اور وزیر و بیگمات بہی
اونکے ساتہ کلکتے چلے گئے اسلیے رونق شہر کی بالکل کم ہی جس سے
کلکتے مین اونکی ایک علحدہ آبادی تکلف اور سامان کی و بچسپ و خوش
معلوم ہوتی ہی ع صدر ہر جا کہ نشیند صدرست +

مرد یہان کے تماشا مین عیاش تن پرور خوش باش اکثر ہین اسلیے یہان کی
عورت کا چلن بہی کم پسندیدہ ہی کسی زمانے مین لونڈے بازی یہان کی
مشہور ہی کبہی رنڈی بازی کبہی جوا کبہی نشا کبہی چوری مگر اسپر بہی جس قدر
خیرات اور علم یہان ہی اور جگہ کم ہی — ہزارون اونمین حاجی ہین جو کربلا
اور حج ہو آئے ہین اور ہر سال صدہا ہزارہا آدمی کا قافلہ جاتا ہی

موسم یہان کے سب غنیمت مگر برسات مین فضا اور سبزہ زیادہ خوشنما ہوتا ہی
اور ہوا و بچسپ شہر کی آب و ہوا ذرا اچہی نہین پانی بہی کہاری ہی جابجا نشیب و
فراز و نالہ وغیرہ مگر اب صفائی ہوتی جاتی ہی قرب دریا سے سفید پوشی
زیادہ ہی — حضرت گنج دزامیدان اور بلندی پر ہی اس لیے وہان کی

آب و ہوا و فضا بہت خوب ہی

ہندو مسلمان مین یہان شادی ہوم سے کرتے ہین روشنی آتش بازی تخت آرایش ناچ تماشا محض تکلف اور سامان سے ہوتی ہی برات بہی اپنے اور مستعار سامان سے دہوم سے لیجاتے ہین لڑکی کی طرف سے مقدور بھر جہیز بہی دیا جاتا ہی اور اوسکو اپنی نیکنامی جانتے ہین ہندو کی برات سے قبل سوگی نام سامان تخت آرایش وغیرہ اوٹہاتا ہی وہ زیادہ تر قابل دید ہی عجیب عجیب کہلونے میوہ نقاوی پکوان وغیرہ ہو بہو اصل جیسے ہوتے ہین

عہد واجد علیشاہ سے پریون کا ناچ اور اونکے بہاؤ کا رواج ہی ایک اندر اور دو چار دیو اور دو چار پری بنکر فسانۂ حسن و عشق بطور قصہ کے گاتے ہین اور ایک لطف آمیز کہانی سناتے ہین غرض گذشتہ حال عاشق و معشوق کی صورت کر دکہاتے ہین یہ اور کسی شہر مین نہین ہی اونکا مجرا ۸ بجے سے ۱۲ تک ہی افیون اور پان کا رواج زیادہ ہی اور رنگین پوشی کا بہی اس لیے رنگریز اور حقہ والے اور تنبولی کی دکان اکثر ہین کوئی بازار اور کوچہ اور محلہ خالی نہین ۔ لیک خاص اس شہر کی ساقن مشہور ہین اور اکثر ہر میلے مین اونکا ایک بازار ہی علیحدہ ہوتا ہی

ساقن ایک عورت ہی جو بن سجکر دکان حقہ و بنگ و چرس و گانجہ لگاتی ہی گانی بجانی بہی ہی تکلف سے دکان کرتی ہی اکثر بازاری باسنے اور افیونی ہوتے باز

اونکی دکان پر حقہ افیون وغیرہ کھاتے پیتے ہین اونکو ایک پیسے سے روپیہ تک دیتے ہین اونمین آگے پچاس پچاس ہزار لاکھ لاکھ تک کی ذی مقدور بھی تھین اب بھی سو پچاس سے پانچ سات ہزار تک کی صاحب مقدور رہتے ہین اونکے لباس زیور اور انداز پر اجنبی آدمی یہی جانے کہ یہ بھی کوئی بیگم صاحب ہین بڑے بڑے عالیشان مکان اور محلات محلہ دبازار کھد گئے اب بھی جابجا بازار بہت ہین مگر چوک کا مگر اوسکے ازیادہ رونق کا ہی ہر قسم کے دوکاندار جوہری بزاز دوشالہ فروش جفت فروش صراف ہنڈی والے سوداگر نان پز حلوائی عطر فروش گلفروش سبزہ فروش وغیرہ قسم قسم کے تکلف سے بیٹھتے ہین مگر ۴ بجے سے شام تک خوب گرم بازاری اور رونق و کثرت رہتی ہی شہر کے امیر غریب بھی اکثر سیر کو آتے ہین یہ بازار عہد اکبر شاہ کا بنا ہوا ہی اسی سے اکبری دروازہ مشہور ہی عہد سرکار مین دوبازار کلان و عریض بنے شروع ہوئے مگر آبادی و عمارت اونکی ابھی ناتمام ہی

سر بازار اکثر اور یون بھی قوم طوائف اکثر رہتی ہین شام کو سج بنکر باہر کمرے پر بیٹھتی ہین اونکے ٹھاٹ اور زیور و پوشاک کا تکلف بیگمات سے کم نہین گانا بجانا بتانا یہان کا ہند مین ضرب المثل ہی کیون نہو جہان اونکے میراثی اونکی بدولت نواب اور دولہا ہو گئے اور وہ خود اکثر بیگمات بن گئین اور خود بادشاہ سلامت گاتے بجاتے ہون واقعی الناس علی دین ملوکہم

اونکا مجرا معہ رسے عصہ تک ہی — انمین اکثر لکھ پتی بھی ہین — سوا لاکھ
فاحشیان بی شمار غرض فحش کی کثرت اور عار کم معاذ اللہ
شہر مین مسلمان اکثر ہندو اونسے کم مگر باہم اتفاق اور سلوک اور رسم
مسلمان مین سنی کم اور شیعہ اکثر اسکی تفصیل ضرور نہین اسی قدر بس ہی کہ دونون
مسلمان ہین مگر مثل روس کیتھلک اور پراٹسٹنٹ کے تراع لفظی ہی بس
ہندو عورات کی وضع خاص ہوتی ہی مگر مسلمان مرد اور ہندو مرد کی وضع لباس
سب یکسان ہی داڑہی منڈانے کا رسم علی العموم اور داڑہی کہنا معیوب ہی
نفاست نزاکت خوشخوری خوشپوشی مکلف مکان اور دہوم شادی فضول خرچی
مین یہ لکھنو ہند مین انگشت نما گویا ہند کا پارس فرانس ہی
بعد دہلی کے اردو ریختہ زبان یہان کی ہند بھر مین فصیح اور صاف و شستہ
و مستند شعر و شاعری کا چرچا بکثرت ہمیشہ جا بجا مشاعرہ اب بھی ہوتا ہی اپنے اپنے
شعر ہر شاعر اگر پڑہتا ہی بہت سے شعرا نامی گذرے اب بھی اکثر ہین اور صاحب
دیوان علی ہذا مرثیہ گوئی مین انیس و دبیر بی مثل مصحفی انشا میر جرات سوز
آتش ناسخ ذریہین کے شاعر ہین اور اب نثر مین سرور موجد وقت
جناب مولوی ہادی علی اشک تو جامع کمالات صوری و
معنوی نظم نثر فارسی مخصوص اردو زبان ریختہ و محاورہ مین
یکتاے روزگار ہین فقط

خاتمہ

شکر و احسان خداوند حقیقی کا کہ عجلتہً یہ چند اوراق منطبع ہوئے تصحیح و نظر ثانی مؤلف کی نوبت نہیں پونہچی اکثر غلطی غلطنامہ سے رفع ہو سکتی ہی اور اتفاقاً اگر ناظرین باتمکین سہو و خطا کہ لازمۂ بشریت ہے پاوین معاف فرماوین ع کہ ہیچ نقش بشر خالی از خطا نبود منشی طوطا رام شایان کی توجہ بسطے بہرسانی تاریخون اور تلاش مطالب کے شایان تعریف ہے اور سلاست فکر خداداد بس پسندیدہ صاحب مہن سا منشی گوبند پرشاد متخلص فضا خوشنویس مطبع نے بدیہی

یہ ایک قطعۂ تاریخ موزون کیا

چھپا احوال شاہان اودہ کا	عبارت جسکی ہی دلچسپ و مرغوب
جو ہین کرنیل ایٹ صاحب جاؤ	اونھین سے اسکی ہی تالیف منسوب
خدا پھر اونکو لائے لکھنؤ مین	یہ دن فرقت کے ہون گھڑی یونسے محبوب
فضا موزون ہوا تاریخ تالیف	کہ ہو اہل سخن کو دل سے محبوب

اودہ نے سر سے کی تاریخ مقبول
کہا چھاپی تواریخ اودہ خوب
۱۸۶۳ع

۹۵۴

RR

تاریخ نادر العصر

۲۷-۱۲-۵۷ سر ۱۲۷

۲۲-۲-۵۸ ۲۶ روپے

جامعہ

۱- ارکین مجلس اعلا

۲- اساتذہ جامعہ

۳- طلبا

۴- ہیت

۵- شرائط

۶- کتاب

۷- کتابوں

۸- قلمی نسخے